عمران سیریز

فوہاگ انٹر نیشنل

مکمل ناول

از

مظہر کلیم ایم، اے

عمران سیریز

فوہاگ انٹرنیشنل

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

بلکہ ایسا صرف سر سلطان کو یاد دلانے کے لئے کرتا ہے کہ ایکسٹو بہرحال عہدے کے لحاظ سے ان سے زیادہ اختیارات کا حامل ہے۔ جہاں تک سر سلطان کے استعفیٰ کا تعلق ہے تو سر سلطان بیحد سمجھ دار ہیں اس لئے وہ بھی اس بات کو سمجھتے ہیں۔ باقی وہ اپنا غصہ ظاہر ہے عمران پر بطور عمران نکال لیتے ہیں اس لئے انہیں استعفیٰ دینے کی کیا ضرورت ہے البتہ آپ کی شکایت پھر بھی عمران تک پہنچا دی جائے گی تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ اسے پسند کرنے والے اس کی چھوٹی سے چھوٹی حرکت پر بھی کڑی نظر رکھتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

شکیاری مانسہرہ سے سید ذوالفقار حسین شاہ کاظمی لکھتے ہیں۔ " مجھے آپ کے ناول بیحد پسند ہیں اور میں آپ کا پرانا قاری ہوں۔ بلیک تھنڈر کا سلسلہ مجھے بیحد پسند ہے۔ ناول " ڈائمنڈ پاؤڈر " حصہ اول میں آپ نے صفحہ نمبر 141 پر لکھا ہے کہ میگی ڈیکسن سے کہتی ہے کہ اس نے لاجسٹن کو ہلاک کر کے اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈلوا دی ہے جبکہ صفحہ نمبر 158 پر جب عمران لاجسٹن سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے جواب ملتا ہے کہ اس کی لاش سڑک پر پڑی ہوئی ملی ہے۔ اب یہ الجھن آپ دور کریں کہ برقی بھٹی میں ڈلوانے کے بعد اس کی لاش کیسے صحیح سلامت رہ سکتی ہے "۔

محترم سید ذوالفقار حسین شاہ کاظمی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ آپ نے جس الجھن کا ذکر کیا ہے اس سلسلے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ میگی نے جان بوجھ کر اپنے باس سے کہا کہ لاش برقی بھٹی میں ڈلوا دی ہے مگر اس نے حقیقتاً ایسا نہ کیا ہو گا اور ایسا کہنے میں میگی نے اپنا کوئی فائدہ دیکھا ہو گا تب ہی اس نے یہ جھوٹ بولا۔ اگر آپ ناول کے اس حصے کو غور سے پڑھیں تو آپ کو خود ہی یہ اندازہ ہو جائے گا کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ وہ اپنے باس ڈیکسن کو کس ڈھب پر لے آنا چاہتی تھی اور کیا کرنا چاہتی تھی البتہ اگر آپ اپنی الجھن کا دوسرے انداز میں جواب چاہتے ہیں تو میگی نے صرف برقی بھٹی کے الفاظ کہے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ اس نے برقی بھٹی کا سوئچ بھی آن کر دیا تھا۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

مقبوضہ گوجرہ سے ایک قاری نے اپنا نام لکھے بغیر لکھا ہے کہ " آپ کے ناول مجھے بیحد پسند ہیں لیکن مجھے آپ سے یہ شکایت ہے کہ آپ کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور میجر پرمود کے کرداروں سے انصاف نہیں کرتے۔ یہ کردار کسی بھی لحاظ سے عمران سے کم نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود آپ ہمیشہ عمران کو ہی ان سے برتر دکھاتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ ان عظیم کرداروں سے ضرور انصاف کریں گے "۔

محترم جناب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ جن کرداروں کے بارے میں آپ نے شکایت کی ہے وہ واقعی عظیم کردار ہیں اور عمران بھی ان کی دل سے عزت کرتا ہے بلکہ کرنل فریدی کو

تو وہ برملا اپنا پیرومرشد بھی کہتا ہے لیکن عمران کی ایک مخصوص نفسیات بھی ہے اور وہ یہ کہ وہ اپنے ملک کے مفادات کے مقابل کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور شاید اسی بنا پر آپ کو شکایت پیدا ہوئی ہے۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ آپ کی شکایت کو جس حد تک ممکن ہو سکے دور کیا جائے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران چلتے چلتے ٹھٹک کر رک گیا۔ اس کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے حیرت سے پھیل گئیں مگر دوسرے لمحے اس کے چہرے پر حیرت کے بجائے مسرت کا آبشار بہنے لگا۔ اس کی شکل سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی مفلس کو بیٹھے بٹھائے اچانک ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو اور پھر وہ ماحول کی پرواہ کئے بغیر گلا پھاڑ کر چیخا۔

"فوہاگ۔ ارے او فوہاگ کے بچے تم کہاں سے آن ٹپکے"۔ اور اس کی گونجدار آواز نے پورے ہال کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ دراصل وہ اس وقت دارالحکومت کے نو تعمیر شدہ شاندار سات منزلہ منزل ایئر کنڈیشنڈ ہوٹل ملبز کے مین گیٹ میں داخل ہو رہا تھا۔ جب اسے ہال کے ایک کونے میں فوہاگ ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی کے ساتھ بیٹھا نظر آگیا۔ یہ ہوٹل امرا کے طبقے کا مخصوص ہوٹل تھا اور شام سے ہی اس کے خوبصورت ہال کی میزیں پر ہو جایا کرتی

تھیں۔ امراء کے طبقے کے لئے مخصوص ہونے کی وجہ سے ہی یہاں رکھ رکھاؤ کا بے حد خیال رکھا جاتا تھا۔ یہاں اونچی آواز میں قہقہہ لگانا بھی خلاف تہذیب سمجھا جاتا تھا۔ چہ جائیکہ کوئی شخص اس طرح گلا پھاڑ کر چیختا شروع کر دے مگر یہ عمران تھا جس کے ذہن میں اس قسم کے رکھ رکھاؤ کا دور دور تک کہیں پتہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ اس کی آواز نے پورے ہال کو اس کی طرف متوجہ کر لیا اور ہال میں موجود تقریباً تمام افراد کے منہ اس کی اس خلاف تہذیب حرکت کے علاوہ اس کا حلیہ دیکھ کر بگڑ گئے۔ عمران اس وقت اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں تھا اور سب سے زیادہ غضب کی بات یہ تھی کہ وہ پہلی بار اس ہوٹل میں داخل ہو رہا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ یہاں کا عملہ ابھی تک اس سے واقف نہیں تھا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ اس کے یوں گلا پھاڑ کر چیختے ہی قریب موجود ایک بیرا تیزی سے اس کی طرف لپکا اور پھر اس نے بڑے ترش لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صاحب یہ شرفاء کا ہوٹل ہے۔ کوئی بھنگڑ خانہ نہیں اس لئے بہتر ہے کہ آپ شرافت سے واپس چلے جائیں"...... بیرے کے لہجے میں چھپی ہوئی دھمکی صاف بتلا رہی تھی کہ اگر عمران نے اس کی بات پر شرافت سے عمل نہ کیا تو بیرا اسے زبردستی اٹھا کر باہر پھینکنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا مگر عمران نے اس کی بات سن کر یوں لاپرواہی سے سر جھٹکا جیسے کان سے مکھی اڑا دی ہو۔ ادھر فوہانگ بھی اپنا نام سن کر چونکا اور پھر وہ عمران کو دیکھ کر یوں کرسی سے اچھلا

جیسے کرسی میں الیکٹرک کرنٹ آ گیا ہو۔ دوسرے لمحے وہ کرسی سے اٹھ کر تیر کی طرح عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ اس دوران عمران بھی کافی آگے بڑھ چکا تھا اور عین ہال کے وسط میں وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔ فوہانگ نے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا مگر دوسرا لمحہ اس کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا جب عمران نے اس کے ہاتھ کو نظرانداز کرتے ہوئے جھپٹ کر اسے گلے سے لگا لیا اور پھر وہ عین ہال کے وسط میں اس سے یوں ملنے لگا جیسے عید کی نماز کے بعد نمازی ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ فوہانگ بھی اس کی اس غیر متوقع حرکت سے قدرے جھینپ سا گیا اور ہال میں موجود تکلف زدہ افراد کا تو غصے کے مارے برا حال ہو گیا اور اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی احتجاج کرتا کاؤنٹر پر موجود مینجر تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا چہرہ بھی غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ جیسے عمران نے یوں چیخ کر اور ہال کے وسط میں فوہانگ کو گلے سے لگا کر دنیا کا سب سے بھیانک جرم کر لیا ہو اور جس لمحے عمران اور فوہانگ علیحدہ ہوئے مینجر ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"معاف کیجئے مسٹر"...... مینجر نے عمران کو مخاطب کرتے ہوئے قدرے ترش لہجے میں کہا۔ وہ شاید اتنا تکلف بھی صرف اس لئے کر رہا تھا کہ ایک تو اپنے کاروباری اخلاق کی وجہ سے مجبور تھا اور دوسرا فوہانگ غیر ملکی تھا ورنہ اس کے چہرے سے تو یوں محسوس ہو رہا تھا

جیسے وہ ایک لمحے کی دیر کئے بغیر عمران کے پیٹ میں چاقو گھونپ دے گا۔

"معاف کیا"...... عمران نے مینجر کی طرف مڑے بغیر یوں فیاضانہ لہجے میں کہا جیسے اس کی سات پشتوں پر احسان کر رہا ہو اور پھر فوہاگ کا بازو پکڑے اس کی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا اور مینجر ہونق بنا کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔

"فوہاگ تمہیں اچانک دیکھ کر نجانے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے۔ جیسے میں کوکا کولا پی رہا ہوں"...... عمران نے چلتے چلتے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب"...... فوہاگ نے یوں چونک کر اسے دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ عمران کی دماغی صحت کی طرف سے مشکوک ہو گیا ہو۔

"ارے تمہاری مطلب پوچھنے کی عادت ابھی تک نہیں گئی۔ تمہارا نام ہی ایسا ہے جسے سن کر مجھے جھاگ کا خیال آ جاتا ہے اور کوکا کولا کی بوتل کھولو تو اس میں سے پہلے جھاگ نکلتی ہے اور پھر کوکا کولا اور پھر کوکا کولا تو تمہارا قومی مشروب ہے۔ کیا یہ سب باتیں جوڑ کر بھی تم میری بات کا مطلب نہیں سمجھ سکتے"...... عمران نے اسے وضاحت سے سمجھاتے ہوئے کہا اور فوہاگ دل ہی دل میں عمران کی ذہانت کا قائل ہو گیا جس نے ایک بے معنی سے فقرے کی انتہائی خوبصورت اور ذو معنی تاویل پیش کر دی تھی۔ اتنے میں وہ دونوں میز کے قریب پہنچ چکے تھے۔ وہاں بیٹھی ہوئی خوبصورت سی

لڑکی جو حیرت سے بت بنی یہ سب تماشا دیکھ رہی تھی ان کے قریب پہنچتے ہی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ البتہ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات جوں کے توں موجود تھے۔

"یہ علی عمران ہے۔ آکسفورڈ میں میرا کلاس فیلو رہا ہے اور یہ ہے میری سیکرٹری اور ورک پارٹنر موریا بلوگن"...... فوہاگ نے ان دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"لونڈیا تو بڑی خوبصورت پھانسی ہے"...... عمران نے خالص لوفروں کے سے انداز میں فوہاگ کو آنکھ مارتے ہوئے کہا اور موریا بلوگن جو شاید "تم سے مل کر خوشی ہوئی" کا رسمی جملہ بولنے والی تھی منہ کھولے رہ گئی۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ کوئی شخص اتنا بدتر بھی ہو سکتا ہے۔

"تو تمہیں اب لڑکیاں پسند آنے لگ گئی ہیں ورنہ آکسفورڈ میں تمہارا یہ حال تھا کہ خوبصورت سے خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر یوں منہ بناتے تھے جیسے کونین چبا رہے ہو"...... فوہاگ نے اسے کرسی پر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"خیر اب زیادہ اتراؤ نہیں۔ اتنی بھی خوبصورت نہیں ہے مس کوریا مورگن"...... عمران نے حسب عادت اس کا نام بگاڑتے ہوئے کہا اور موریا بلوگن کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا مگر وہ کہہ بھی کیا سکتی تھی اس لئے دانت بھینچ کر رہ گئی مگر اس کی یہ حالت فوہاگ سے چھپی نہ رہی اسی لئے اس نے موریا بلوگن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مس اس کی باتوں کو فیل نہ کرنا۔ یہ بس ایسا ہی آدمی ہے۔ بیحد بے تکلف سا"...... فوہاگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مس"...... عمران نے چونک کر دوبارہ موریا بلوگن کی طرف دیکھا اور پھر بڑے معصومانہ لہجے میں بولا۔

"اگر شہد اتنا خوبصورت ہوتا ہے تو لازمی طور پر بیحد لذیذ بھی ہوتا ہوگا۔ مس کیا آپ اپنی انگلی مجھے چبانے کی اجازت دیں گی تاکہ میں ولایتی شہد کا ذائقہ چکھ سکوں"...... عمران نے کہا۔

"فوہاگ تم کہہ رہے ہو کہ یہ تمہارے ساتھ آکسفورڈ میں تھے۔ مجھے تو نظر آ رہا ہے جیسے انہوں نے اپنی تمام عمر پاگل خانے میں گزاری ہے"...... مس موریا بلوگن آخر پھٹ پڑی۔ ظاہر ہے وہ کہاں تک ضبط کرتی۔

"ساری عمر۔ تو کیا تمہارا مطلب ہے کہ تمہارے سامنے علی عمران نہیں بلکہ اس کی روح بیٹھی ہوئی ہے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر فوہاگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فوہاگ اپنی سیکرٹری کی نظر کا علاج کراؤ جسے ایک اچھا بھلا آدمی روح نظر آ رہا ہے۔ تم خود بتلاؤ ساری عمر پاگل خانے میں گزارنے کے بعد میں اب زندہ یہاں کیسے آ گیا"...... عمران نے کہا۔

"چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ بتلاؤ کہ کیسی گزر رہی ہے"۔ فوہاگ نے فوراً ہی موضوع بدلتے ہوئے کہا کیونکہ اسے اچھی طرح علم تھا کہ اگر چند لمحے عمران اور موریا میں مزید نوک جھونک ہوتی رہی تو

موریا کو یقیناً خودکشی کرنی پڑے گی۔ بھلا عمران سے باتوں میں جیت جانا کیسے ممکن ہو سکتا ہے اور پھر عمران جسے زچ کرنے پر اتر آئے اس کے لئے خودکشی کے علاوہ اور چارہ ہی کیا رہ جاتا ہے۔

"گزر کہاں رہی ہے۔ اچھی بھلی بیٹھی ہے۔ گزر جاتی تو صبر ہی کر لیتے"...... عمران نے موریا کی طرف دیکھ کر منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور فوہاگ بے اختیار ہنس پڑا۔ موریا کچھ اور سلگ اٹھی۔ گو اسے اپنی ذہانت پر آج تک بیحد ناز رہا تھا مگر عمران کی ٹائپ سمجھنا اس کے بھی بس سے باہر ہو رہا تھا۔ اتنے میں بیرا ان کے قریب پہنچ کر ادب سے جھک گیا۔ منیجر شاید فوہاگ کی وجہ سے خاموش ہو کر واپس جا چکا تھا اور پھر ہال میں موجود افراد بھی اپنی اپنی خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

"کیا پیو گے"۔ فوہاگ نے ویٹر کو قریب دیکھ کر عمران سے پوچھا

"تم کیا پلا سکتے ہو"...... عمران نے لاپرواہی سے پوچھا۔

"جو چاہو بیرے کو آرڈر دے دو"...... فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویٹر"۔ عمران نے اب براہ راست ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... ویٹر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فوہاگ تم نے اپنے آنے کی مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔ اطلاع دے دیتے تو کم از کم میں تمہارے استقبال کے لئے ایئرپورٹ پہنچ جاتا۔ مدت ہوئی جہازوں کو اترتے چڑھتے ہی نہیں دیکھا۔ مجھے تو اب

ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے جہازوں نے زمین پر اترنا ہی چھوڑ دیا ہو"۔ ویٹر کی بجائے عمران نے فوہاگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے کیا معلوم تمہارا پتا کیا ہے۔ اطلاع کہاں دیتا"...... فوہاگ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تو میرا پتہ لگانا کوئی مشکل بات ہے۔ یہاں آکر کسی سے پوچھ لیتے۔ میں تو اس شہر میں اس طرح مشہور ہوں جیسے شیطان"۔ عمران نے جواب دیا۔

"آرڈر سر"۔ ویٹر جو کھڑے کھڑے تھک گیا تھا آخر بول ہی پڑا۔

"یار تم کیسے ویٹر ہو کہ ویٹ ہی نہیں کر سکتے۔ بھلے آدمی کچھ تو اپنے نام کا لحاظ رکھا کرو۔ آخر اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ کوئی ہم بھاگ جائیں گے"...... عمران نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور اس بار فوہاگ کے ساتھ ساتھ موریا بھی ہنس پڑی۔ شاید اس نے بھی سوچ لیا ہو کہ اس آدمی سے ناراض ہونے کی بجائے اگر اسے انجوائے کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

"کافی لے آؤ"...... فوہاگ نے ویٹر کی مشکل حل کرتے ہوئے کہا اور ویٹر فوراً ہی مڑ گیا۔

"اسے کچھ دیر ویٹ کرنے دیتا تھا۔ آخر وہ تنخواہ کس بات کی لیتا ہے۔ اگر اتنی جلدی اسے آرڈر ملنے لگ گئے تو مالک اس غریب کو نوکری سے ہی علیحدہ کر دے گا"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مسٹر علی عمران کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ آکسفورڈ کہاں ہے"۔ موریا نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔ شاید اب وہ عمران سے انتقام لینے پر تل گئی تھی۔

"باہر پارکنگ شیڈ میں۔ ویسے دو چار ہی تمہیں نظر آئیں گی۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں یہ زیادہ پسند نہیں کی جاتی"۔ عمران نے اسے یوں جواب دیا جیسے استاد کسی بچے کو سمجھاتا ہے۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں"...... موریا نے شدید حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"آخر کس کی سیکرٹری ہو۔ اسے بھی آج تک کسی بات کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ آکسفورڈ کار کے متعلق پوچھ رہی ہو ناں"۔ عمران نے نیم حزنیہ لہجے میں جواب دیا اور اس بار موریا نے خاموش رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ بظاہر یہ احمق سا نوجوان انتہائی خطرناک حد تک ذہین واقع ہوا ہے اور اسی لمحے ویٹر نے میز پر کافی سرو کر دی اور موریا نے اپنے آپ کو کافی بنانے میں مصروف کر لیا۔

"عمران ایک بات بتلاؤ۔ تمہارے ڈیڈی کیا ابھی تک انٹیلی جنس سے متعلق ہیں"۔ فوہاگ نے اچانک بے حد سنجیدگی سے پوچھا۔

"ارے ظالم کیوں میرے اتنے اچھے موڈ کا ستیاناس کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ ڈیڈی کا نام پھر نہ لینا ورنہ مجھے بخار ہو جائے گا۔ وہ انٹیلی

جنس کے ڈائریکٹر جنرل کیا بنے ہیں آسمان پر ہی چڑھ گئے ہیں۔ کسی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ ہونہہ بھلا علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کی صحت پر اس سے کیا اثر پڑ سکتا ہے" ...... عمران نے جواب نہ دیتے ہوئے بھی فوہاگ کے سوال کا جواب دیا۔

"کیوں کیا آج کل ڈیڈی سے تعلقات خراب ہیں" ...... فوہاگ نے کریدا۔

"آج کل کیا میری شروع سے ہی ڈیڈی سے نہیں بنی۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں کوئی افسر بن جاؤں اور پھر سنجیدگی کے جراثیم اپنے اندر انجیکٹ کر کے وقت سے پہلے ہی مر جاؤں۔ اب بھلا تم خود بتلاؤ کسی کا باپ اتنا ظالم ہو سکتا ہے کہ اپنے اکلوتے جوان بیٹے کو بے وقت موت کے حوالے کرنے پر تیار ہو جائے" ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ بیچارے تو اپنی جگہ درست کہتے ہیں۔ آخر انہوں نے تمہیں اتنا پڑھایا لکھایا اسی لئے تو ہے کہ تم کوئی اچھی سی پوسٹ سنبھال لو" فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے دو باتیں غلط کی ہیں۔ ایک تو ان چنگیز خان کو بیچارہ کہہ دیا ہے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ اس وقت وہ موجود نہیں ہیں ورنہ اب تک میں تمہاری قبر پر کھڑا فاتحہ پڑھ رہا ہوتا اور دوسری بات یہ کہ ہمارے ملک میں پوسٹ سنبھالنے کے لئے پڑھا لکھا ہونا کوئی شرط نہیں ہے۔ یہاں تو سب پوسٹ مین چھ سات جماعتیں مشکل سے پاس ہوتے

ہیں۔ آخر انہوں نے خط پر لکھا ہوا پتہ ہی پڑھنا ہوتا ہے کوئی ایٹم پر ریسرچ تو نہیں کرنی" ...... عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تم سے خدا بچائے۔ تمہاری زبان کی قینچی کو اتنی مدت گزرنے کے باوجود زنگ نہیں لگا" ...... فوہاگ نے جھینپ مٹانے کے لئے جواب دیا۔

"سٹین لیس سٹیل کی بنی ہوئی ہے۔ زنگ لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ تم ایک زنگ آلود قینچی ساتھ لئے پھرتے ہو۔ ویسے ایک بات ہے میں نے زندگی میں پہلی بار ایسی عورت دیکھی ہے جو اتنی دیر سے منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھی ہوئی ہے" ...... عمران نے موریا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ارے کسی خوش فہمی میں نہ رہنا۔ پہلی ملاقات ہے جو موریا تمہیں [illegible] ہے۔ اس سے تو اچھے اچھے جان چھڑانے پر مجبور ہو جاتے ہیں" ...... فوہاگ نے موریا کے ہاتھ سے کافی کی پیالی لیتے ہوئے کہا۔

"کیوں جھوٹ بول رہے ہو۔ انہیں دیکھنے کے بعد کسی میں جان باقی رہتی ہو گی جو چھڑاتے پھریں گے" ...... عمران نے کافی کی پیالی اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا اور عمران کی اس درپردہ تعریف پر موریا بےچارگی سے مسکرا دی۔

"میں خطرے کی بو سونگھ رہا ہوں۔ عمران خدا کے لئے موریا پر رحم کرو۔ اس کی اتنی زیادہ تعریف نہ کرو کہ میں اتنی اچھی سیکرٹری

سے ہاتھ دھو بیٹھوں"...... فوہاگ نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا۔

"تمہاری ناک ضرورت سے زیادہ حساس معلوم ہوتی ہے ورنہ مس موریا اب اتنی زیادہ بدبودار بھی نہیں ہیں کہ دو فٹ کے فاصلے سے بو تمہاری ناک تک پہنچ جائے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ حد سے بڑھ رہے ہیں مسٹر عمران۔ میں اس حد تک بے تکلفی اور بدتمیزی کی قائل نہیں ہوں"...... موریا نے اچانک انتہائی سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ شاید اسے عمران کا یہ ریمارک بے حد برا لگا تھا۔

"اوہ ویری سوری۔ دراصل مجھے پہلے آپ سے وہ حد معلوم کر لینی چاہئے تھی جس تک آپ بے تکلفی اور بدتمیزی برداشت کر سکتی ہیں"...... عمران نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"باس میں اوپر کمرے میں جا رہی ہوں آپ کے دوست ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے ہاتھوں اپنی تذلیل برداشت کرتی رہوں"...... موریا نے شدید غصے سے پھنکارتے ہوئے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"فوہاگ تم خود ہی انصاف کرو۔ تمہاری سیکرٹری کتنا سفید جھوٹ بولتی ہے۔ بھلا میں نے اسے ہاتھ لگایا بھی ہے"...... عمران نے انصاف طلب نظروں سے فوہاگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مگر اس سے پہلے کہ فوہاگ کوئی جواب دیتا موریا تیز تیز قدم اٹھاتی لفٹ

کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"عمران تم نے خواہ مخواہ میری سیکرٹری کو ناراض کر دیا۔ ویسے اس کا بھی قصور نہیں ہے۔ اسے معلوم ہی نہیں کہ اس کا واسطہ کس سے پڑا ہے"...... فوہاگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"فوہاگ میں نے سنا تھا کہ تم نے کوئی سیکرٹ ایجنسی کھول رکھی ہے۔ کیا واقعی"...... عمران نے اچانک موضوع بدلتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں۔ میں شاگو میں فوہاگ انٹرنیشنل سیکرٹ ایجنسی کے نام سے کام کر رہا ہوں مگر تمہیں کس نے بتلایا"...... فوہاگ نے تعجب آمیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت سی باتیں جو [illegible] مجھے معلوم ہو جاتی ہیں۔ تم سے بہت [illegible] سیدھا چل رہا ہے۔ مگر یہ تمہیں سوجھی کیا۔ تم جیسے صاحب جائیداد ہونے کے باوجود تم لوگوں کو طلاق دلوانے کے چکر میں پڑ گئے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے دوست۔ میں طلاق دلوانے کا کام نہیں کرتا۔ انٹرنیشنل کے لفظ سے تمہیں سمجھ جانا چاہئے کہ میں کس قسم کے کام میں ہاتھ ڈالتا ہوں گا"...... فوہاگ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"انٹرنیشنل سے تو یہی مراد ہو سکتی ہے کہ تم شوہر بیوی کی بجائے قوموں کو ایک دوسرے سے طلاق دلوانے کا دھندہ کرتے ہو

گے"...... عمران نے یوں جواب دیا جیسے وہ تمام بات سمجھ گیا ہو۔

"ہاں کچھ ایسا ہی سمجھ لو"...... فوباگ نے بڑے پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر میری قوم پر رحم کرنا۔ ابھی تو اس کی شادی بھی نہیں ہوئی اور تم طلاق دلانے آموجود ہوئے"۔ عمران نے التجائیہ لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو بڑے معمولی سے مسئلے کے لئے آیا ہوں۔ چلو اس بہانے تم سے ملاقات تو ہو گئی"۔ فوباگ نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں تم اپنی سیکرٹری کو جا کر مناؤ وہ بیچاری اکیلی بیٹھی سلگ رہی ہو گی اور ہاں اگر کبھی میری ضرورت پڑے تو یہ میرا کارڈ رکھ لو۔ بلاتکلف آجانا میرے پاس چند ایسے خاندانی نسخے ہیں کہ یوں چٹکی بجاتے میں طلاق ہو جائے گی"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے جیب سے کارڈ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ ویسے میرا کام ہی ایسا ہے کہ تمہارے خاندانی نسخے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ البتہ میں ملنے ضرور آؤں گا"...... فوباگ نے کارڈ جیب میں رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے بائی بائی۔ وش یو بیسٹ لک"...... عمران نے خوش دلی سے کہا اور پھر فوباگ سے ہاتھ ملا کر مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

فوباگ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا موریا بلوگن نے منہ موڑ لیا۔ شاید اس کا غصہ ابھی تک دور نہیں ہوا تھا اور وہ شاید فوباگ سے بھی ناراض تھی کہ اس نے جان بوجھ کر اس عمران سے اسے [illegible] ہے مگر فوباگ نے موریا کی ناراضگی کی رتی برابر پرواہ نہیں [illegible]۔ وہ تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا کمرے میں موجود وارڈ روب کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اسے کھولا اور ہینگر کے قریب لٹکے ہوئے ایک چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کو نکال کر اس نے الماری بند کر دی۔ ٹرانسمیٹر لئے وہ کرسی پر بیٹھ گیا اور بٹن دبا کر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ کمرے میں خوشگوار موسیقی کی لہریں ہلکورے لینے لگیں۔ فوباگ نے اپنی ایک انگلی منہ میں ڈالی اور پھر انگلی پر لگا ہوا لعاب دہن اس نے ٹرانسمیٹر کے ایک کونے پر مل دیا۔ لعاب دہن اس کونے پر ملتے ہی اچانک موسیقی کی آواز یکدم بند ہو گئی اور ایسی

آوازیں نکلنے لگیں جیسے صحرا میں باد صرصر کے جھکڑ چل رہے ہوں۔ چند لمحوں بعد ان پر ایک مردانہ آواز حاوی ہو گئی۔

"ہیلو ہیلو وکٹوریہ ہسپتال"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہیلو فوہاگ انٹرنیشنل سپیکنگ"...... فوہاگ نے کہا۔

"یس سر فرمایئے کیا حکم ہے۔ میں نمبرالیون بول رہا ہوں"۔ اس بار دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"نمبرالیون تم اس ملک میں کب سے موجود ہو"...... فوہاگ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"بیس سال سے جناب۔ کیوں کیا بات ہے"...... نمبرالیون نے بڑے تعجب آمیز لہجے میں کہا۔

"کیا تم کسی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کو بھی جانتے ہو جس کا باپ انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل ہے"۔ فوہاگ نے سوال کیا۔

"آپ کا اس آدمی سے کیسے ٹکراؤ ہو گیا جناب۔ میں اسے اپنی ذات سے بھی زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں بلکہ صرف میں ہی کیا اس پیشے سے منسلک دنیا کا ہر فرد اسے اچھی طرح جانتا ہے"...... دوسری طرف سے چند لمحوں کے لئے خاموشی رہی اور پھر نمبرالیون کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ وضاحت سے جواب دو"۔ فوہاگ

نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"جناب دنیا کے عیار ترین، خطرناک حد تک ذہین مگر بظاہر بالکل احمق آدمی علی عمران کو پوری دنیا کے نامی گرامی مجرم اور جاسوس اچھی طرح جانتے ہیں اور اس کے سائے تک سے یوں بھاگتے ہیں جیسے وہ انسان نہ ہو بلکہ پلیگ کے جراثیم کا مجموعہ ہو۔ بڑے بڑے نامی گرامی مجرم اور ناقابل تسخیر سمجھے جانے والے جاسوس اس کے ہاتھوں اپنی گردنیں تڑوا بیٹھے ہیں۔ آج تک کوئی بھی شخص اس سے ٹکرا کر زندہ واپس نہیں لوٹا۔ اگر بفرض محال زندگی بچا لے جانے میں کامیاب ہو بھی گیا تو اپنے مشن میں مکمل ناکامی تو ایک طرف رہی وہ بالکل خالی ہاتھ ہی لوٹا ہو گا"...... نمبرالیون جب شروع ہوا تو بولتے ہی چلا گیا۔ ادھر اس کی باتیں سن سن کر فوہاگ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی ہی چلی جا رہی تھیں۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس کا بظاہر احمق کھلنڈرا اور لاپرواہ سا دوست اس حد تک خطرناک ہو سکتا ہے مگر وہ نمبرالیون کی بات کو جھوٹ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ نمبرالیون جھوٹ نہیں بول سکتا۔ یہی حالت قریب بیٹھی موریا بلوگن کی بھی ہو رہی تھی۔ ٹرانسمیٹر سے نمبرالیون کی ابھرنے والی آواز وہ بھی بخوبی سن رہی تھی اور اس کی باتیں سن سن کر اس کے چہرے پر تعجب تو جیسے منجمد ہو کر رہ گیا تھا۔

"تم مبالغہ تو نہیں کر رہے۔ نمبرالیون۔ اگر ایسی کوئی بات

ہوتی تو یقیناً میرے علم میں بھی ہوتی۔ ہیڈ کوارٹر میں کبھی اس شخص کا ذکر تک کسی نے نہیں کیا"...... فوہاگ نے تند لہجہ میں پوچھا۔

"جناب آپ مبالغہ کی بات کر رہے ہیں میں سوچ رہا ہوں کہ ابھی میں نے اس کے متعلق آپ کو کچھ بتلایا ہی نہیں اور جہاں تک آپ کا تعلق ہے آپ کبھی اس ملک میں نہیں آئے اس لئے آپ کو کیسے علم ہو سکتا ہے"...... نسرالیون نے پرزور لہجے میں جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے ان معلومات کے لئے شکریہ"...... فوہاگ نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"گستاخی معاف جناب۔ کیا آپ بتلائیں گے کہ آپ کا عمران سے ٹکراؤ کس طرح ہوا"...... نسرالیون نے سوال کیا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ایسی تشویش والی کوئی بات نہیں۔ وہ میرا آکسفورڈ کا کلاس فیلو بھی ہے اور انتہائی بے تکلف دوست بھی۔ تم اپنا کام جاری رکھو ہمیں جلد از جلد واپس جانا ہے"...... فوہاگ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا لہجہ قدرے فخریہ تھا جیسے عمران کا دوست ہونا کوئی بہت بڑی خوبی ہو۔

"ٹھیک ہے جناب۔ بہرحال اس بات کا خیال رکھیں کہ ہمارے مشن کی اس کے کان میں بھنک تک نہ پڑے ورنہ تمام محنت رائیگاں چلی جائے گی۔ ویسے کام کے متعلق فکر نہ کریں۔ کام جاری ہے۔ ہم روز بروز کامیابی سے نزدیک ہوتے چلے جا رہے ہیں"...... نسرالیون نے قدرے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"نسرالیون یہ بتاؤ کہ کیا عمران اکیلے کام کرنے کا عادی ہے یا اس نے کوئی گروہ بنایا ہوا ہے"...... فوہاگ نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"جناب وہ یہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے مگر سیکرٹ سروس میں باقاعدہ شامل نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کے سربراہ ایکسٹو کو جب بھی ضرورت ہوتی ہے وہ اسے کام پر لگا دیتا ہے"...... نسرالیون نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بائی بائی"...... فوہاگ نے جواب دیا اور ایک بار پھر انگلی منہ میں ڈال کر اپنا لعاب دہن پہلے سے مخالف کونے پر مل دیا اور دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے موسیقی کی لہریں دوبارہ گونجنے لگیں۔ [illegible] ٹرانسمیٹر تھا۔ [illegible] اور مائیک دونوں موجود تھے [illegible] کا جھنجھٹ نہیں تھا بلکہ مخصوص [illegible] سکی تھی جیسے فون پر ہوتی ہے اور اس میں ایک یہ خوبی یہ بھی تھی کہ اسے صرف فوہاگ ہی استعمال کر سکتا تھا۔ جیسے لعاب دہن کے کیمیائی عناصر کو سامنے رکھ کر اسے بنایا گیا تھا۔ جب تک فوہاگ کا لعاب دہن مخصوص کونے پر نہ ملا جاتا وہ ٹرانسمیٹر ہی رہتا تھا۔ چنانچہ فوہاگ کے علاوہ دنیا کے ہر فرد کے لئے وہ عام سا ٹرانسمیٹر تھا۔ فوہاگ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے میز پر رکھ دیا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے موریا کی طرف دیکھا جو ابھی تک حیرت کے اس جھٹکے سے نہیں نکل سکی تھی جو عمران کے متعلق

سن کر اسے دھچکا تھا۔

"مس کہو کیا خیال ہے۔ کیا نمبر الیون سچ بول رہا ہے"۔ فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نمبر الیون جھوٹ نہیں بول سکتا۔ ایس بی آئی کا کوئی بھی شخص اپنے باس سے جھوٹ نہیں بول سکتا مگر اس کے باوجود اس احمق سے بے ضرر نوجوان کے متعلق اتنی خوفناک باتیں سن کر یقین نہیں آ رہا"...... موریا نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"تم ابھی اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی۔ اس کی شخصیت تہہ در تہہ ہے اور اس کی ہر تہہ دوسری سے انوکھی ہے۔ خیر اس حد تک تو میں اسے نہیں جانتا تھا البتہ آکسفورڈ میں بھی اس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ بیحد خطرناک شخصیت کا مالک ہے"...... فوہاگ نے جواب دیا۔

"باس اب تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہو رہی ہوں کہ عمران کہیں جان بوجھ کر تو ہم سے نہیں ٹکرایا۔ اس کے کانوں میں کہیں ہمارے مشن کی بھنک تو نہیں پڑ گئی۔ اگر ایسا ہوا تو یہ بیحد خطرناک بات ہو گی"...... موریا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ مس۔ تم اس بات کی فکر نہ کرو۔ تم مجھے جانتی ہی ہو کہ میں کس فطرت کا آدمی ہوں اور میرا یہ تجربہ ہے کہ خطرناک آدمی سے بچنے کا راستہ یہی ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو جایا جائے اور تم دیکھو گی کہ یہی عمران اگر وقت پڑا تو میری خاطر اپنے ملک کی

سیکرٹ سروس سے بھی ٹکرا جائے گا۔ میں اسے ہینڈل کرنا جانتا ہوں۔ دوسرے جاسوسوں اور مجھ میں ایک نمایاں فرق یہ بھی ہے کہ دوسرے اس کی کمزوریوں سے واقف نہیں ہیں اور میں اس کی کمزوریاں جانتا ہوں"...... فوہاگ نے بڑے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا جیسے اسے مکمل بھروسہ ہو کہ وہ عمران کو اپنی مرضی کے مطابق ہینڈل کر لے گا۔

"ٹھیک ہے باس مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے"۔ موریا ہوگن نے بھی یقین سے پر لہجے میں جواب دیا کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ فوہاگ میں کون کون سی خوبیاں موجود ہیں۔ فوہاگ نے گھڑی دیکھی اور پھر چونک کر موریا سے کہنے لگا۔

"موریا تمہاری اپوائنٹمنٹ کا وقت قریب ہے۔ تم تیار ہو کر جاؤ اور دیکھو یہ شخص [illegible] ہمارے جال سے کسی قیمت پر نہیں نکلنا چاہیے۔ وہ بیحد اہم گوٹی ہے اور اگر وہ تمہارے قابو آ جائے تو ہمارا کام یقینی ہو جائے گا"...... موریا نے بھی گھڑی دیکھی اور پھر [illegible] کھڑی ہوئی۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ میرے جال سے نکلنے کی ہمت آج تک کسی مرد میں پیدا نہیں ہوئی"...... موریا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس میں کیا شک ہے"...... فوہاگ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور موریا کا چہرہ کھل اٹھا۔

"مگر فوہاگ یہ صرف تم ہی ہو جس کے جال سے میں خود نہیں نکل سکتی"...... یہ کہہ کر وہ تیزی سے اٹھی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ فوہاگ دلکش اور قدرے فخریہ انداز میں مسکرا دیا۔

"فوہاگ کو میں اچھی طرح جانتا ہوں طاہر وہ بے حد چالاک اور انتہائی خطرناک شخصیت کا مالک ہے۔ وہ ضرور کسی اہم مشن پر ہمارے ملک میں آیا ہے اور اس لائن میں بھی میں نے اس کی بے حد تعریفیں سنی ہیں۔ وہ ایس پی آئی کا بہترین ایجنٹ ہے۔ صرف دوسروں کی نظروں میں دھول جھونکنے کے لئے اس نے پرائیویٹ جاسوسی کا ادارہ کھول رکھا ہے"...... عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک فائل سامنے رکھے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ تو کیوں نہ میں اس کی نگرانی کے احکامات جاری کر دوں۔ اسی طرح ہمیں اس کی مصروفیات کا علم ہوتا رہے گا"۔ بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں دے دو۔ مگر اس کے لئے جولیا مناسب رہے گی۔ چونکہ جولیا غیر ملکی ہے اس لئے فوہاگ اور موریا کو اس پر شک نہیں پڑے

گا"...... عمران نے اس کی تجویز سے متفق ہوتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ رسیور تک پہنچتا گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

"ایکسٹو"...... اس نے مخصوص انداز میں کہا۔

"سلطان سپیکنگ"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی پروقار آواز گونجی۔

"فرمایئے جناب میں طاہر بول رہا ہوں"...... سر سلطان کی آواز سنتے ہی طاہر نے اپنے اصل لہجے میں جواب دیا۔

"طاہر عمران کہاں ہے"...... سر سلطان نے پوچھا اور طاہر نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اگر آپ چاولہ کارپوریشن سے بول رہے ہیں تو پھر عمران فوت ہو چکا ہے اب اس کی کار کی بقایا قسطیں اس کے مزار پر قوالی کرا کر پوری کر لیں"...... عمران نے بلیک زیرو کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ خدا نہ کرے تم فوت ہو جاؤ۔ ابھی اس ملک کو تمہاری بےحد ضرورت ہے"...... سر سلطان نے فہمائشی لہجے میں جواب دیا۔

"ملک کو میری ضرورت ہے اور مجھے جس چیز کی ضرورت ہے اس کے متعلق کوئی نہیں سوچتا۔ آخر میں کب تک ضبط کرتا رہوں گا"۔ عمران نے اس بار بےحد سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ تمہارا قصور ہے کہ تم نے اپنی ضرورت سے مجھے آگاہ نہیں کیا

ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے میں تمہاری ضرورت پوری نہ کروں۔ بولو کس چیز کی ضرورت ہے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"اگر آپ حاتم طائی بننے پر اتر ہی آئے ہیں تو پھر سن لیجئے۔ ضرورت ہے، ضرورت ہے شریمتی کی"...... عمران نے باقاعدہ لے سے گانا شروع کر دیا۔

"جتنی شریمتیاں کہو تمہاری جھولی میں ڈال دوں۔ تم ہاں تو کہو"۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ارے باپ رے۔ آپ تو شاید شریمتیوں کے سٹاکسٹ معلوم ہوتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آج کل شریمتیاں بلیک میں مل رہی ہیں"...... عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا عمران مذاق ایک طرف میں نے ایک بےحد ضروری کام کے لئے تمہیں فون کیا ہے"...... سر سلطان نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"جی آپ میری ضرورت کو مذاق سمجھ رہے ہیں۔ فکر نہ کیجئے میں مفت میں نہیں لوں گا باقاعدہ بینڈ باجے بجا کر، سہرا باندھ کر لینے آؤں گا ویسے تو آپ کو معلوم ہے کہ بینڈ باجے اور سہرے پر بھی اچھی خاصی رنگت آ جاتی ہے"...... عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں سنجیدہ ہونے والا تھا۔

"اچھا اچھا ضرور آنا میں تو اس دن کی حسرت لئے ہوئے ہوں۔ میں آج ہی سر عبدالرحمن سے بات کر کے بندوبست کرتا ہوں"۔

سر سلطان نے دوسری طرف سے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران کی آنکھیں خوف سے یوں پھیل گئیں جیسے اس پر مرگی کا دورہ پڑنے والا ہو۔

"ارے ارے خدا کے لئے ڈیڈی سے نہ کہہ دینا ورنہ وہ مجھے گردن سے پکڑ کر شریمتی کی گود میں ڈال دیں گے۔ میں سنجیدہ ہو جاتا ہوں آپ بات بتلائیں"...... عمران نے لہجے کو بے حد خوفزدہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تمہارا بندوبست اب کرنا ہی پڑے گا۔ تم ہمارے قابو میں نہیں آتے اپنی بیوی کے تو آؤ گے پھر ہمیں تم سے مغز کھپانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ تمہاری بیوی سے کہہ دیا کریں گے اور تم ہاتھ جوڑ کر خود ہی کام شروع کر دیا کرو گے"...... سر سلطان بھی شاید اسے زچ کرنے پر تل گئے تھے۔

"ارے اب مجھے اتنا خوفزدہ نہ کیجئے کہ میرا ہارٹ فیل ہو جائے۔ ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ ملک کو میری ضرورت ہے پھر خود ہی مجھے مارنے پر تل گئے ہیں۔ میں قطعی سنجیدہ ہوں"...... عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اس کام کے لئے سنجیدگی بڑی اچھی چیز ہے۔ بیوی پر رعب پڑتا ہے۔ ویسے تمہارا شادی کے لئے سنجیدہ ہونا سر عبدالرحمن کے لئے ایک بہت بڑی خوشخبری ہو گی"...... سر سلطان کو موقعہ ہاتھ آ گیا تھا۔ وہ بھی شاید پچھلے بدلے اتارنے پر تل گئے تھے۔

"سر سلطان صاحب آپ بے حد اچھے آدمی ہیں۔ خدا کے لئے سنجیدگی اختیار کیجئے اور مجھے ضروری کام بتلائیے۔ مجھے آپ کی باتوں سے اختلاج قلب ہونے والا ہے"...... عمران نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے تو سنجیدگی اختیار کئے مدت گزر گئی۔ اب تو تمہاری باری ہے"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور عمران یوں سر پر ہاتھ پھیرنے لگا جیسے سوچ رہا ہو کہ اب کیسے جان چھڑائے۔

"پھر میں رسیور رکھ رہا ہوں اور ابھی اور اسی وقت پہلی فلائٹ کے ذریعے صحرائے اعظم کی طرف پرواز کر جاؤں گا۔ اس کے سوا اور چارہ ہی کیا ہے"...... عمران نے زچ ہو جانے والے انداز میں جواب دیا۔

"اچھا تو رسیور نہ رکھو اور میری بات ذرا دھیان سے سنو۔ ہمارے ملک نے ایک سال پہلے تیل کی تلاش کے لئے حکومت سانیا سے ایک خفیہ معاہدہ کیا تھا۔ اس معاہدے کی رو سے اگر حکومت سانیا کے انجینئر ہمارے ملک میں تیل کا ذخیرہ تلاش کر لیں تو ہم پچاس سال تک حکومت سانیا کو دس فیصد تیل بطور رائلٹی دیا کریں گے۔ چنانچہ اس معاہدہ کے تحت سانیا کے انجینئروں نے تیل کی تلاش کا کام شروع کر دیا اور اب ہماری حکومت کو خفیہ طور پر رپورٹ ملی ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ تیل کا ایک وسیع ترین ذخیرہ تلاش کر چکے ہیں۔ صرف ان کی فائنل رپورٹ ہمیں ملنی

باقی ہے مگر ایک اور مسئلہ بیچ میں آن پڑا ہے۔ وہ یہ کہ حکومت سانیا اب دس فیصد کی بجائے بیس فیصد رائلٹی کا مطالبہ کر رہی ہے کیونکہ معاہدے کے وقت تیل کا بحران پیدا نہیں ہوا تھا اور اب پوری دنیا میں تیل کا بحران پیدا ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ اس لحاظ سے زیادہ سے زیادہ حصہ حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... سرسلطان نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"تو اس سلسلے میں، میں کیا کر سکتا ہوں یہ تو حکومتی مسائل ہیں حکومت خود اسے حل کرے"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم پوری بات تو سنو۔ حکومت سانیا سے ہم تعلقات بھی بگاڑنا نہیں چاہتے اور تیل کا اتنا بڑا حصہ بھی نہیں دے سکتے۔ چنانچہ اس بات پر کافی سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تمہارے ذریعے ان کی فائنل رپورٹ غائب کر لی جائے اور معاہدہ فسخ کر دیا جائے۔ اس طرح ہم وہ دس فیصد حصہ دینے سے بھی بچ جائیں گے اور تعلقات بھی بحال رہیں گے مگر اس سے پہلے کہ اس تجویز پر عمل کیا جاتا حکومت سانیا نے ہمیں کہہ دیا کہ چند غیر ملکی عناصر ان کی رپورٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اگر ان کا فوری طور پر بندوبست نہ کیا گیا تو پھر معاہدہ ختم سمجھا جائے گا اور رپورٹ کبھی بھی ہمارے حوالے نہیں کی جائے گی"...... سرسلطان نے مزید تفصیل بتلائی۔

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔ رپورٹ میں اڑا لیتا ہوں نام غیر

ملکی جاسوسوں کا ہو جائے گا"...... عمران نے تجویز پیش کی۔

"نہیں تم سمجھے نہیں۔ میرا خیال ہے ایسا انہوں نے پیش بندی کے طور پر کیا ہے کہ ہم رپورٹ اڑا نہ لیں۔ بھلا غیر ملکی عناصر کو اس بات سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے کہ ان کی رپورٹ اڑا لیں۔ رپورٹ میں تو صرف اس مقام کی نشاندہی ہی ہو گی اور ہماری حکومت سے بات کئے بغیر کوئی غیر ملک اس تیل سے فائدہ کیسے اٹھا سکتا ہے اور جہاں تک مقام کا تعلق ہے تو مقام تو انہیں تحریری رپورٹ کے علاوہ بھی معلوم ہو گا۔ چنانچہ کسی غیر ملک کا رپورٹ اڑا لے جانا بے معنی سی بات ہے۔ ایسا انہوں نے صرف اس لئے کیا ہے کہ ہم غیر ملکی عناصر کی آڑ لے کر رپورٹ نہ اڑا لیں۔ اب اگر رپورٹ اڑتی ہے تو انہیں صاف طور پر علم ہو جائے گا کہ یہ ہماری حرکت ہے اور ہمارے تعلقات یقینی طور پر اس ملک سے بگڑ جائیں گے اور تعلقات بگاڑنا ہمارے لئے بے حد خطرناک ثابت ہو گا کیونکہ ہماری تمام تر خارجہ پالیسی کا انحصار ہی اس ملک سے اچھے تعلقات پر مبنی ہے"۔ سرسلطان نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔ نہ اس طرح مانتے ہیں نہ اس طرح"۔ عمران نے جھلا کر پوچھا۔

"میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس کا کوئی مناسب حل تلاش کرو۔ تمہاری ذہانت سے مجھے مکمل امید ہے کہ اس کا کوئی مناسب حل تلاش کر لو گے۔ ایسا حل جس سے سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی

بھی نہ ٹوٹے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"تو آپ ایسی لاٹھی استعمال ہی نہ کریں جو اتنی کمزور ہو کہ سانپ کو مارنے سے ٹوٹ سکتی ہو۔ کسی مضبوط سی لاٹھی کا انتخاب کریں"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے تمام مسئلہ حل کر دیا ہو۔

"تمہارے دماغ سے زیادہ مضبوط لاٹھی اور کون سی ہو سکتی ہے۔ بہرحال تم اس مسئلے پر غور کرو۔ یہ بےحد اہم اور انتہائی نازک مسئلہ ہے اور پھر مجھے بتلانا"۔ سر سلطان نے جواب دیا اور اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا وہ رسیور رکھ کر رابطہ ختم کر چکے تھے۔

"ٹھیک ہے سیکرٹری وزارت خارجہ کی بھاری بھرکم تنخواہ تو خود وصول کریں اور مسئلے میں حل کرتا پھروں۔ کوئی میرا دماغ فالتو تھوڑی ہے"...... عمران رسیور رکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

"مسئلہ تو واقعی بےحد نازک ہے۔ میرا خیال ہے اگر سفارتی سطح پر کچھ اور کوشش کی جائے تو حکومت سانیا بیس کی بجائے پندرہ فیصد رائلٹی پر مان جائے گی اور اتنا تو ان کا حق بھی بنتا ہے۔ آخر انہوں نے تیل تلاش کرنے پر بے پناہ اخراجات کئے ہوں گے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"بلیک زیرو تم نہیں سمجھتے اس وقت دنیا کے جو حالات جا رہے ہیں اس لحاظ سے تیل کی ایک ایک بوند سونے سے زیادہ قیمتی ہے اور ہمارا ملک جن حالات سے گزر رہا ہے ہمارے لئے تو دس فیصد

رائلٹی بھی بہت ہے"...... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ بھلا وہ مزید کیا کہتا۔

عمران کرسی کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے کافی دیر سوچتا رہا۔ وہ شاید اس مسئلے پر غور کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھوں میں ایک پراسرار چمک تھی۔

"کوئی حل سمجھ میں آ گیا"...... بلیک زیرو نے اسے چونکتے دیکھ کر اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ارے لعنت بھیجو حل پر۔ خود ہی سر سلطان اور حکومت نمٹتی رہے گی۔ یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ میرا تو خیال ہے اگر کوئی اور ملک یہ رپورٹ اڑا لے تو زیادہ بہتر ہے اس طرح وہ مقابلے میں اگر دس کی بجائے چار پانچ فیصد پر بھی تیار ہو جائے گا اور حکومت سانیا کا دماغ بھی درست ہو جائے گا۔ تیل کی تلاش کر کے اپنے آپ کو تیس مار خان سمجھ بیٹھے ہیں۔ حکومت مجھے کہتی میں انہیں ایک نہیں سینکڑوں جگہیں ایسی بتلا دیتا جہاں تیل ملتا ہے"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا"...... بلیک زیرو حیرت سے پر لہجے میں بولا۔

"کمال ہے۔ سلیمان تک کو تو پتہ ہے کہ تیل کی دکانیں کہاں کہاں ہیں۔ آخر وہاں سے تیل ہی تو ملتا ہے۔ جس قسم کا چاہو لے لو۔

مٹی کا تیل، سرسوں کا تیل، تلوں کا تیل، ناریل کا"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ کہتا بھی کیا۔

"ظاہر ان فضول باتوں میں تم فرائض سے بھی غفلت برتنے لگ گئے ہو۔ تم نے جولیا کو فوہاگ کی نگرانی کی ہدایت ہی نہیں کی"۔ عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری باس۔ میں ابھی اسے کہتا ہوں"...... بلیک زیرو نے بوکھلا کر رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران زیر لب مسکراتا ہوا آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔

سرسلطان سے تفصیلی گفتگو کرنے اور ایک اہم فیصلہ کرنے کے بعد عمران جب واپس اپنے فلیٹ پر پہنچا تو اس نے ڈرائنگ روم میں فوہاگ کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔

"بہت انتظار کرایا۔ نجانے کتنی دیر سے بیٹھا یہاں جھک مار رہا ہوں"...... فوہاگ نے قدرے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"جھک مار رہے ہو اور وہ بھی میرے فلیٹ میں۔ کتنی مار لی ہیں"...... عمران نے باقاعدہ جھک کر ادھر ادھر متلاشی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ حتیٰ کہ وہ صوفے کے پیچھے بھی باقاعدگی سے دیکھ رہا تھا۔

"اب تم مزید جی نہ جلاؤ اور یہاں بیٹھ جاؤ"...... فوہاگ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے۔ تمہاری طبیعت نصیب دوستاں بخیر ساز کے تو

نہیں ہے"...... عمران نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

"یار کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو۔ میں تم سے ایک انتہائی اہم مسئلے پر مشورہ کرنے آیا ہوں"...... فوہاگ چڑ کر بولا۔

"کیا بات ہے۔ کیا موریا ابھی تک روٹھی ہوئی ہے۔ چھوڑو اسے۔ کوئی اور سیکرٹری رکھ لو۔ ان عورتوں کو زیادہ لفٹ کراؤ تو سر چڑھ جاتی ہیں۔ پیر کی جوتی ہیں، پیر کی جوتی کو پیر میں ہی رہنا چاہئے"۔ عمران نے یوں فلسفیانہ انداز میں جواب دیا۔ جیسے اس کی تمام عمر عورتوں کی نفسیات پر ریسرچ کرتے ہوئے گزر گئی ہو۔

"یہ بات نہیں۔ موریا بیچاری کی کیا جرأت ہے کہ مجھ سے ناراض ہو"...... فوہاگ نے قدرے تکبر آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"یعنی سکوپ ختم"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں بجھ سی گئی تھیں۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں کس قسم کا سکوپ"...... فوہاگ کی آنکھوں میں اچانک ایک چمک سی لہرائی۔

"اب کیا بتلاؤں فوہاگ۔ تم میرے بہترین دوست ہو اور اتنی مدت کے بعد ملے ہو۔ اس لئے بات کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم مجھے خود غرض سمجھنا شروع کر دو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں کھل کر بات کرو۔ تم پر تو میں اپنی جان تک فدا کر سکتا ہوں۔ تم ایک بار کہو تو سہی کیا بات ہے"۔ فوہاگ نے

انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"فوہاگ۔ وہ تمہاری۔ اچھا چھوڑو کوئی اور بات کرو"...... عمران نے جھجک آمیز لہجے میں کہتے کہتے یکلخت موضوع بدل دیا۔ البتہ فوہاگ کی تیز نظروں سے اس کی حالت چھپی نہ رہی۔ چند لفظ کہتے ہوئے اس کے چہرے پر شرم کے جو اثرات ظاہر ہوئے تھے۔ ان سے ہی فوہاگ تمام کہانی سمجھ گیا تھا اور اب اس کی آنکھوں کی چمک پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی۔

"کیا موریا کے متعلق کوئی بات ہے۔ کھل کر بتاؤ۔ کیوں شرما رہے ہو۔ تم مرد ہو کر شرما رہے ہو۔ ہمارے ہاں کی عورتیں اتنا نہیں شرماتیں"...... فوہاگ نے اسے بات کرنے پر اکساتے ہوئے کہا۔

"پہلے وعدہ کرو تم برا تو نہیں مانو گے"...... عمران نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"وعدہ رہا"...... فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بات یہ ہے دوست کل تمہیں ہوٹل میں ملنے سے پہلے میں عشق و عاشقی کا مذاق اڑایا کرتا تھا اور یہ بھی حقیقت کہ آج تک مجھ سے کوئی لڑکی ایسی نہیں ٹکرائی۔ جو میرے دل کے تاروں کو چھو سکی ہو۔ اس بنا پر میرے تمام دوست ہمیشہ میرا مذاق اڑاتے تھے کہ میرے سینے میں دل ہی نہیں ہے۔ مگر کل جیسے ہی میں نے موریا بلوگن کو دیکھا۔ نجانے وہ کون سی بجلی تھی جس نے میرے دل کو

پھونک ڈالا۔ میری کچھ عجیب سی حالت ہو گئی۔ میں نے اس حالت سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ موریا بلوگن کا اس حد تک مذاق اڑایا ہے کہ وہ ناراض ہو کر اٹھ کر چلی گئی۔ ایسا میں نے صرف اس لئے کیا کہ شاید اس طرح میں دوبارہ وہی عمران بن جاؤں۔ جسے کوئی لڑکی آج تک متاثر نہیں کر سکی تھی مگر یقین کرو دوست تمہاری طرف سے واپس آنے کے بعد میرا ایک لمحہ بھی چین سے نہیں گزرا۔ جی چاہتا تھا کہ اڑ کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں اور موریا بلوگن کو سامنے بٹھا کر بس اسے دیکھتا رہوں۔ اس کی پرستش کرتا رہوں۔ اس بنا پر اب سے چند لمحے پہلے میں نے تھوڑی سی خود غرضی سے کام لیتے ہوئے تمہیں اس کو علیحدہ کرنے پر زور دیا تاکہ تم سے علیحدہ ہونے کے بعد میں اپنا کوئی سکوپ آزمانے کی کوشش کروں"...... عمران نے اس سنجیدگی سے یہ سب کچھ فوہاگ کو بتلا دیا کہ فوہاگ کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اسے اس کی نفسیات کا ماہر ہونے کا دعویٰ تھا اور عمران کی باتوں میں اسے جو دبا دبا سوز نظر آیا تھا اس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں رتی برابر بھی بناوٹ نہیں بلکہ یہ اس کے دل کی آواز ہے۔

"سنو عمران میں نے تمہیں دوست کہا ہے اور میں یہ دوستی مرتے دم تک نبھاؤں گا۔ جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے مجھے موریا بلوگن سے اس سے زیادہ اور کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ ایک ذہین سیکرٹری ہے جو اپنے فرائض بخوبی سمجھتی ہے مگر اس کے باوجود میں

اسے کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔ یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ تم میں دلچسپی لے نہ لے"...... فوہاگ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"فوہاگ۔ مجھے اگر خیال تھا تو صرف تمہارا۔ ورنہ تم جانتے ہی ہو۔ کہ علی عمران کے نہ چاہنے کے باوجود لڑکیاں کسی مقناطیس کی طرح اس کی طرف کھنچی چلی آتی ہیں اور اب جب کہ علی عمران خود یہ چاہے گا تو موریا بے چاری کی کیا مجال کہ وہ مجھ میں دلچسپی نہ لے"...... عمران نے مسرت سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔ فوہاگ نے دیکھا تھا کہ عمران کی آنکھوں میں مسرت کے چراغ جل اٹھے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے فوہاگ کے اعتراض نہ کرنے پر اس نے سب کچھ پالیا ہو۔

"ٹھیک ہے اگر ایسا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں بلکہ خوشی ہو گی کہ میری ایک ساتھی میرے ایک دوست سے منسلک ہو گئی ہے"...... فوہاگ نے انتہائی فیاضانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارے منہ میں گھی شکر"...... عمران نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور بھرپوری طاقت سے گلا پھاڑ کر سلیمان کو پکارا اور چند لمحوں بعد سلیمان دروازے پر نظر آیا۔ اس کے چہرے پر جھنجھلاہٹ تھی۔

"کیا بات ہے جناب آخر آپ اتنا گلا کیوں پھاڑ رہے ہیں۔ میں بہرہ تو نہیں یا باورچی خانے میں کوئی سٹیم انجن تو نہیں چل رہا کہ

مجھے آپ کی آواز نہ سنائی دیتی"...... سلیمان کے لہجے میں اس کے چہرے کی نسبت کہیں زیادہ ہی جھنجھلاہٹ تھی۔

"بھائی مرچیں کیوں چبا رہے ہو۔ میں تمہیں ایک بہت بڑی خوشخبری سنانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ میں نے ان صاحب سے اپنی شادی کی بات پکی کر لی ہے۔ اس لئے تم فوراً گھی شکر لے کر آؤ تاکہ میں ان کے منہ میں ڈالوں"...... عمران نے چہچہاتے ہوئے کہا۔

"جناب میرا خیال ہے کہ اب آپ کو خودکشی کر لینی چاہئے"۔ سلیمان نے مسرت کا اظہار کئے بغیر انتہائی سنجیدہ اور سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"کک۔ کیا مطلب۔ خودکشی مگر وہ کیوں"...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید سلیمان کی بات سمجھ نہ سکا تھا۔

"اس کی تین وجوہات ہیں۔ نمبر ایک آپ نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں مرچیں چوری کر کے چبا رہا ہوں۔ نمبر دو آپ کا دماغ اب بالکل ماؤف ہو چکا ہے کہ آپ عورت کی بجائے مرد سے شادی کر رہے ہیں۔ نمبر تین آپ گھی شکر منگوا رہے ہیں۔ اس سے بھی آپ کی دماغی صحت مشکوک ہو جاتی ہے۔ نمبر ایک کی تفصیل"۔ سلیمان نے شاید انتہائی وضاحت سے سب کچھ کہنا چاہا مگر عمران نے اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا تھا۔

"اپنی یہ فصاحت اور بلاغت سے پر تقریر بند کرو اور باورچی خانے میں جا کر چولہے میں پھونکیں مارو۔ تم ہو ہی باورچی خانے کے لائق"۔

عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں سلیمان کو جھڑکتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ آپ میری انا کو چیلنج نہیں کر سکتے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں آل پاکیشیا باورچی ایسوسی ایشن کا صدر ہوں۔ اگر میں نے ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ تو آپ جیسے ہزاروں کنوارے بھوکے مر جائیں گے"...... سلیمان نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں مجھے معلوم ہے۔ اس لئے تو شادی کر رہا ہوں تاکہ تیری روز روز کی دھمکیوں سے جان چھوٹے"...... عمران نے انتہائی بیزار کن لہجے میں جواب دیا۔

"تو کیا یہ صاحب جن سے آپ شادی کر رہے ہیں باورچی خانے کا کام جانتے ہیں"...... سلیمان نے آنکھیں پھاڑ کر فوہاگ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ادھر فوہاگ کی یہ حالت تھی کہ وہ حیرت سے منہ پھاڑے ان دونوں کی نوک جھونک سن رہا تھا۔ وہ ہونق بنا کبھی عمران کی شکل دیکھتا۔ کبھی سلیمان کی۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ ایک ادنیٰ سا ملازم مالک کے سامنے اور بالخصوص جب اس کا کوئی مہمان بھی بیٹھا ہو اس قسم کی باتیں کر سکتا ہے۔

"ارے عقل کے ناخن لو۔ میں ان سے نہیں بلکہ ان کی سیکرٹری موریا بلوگن سے شادی کر رہا ہوں"...... عمران نے پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے باقاعدہ وضاحت سے اسے سمجھایا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ شادی کر لیں اور میں کنوارا ہی رہ جاؤں"...... سلیمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم

اٹھاتا واپس مڑ گیا۔

"تمہاری ہر بات دنیا سے نرالی ہے۔ بھلا اس باورچی کو اتنا سر چڑھانے کا کیا فائدہ کہ وہ بے عزتی پر اتر آئے"...... سلیمان کے جانے کے بعد فوہاگ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کو میں نے سر نہیں چڑھایا بلکہ یہ خود ہی کود کر میرے سر پر چڑھ گیا ہے۔ اب بھلا بتاؤ میرا اس میں کیا قصور"...... عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا اور فوہاگ دانت بھینچ کر رہ گیا۔

"اچھا چھوڑو اس جھگڑے کو۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا بات تھی جس کے لئے تم مجھ سے مشورہ لینے آئے تھے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ ہاں وہ تو میں بھول ہی گیا تھا مگر میں یہ سوچ رہا تھا کہ تم سے اس سلسلے میں بات کروں یا نہیں"...... فوہاگ نے فوراً ہی چونکتے ہوئے کہا۔

"ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتلا دوں کہ میری کوئی سیکرٹری نہیں ہے اس لئے جو کچھ کہنا ہے بلا جھجک کہہ دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے معنی خیز لہجے میں کہا اور فوہاگ بھی ہنس پڑا۔

"ایسی بات نہیں۔ اچھا میں مختصر بتا دیتا ہوں مگر اس سے پہلے تمہیں ایک وعدہ کرنا پڑے گا کہ تم اس سلسلے میں میری مدد ضرور کرو گے چاہے تم اس بات کو پسند کرو یا نہیں"...... فوہاگ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"دیکھو دوست میرے ملک کی عزت، سالمیت اور مفاد کے خلاف

اگر تم کوئی بات کرنا چاہتے ہو تو پھر نہ ہی کرو تو بہتر ہے کیونکہ میں اس سلسلے میں کسی قسم کی مدد نہیں کروں گا۔ ہاں اگر اس کے علاوہ کوئی اور بات ہو تو پھر وعدہ رہا کہ میں ہر ممکن تعاون کروں گا"۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت بلا کی سنجیدگی تھی کہ فوہاگ مسحور ہو کر رہ گیا۔

"مجھے تمہارے خیالات سے مکمل اتفاق ہے۔ میں خود بھی نہیں چاہوں گا کہ تم سے تمہارے ملک کے خلاف کوئی کام لوں۔ بہرحال جو بات میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں تمہارے ملک میں ایک خاص مشن پر آیا ہوں۔ تمہارے ملک نے ایک سال پہلے حکومت سانیا سے تیل کی تلاش کے لئے ایک معاہدہ کیا۔ معاہدہ کے تحت ملک میں تیل کی تلاش حکومت سانیا کرے گی اور اس کے تمام اخراجات بھی خود ہی برداشت کرے گی۔ اگر تیل کا ذخیرہ مل گیا تو پھر اس تلاش کے بدلے میں تمہارا ملک آئندہ پچاس سال تک دس فیصد تیل بطور رائلٹی حکومت سانیا کو دیتا رہے گا۔ چند روز پہلے ہمارے ملک کو ایک خفیہ رپورٹ ملی ہے کہ حکومت سانیا کے انجینئر تمہارے ملک میں تیل کا ایک وسیع اور قیمتی ذخیرہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہ وہ اب دس کی بجائے بیس فی صد رائلٹی طلب کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک نے پیش کش کی کہ حکومت پاکیشیا حکومت سانیا سے سارے کر کے ہم سے معاہدہ کر لے تو ہم صرف پانچ

اگر تم یا تمہارا ملک

وعدہ خلافی کرے گا تو خود ہی اس کا نتیجہ بھگت لے گا"...... عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔

"اچھا اب مجھے اجازت دو پھر کسی وقت بیٹھ کر تفصیلی گفتگو ہو گی۔ ویسے مجھے امید ہے کہ جب موریا پر تمہارے جوہر کھلیں گے تو وہ ضرور تم میں دلچسپی لینے میں مجبور ہو جائے گی"...... فوباگ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر عمران سے مصافحہ کر کے وہ فلیٹ سے نکلتا چلا گیا اور عمران کے چہرے پر بڑی دلکش سی مسکراہٹ رینگنے لگی جیسے وہ یہ فیصلہ کر کے ذہنی طور پر بے حد خوشی محسوس کر رہا ہو۔

"تم کتنی خوبصورت ہو۔ آخر تم نے اتنا حسن کہاں سے حاصل کیا"...... چیانگ نے اپنا کھردرا سا ہاتھ موریا کی نرم و نازک کلائی پر پھیرتے ہوئے بڑے بے خود لہجے میں کہا۔

"تمہاری نظروں میں ڈیئر۔ تم اگر آئینہ دیکھو تو تمہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ تم بھی مردانہ وجاہت کا شاہکار ہو۔ ایسا شاہکار کہ میں پہلی نظر میں لٹ گئی"...... موریا نے انتہائی خوابناک لہجے میں جواب دیا اور چیانگ اسے ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے سمیٹ کر اپنے دل میں اتار لے گا۔ وہ دونوں ہوٹل پیراڈائز کے ڈانسنگ روم میں نجانے کتنے گھنٹوں سے موجود تھے۔ جب وہ دونوں ناچ ناچ کر تھک جاتے تو میز کے گرد بیٹھ جاتے اور ایک دوسرے کے حسن میں کھو جانے کی باتیں کرتے۔ جب باتیں کرتے کرتے تھک جاتے تو اٹھ کر ناچنا شروع کر دیتے۔

"اچھا ڈیئر اب مجھے اجازت دو کافی دیر ہو چکی ہے میں نے ایک اہم میٹنگ میں شرکت کرنی ہے کل پھر ہمیں ملیں گے اور رات کو میں تمہیں ساحل سمندر پر بھی لے جاؤں گا"...... چیانگ نے دلکش آواز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بے حد شریر ہو۔ اچھا میں چلتی ہوں"...... موریا نے شوخ لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کل ضرور ملنا۔ دیکھو بھول نہ جانا"...... چیانگ نے بھی ویٹر کو بل لانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں پہنچ جاؤں گی"...... موریا نے جواب دیا اور چیانگ سے مصافحہ کر کے اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو سلام کر کے وہ مڑی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ڈائننگ روم سے باہر نکل گئی۔ اس کے جانے کے بعد چیانگ نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ویٹر کا انتظار کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں بعد ویٹر طشتری میں بل لے آیا۔ چیانگ نے ایک اچٹتی ہوئی نظر بل پر ڈالی اور پھر جیب سے ایک بڑا سا نوٹ نکال کر لاپرواہی سے طشتری میں ڈالتے ہوئے اس نے ویٹر سے کہا باقی تمہاری ٹپ اور ویٹر بے چارہ اتنی موٹی ٹپ ملنے کی خوشی میں رکوع کے بل جھکتا چلا گیا۔ چیانگ دھیرے سے مسکرایا اور پھر مضبوط قدم اٹھاتا ہوا وہ بھی آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ بھرے بھرے سڈول اور ورزشی جسم اور درمیانی قد کا مالک تھا۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے ذہانت ٹپکتی تھی۔ موریا ہوٹل

سے باہر آ کر سیدھی پارکنگ شیڈ میں آئی اور چند لمحوں بعد اس کی نیلے رنگ کی آسٹن پارکنگ شیڈ سے کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح باہر آئی اور پلک جھپکنے میں کمپاؤنڈ گیٹ کراس کر کے سڑک پر دوڑتی ہوئی کاروں کی قطار میں شامل ہو گئی مگر تھوڑی دور آگے جا کر موریا نے کار سائیڈ میں ایک جنرل سٹور کے سامنے روک دی۔ سیٹ پر پڑے ہوئے گلابی رنگ کا سکارف اس نے سر پر باندھا اور سیاہ گاگل چہرے پر لگا کر وہ بیک مرر پر نگاہیں جما کر بیٹھ گئی۔ یہاں سے اس کو ہوٹل کا آؤٹ گیٹ صاف نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سیاہ رنگ کی ٹیوٹا باہر نکلتے دیکھی جس کی چھت سفید تھی۔ یہ چیانگ کی کار تھی۔ چیانگ کی کار بھی گیٹ سے نکل کر ادھر ہی بڑھی چلی آ رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار قریب سے گزرتی چلی گئی۔ موریا نے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ لیا تھا۔ سیاہ ٹیوٹا تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور موریا نے بھی گاڑی مناسب فاصلہ دے کر اس کے تعاقب میں ڈال دی۔ موریا بے حد احتیاط سے تعاقب کر رہی تھی۔ اسے نزدیک جانے کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ سیاہ کار کی سفید چھت دور سے ہی صاف نظر آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سیاہ ٹیوٹا مین روڈ سے ہٹ کر مضافات کی طرف جانے والی ایک سڑک پر مڑ گئی۔ یہ بائی روڈ اونچی اونچی فصلوں میں گھری ہوئی تھی۔ موریا جب اس بائی روڈ کے سرے پر پہنچی تو اس نے دیکھا کہ وہ کچی سڑک ایک فرلانگ بعد ہی مڑ گئی تھی اور سیاہ کار کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

موریا بائی روڈ کے کنارے کار روکے چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے کار موڑ کر بائی روڈ پر ڈال دی۔ موڑ مڑنے کے بعد اچانک اسے تیزی سے بریک لگانی پڑی کیونکہ تھوڑی ہی دور ایک ویران سا فارم ہاؤس نظر آ رہا تھا اور سڑک اس فارم ہاؤس پر جا کر ختم ہو جاتی تھی۔ فارم کا ٹوٹا ہوا دروازہ کھلا ہوا تھا البتہ سیاہ ٹیوٹا کا دور دور تک کہیں پتہ نہیں تھا۔ اس فارم ہاؤس کے متعلق موریا کے دماغ میں شبہات کچھ زیادہ ہی بڑھ گئے۔ وہ سوچنے لگی کہ کیا چیانگ اس ویران فارم ہاؤس میں گیا ہے اگر گیا ہے تو کیوں۔ آخر کار چند لمحوں کی کشمکش کے بعد اس نے فارم کے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے کار ایک طرف کھیت میں چھپا دی اور پھر کار سے اتر کر وہ فصل میں سے ہوتی ہوئی فارم ہاؤس کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کا انداز بے حد چوکنا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی شیرنی اپنے شکار پر جھپٹنے کے لئے آگے بڑھ رہی ہو۔ جلد ہی وہ فارم کی دیوار کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے جان بوجھ کر سامنے پھاٹک کی طرف سے جانے کی بجائے فارم کی پشت کی دیوار سے اندر جانے کے لئے منتخب کی تھی۔ دیوار کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحہ کے لئے ساکت کھڑی آہٹ لیتی رہی مگر وہاں ماحول پر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے یہ جگہ صدیوں سے ویران پڑی ہو [illegible] کا دماغ تیزی سے یہ سوچنے میں مصروف تھا کہ آخر چیانگ [illegible] گئی کہاں۔ مین روڈ سے اس نے خود اس بائی روڈ پر اسے مڑتے دیکھا ہے اور یہ

بائی روڈ اس فارم پر آ کر ختم ہو جاتی تھی اور یہ فاصلہ بھی کچھ زیادہ نہیں تھا۔ بہرحال چند لمحے آہٹ لینے کے بعد موریا نے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ دیوار کے کناروں پر جم گئے اور وہ جمناسٹک کے ماہر کی طرح بازوؤں کے بل پر ایک ہی جھٹکے سے دیوار پر چڑھ گئی۔ دوسرے لمحے وہ اندر کود گئی۔ دیوار کی جڑ کے ساتھ پڑے پڑے اپنے اندر گرنے کے دھماکے کا ردعمل دیکھتی رہی مگر جب کہیں بھی کوئی آہٹ نہ ہوئی تو وہ اٹھی اور پھر کسی جنگلی بلی کی طرح دبے قدموں مگر خاصی تیز رفتاری سے وہ فارم ہاؤس کی اصل عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ برآمدے کے قریب پہنچ کر وہ رک گئی۔ اس نے گہری نظروں سے ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لیا اور پھر اس کی تیز نظروں نے کار کے ٹائروں کے تازہ نشان چیک کر لئے۔ یہ نشان برآمدے کے قریب سے ہوتے ہوئے عمارت کے شمالی سائیڈ پر چلے گئے تھے۔ موریا برآمدے کے سامنے سے گزرتی ہوئی شمالی سائیڈ کی طرف بڑھی تو اسے سیاہ ٹیوٹا ایک سائیڈ پر کھڑی نظر آ گئی۔ کار دیکھتے ہی موریا مزید محتاط ہو گئی کیونکہ اب یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ چیانگ لازماً اسی عمارت میں موجود ہے۔ وہ تیزی سے مڑی اور پھر برآمدے سے ہوتی ہوئی عمارت کے درمیانی ہال کی طرف بڑھ گئی مگر ہال کے قریب پہنچنے سے [illegible] وہ ٹھٹک کر رک گئی کیونکہ اس نے فوراً چیک کر لیا تھا کہ جوتوں کے نشان دیوار کے قریب آ کر ختم ہو گئے تھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے آنے والا دیوار میں سما گیا ہو۔

موریا چند لمحے سوچتی رہی مگر جب کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے عمارت کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پوری عمارت میں گھوم کر دوبارہ اسی برآمدہ میں آ گئی۔ پوری عمارت ویران اور سنسان تھی۔ ہر طرف بے پناہ گرد جمی ہوئی تھی۔ اب وہ پھر اس دیوار کے قریب آ گئی تھی جہاں آکر جوتوں کے نشانات ختم ہو گئے تھے۔ اس نے انگلی سے دیوار کو بجایا اور دوسرے لمحے اسے ایک ذہنی جھٹکا لگا کیونکہ جس دیوار کو وہ پختہ اینٹوں کی بنی ہوئی دیوار سمجھ رہی تھی وہ سٹیل کی تھی البتہ اس پر پینٹ اس خوبی اور مہارت سے کیا گیا تھا کہ نزدیک سے بھی نہیں پہچانا جا سکتا تھا۔ اگر جوتوں کے نشانات پر اس کی نظریں نہ پڑتیں تو اس دیوار کے متعلق وہ کبھی سوچ بھی نہ سکتی تھی۔ اب تمام مسئلہ اس کے ذہن میں واضح ہو گیا تھا کہ یہ دیوار دراصل جدید قسم کی لفٹ ہے اور اس ویران عمارت کے نیچے یقیناً تہہ خانے موجود ہیں۔ اب مزید کھوج لگانا اپنے آپ کو غیر ضروری رسک میں ڈالنا تھا اس لئے وہ واپس مڑی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی عمارت کی پچھلی دیوار کی طرف بڑھ گئی۔ وہ چاہتی تو دروازے سے باہر نکل جاتی مگر وہ اپنے قدموں کے نشانات سے چیانگ اور اس کے کسی ساتھی کو مشکوک کرنا نہیں چاہتی تھی۔ دیوار سے کود کر وہ جلد ہی اپنی کار تک پہنچ گئی اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے ہوٹل بلز کی طرف دوڑتی جا رہی تھی۔ جب وہ فوہاگ کے کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے فوہاگ کو آرام کرسی پر

دراز کسی گہری سوچ بچار میں ڈوبا دیکھا۔ اس کی انگلیوں میں پھنسا ہوا سنہرے رنگ کا سگریٹ انگلیوں کے قریب تک جل گیا تھا مگر فوہاگ کو احساس نہیں تھا۔ موریا کے اندر داخل ہوتے وقت اس نے صرف ایک لمحہ کے لئے چونک کر اسے دیکھا تھا مگر پھر وہ دوبارہ اپنی سوچ میں غرق ہو گیا۔ موریا نے کرسی گھسیٹی اور اس پر بیٹھتے ہوئے اس نے بڑے پیار بھرے لہجے میں فوہاگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا بات ہے فوہاگ کس فکر میں ڈوبے ہوئے ہو"۔ فوہاگ نے چونک کر موریا کی طرف دیکھا اور پھر جلتا ہوا سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے اس نے ایک طویل سانس لی۔

"کوئی خاص بات نہیں بلکہ مشن کے متعلق سوچ رہا تھا"۔ فوہاگ کے لہجے میں ہلکا سا تفکر تھا۔

"زیادہ نہ سوچا کرو فوہاگ اس سے تمہاری صحت متاثر ہو گی"۔ موریا نے قدرے جذباتی لہجے میں کہا۔

"تم میری فکر چھوڑو یہ بتلاؤ کیا اس شخص سے ملاقات ہوئی"۔ فوہاگ نے بے حد سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں نہ صرف ملاقات ہوئی بلکہ ان کے ہیڈ کوارٹر کا بھی پتہ چلا آئی ہوں۔ ہیڈ کوارٹر کے اندر میں اس لئے نہیں گئی کہ تم نے اس کی اجازت نہیں دی تھی"۔۔۔ موریا نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ بہت خوب۔ کافی آگے بڑھ گئی ہو۔ مجھے تفصیل بتاؤ"۔ فوہاگ نے سوال کیا اور موریا نے چیانگ کی ملاقات سے لے کر فارم ہاؤس کی دیوار تک کی تمام تفصیلات اسے بتلا دیں۔ فوہاگ نے چند سوالات کئے اور موریا کے جواب پر وہ کافی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنا مطلوبہ ٹھکانہ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے ہیں مگر اب مسئلہ یہ ہے کہ وہ رپورٹ یہاں پہنچ چکی ہو گی یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جب ہم چھاپہ ماریں تو رپورٹ نہ پہنچی ہو اور وہ چوکنے ہو کر رپورٹ کہیں اور بھیج دیں"...... فوہاگ نے کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے مگر میرا جہاں تک خیال ہے اس ہیڈ کوارٹر میں ہی فائنل رپورٹ مرتب کی جائے گی کیونکہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ اور ٹیکنیکل کام ہے اس لئے ڈیلی یا ہفتہ وار رپورٹیں یہاں پہنچتی ہوں گی اور ان کی مدد سے وہ سب مل کر یہ رپورٹ مرتب کریں گے اس لئے کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ فائنل رپورٹ کب تیار ہو۔ یہ بات تو طے ہے کہ فائنل رپورٹ تیار ہوتے ہی وہ اسے اپنے ملک بھیج دیں گے اور اگر ایک دفعہ رپورٹ ان کے ملک میں پہنچ گئی تو پھر ہم اس کی گرد بھی نہ پا سکیں گے"...... موریا نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس کے لئے بڑی احتیاط سے منصوبہ بندی کی ضرورت

ہے۔ میرے خیال میں اگر اس منصوبہ بندی میں ہم عمران کو بھی شامل کر لیں تو زیادہ بہتر ہے وہ یہاں کے حالات سے اچھی طرح واقف ہے اس لئے اس کی رائے زیادہ بہتر ہو گی"...... فوہاگ نے جواب دیا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ عمران کو ہم کیسے اپنے منصوبے میں شامل کر سکتے ہیں"...... موریا نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں موریا تمہیں یہ سن کر واقعی حیرت ہو گی مگر میں نے یہ کارنامہ انجام دے ہی دیا ہے۔ میں عمران کو اپنے ساتھ شامل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں اب وہ سیکرٹ سروس کی بجائے ہمارے ساتھ مل کر کام کرے گا"...... فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ کیسے ممکن ہے باس۔ وہ ہمارے ساتھ کیسے وفادار رہ سکتا ہے۔ وہ اپنے ملکی مفادات کا زیادہ خیال رکھے گا بلکہ مجھے تو یہ خطرہ لاحق ہو رہا ہے کہ کہیں وہ ہماری موجودگی اور ہمارے منصوبے سے سیکرٹ سروس کے چیف کو مطلع نہ کر دے اس طرح خواہ مخواہ ہمارے کام میں رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی"...... موریا نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ اسے شاید منصوبہ میں عمران کی شمولیت کی خبر پسند نہیں آئی تھی۔

"تم ان باتوں کو ابھی نہیں سمجھ سکتی موریا۔ جاسوسی بہت نازک کھیل ہوتا ہے یہ بھی ایک شطرنج کی مانند ہوتا ہے اور اس

میں بھی گیم جیتنے کے لئے ہر مہرے کو مناسب جگہ پر رکھنا بے حد ضروری ہوتا ہے۔ میں نے اسے مشن کا اصل مقصد نہیں بتلایا۔ میں نے اسے ایک عام سی بات بتلا دی ہے اس لحاظ سے اس کے ملک کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ چنانچہ وہ ہمارے ساتھ کام کرنے پر رضامند ہو گیا ہے۔ اگر میں اسے اصل مشن بتلا دیتا تو شاید وہ مجھے وہیں گولی مار دیتا۔ بہرحال آخر تک اسے ہم اپنے اصل مشن سے لاعلم رکھیں گے اور جب ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے تو اس وقت معاملہ اس نہج تک پہنچ چکا ہو گا کہ سوائے ہاتھ ملنے کے وہ کچھ بھی نہیں کر سکے گا"۔۔۔۔ فوہاگ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"پھر سوچ لو فوہاگ۔ نمبر الیون نے اس کے متعلق جو کچھ بتلایا ہے اس لحاظ سے وہ انتہائی چالاک اور عیار آدمی معلوم ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ آخر میں ہمیں ہی پچھتانا پڑے"۔۔۔۔ موریا نے دبے دبے لہجے میں احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس بات کرنے سے پہلے ہر پہلو پر اچھی طرح سوچ بچار کر لیا تھا۔ ویسے ایک اور بات تمہیں بتلاؤں عمران تم پر دل و جان سے عاشق ہو چکا ہے اور ہمارے ساتھ شمولیت میں تمہارے عشق نے اسے زیادہ آمادہ کیا ہے۔ اب یہ تمہاری صلاحیتوں پر منحصر ہے کہ تم اسے کیسے کنٹرول کرتی ہو"۔ فوہاگ نے موریا کی نظروں میں نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو یہ بات ہے۔ پھر آپ بے فکر رہیں باس۔ عمران کہیں

نہیں جا سکتا۔ میں اسے ایسا الو بناؤں گی کہ وہ میری انگلیوں پر ہی ناچتا رہے گا"۔۔۔۔ موریا کے لہجے میں قدرے فخریہ عنصر بھی شامل ہو گیا تھا۔

"جس تعداد میں لوگ تم پر عاشق ہو رہے ہیں اس سے مجھے یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ کسی دن کوئی تمہیں لے ہی نہ اڑے"۔ فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا"۔۔۔۔ موریا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ سی۔ یہی اعتماد تو میری اصل دولت ہے اور اس لحاظ سے میں خوش قسمت بھی ہوں کہ تم جیسی دوست مجھے اس دنیا میں میسر آ گئی ہے جس کی آس لوگ جنت میں لگائے بیٹھے ہیں"۔ فوہاگ نے ہنستے ہوئے کہا اور موریا کا پورا چہرہ مسکراہٹ کے عکس سے روشن ہو گیا۔ فوہاگ کرسی سے اٹھا اور پھر وہ الماری سے اپنا مخصوص ٹرانسسٹر نما ٹرانسمیٹر اٹھا لایا اور چند ہی لمحوں بعد وہ نمبر الیون سے رابطہ قائم کر چکا تھا۔

"نمبر الیون مضافات کی طرف جانے والی کنگسٹن روڈ کے سترھویں میل سے شمالی طرف ایک بائی روڈ موجود ہے جس کے سرے پر ایک ویران سا فارم ہاؤس ہے۔ اس ویران فارم ہاؤس کے نیچے تہہ خانے موجود ہیں جن میں حکومت سانیا کے تیل تلاش کرنے والی کمپنی کا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ اپنے آدمیوں کو اس کے گرد پھیلا

دو اور کسی بھی صورت تم خود یا تمہارا کوئی بھی قابل اعتماد آدمی ان میں سے کسی اہم آدمی کی جگہ سنبھال لے۔ اس کے ذمہ ڈیوٹی یہ ہو گی کہ جس وقت بھی فائنل رپورٹ تیار ہو وہ ہمیں فوری اطلاع کر دے ہم چھاپہ مار کر وہ رپورٹ لے اڑیں گے"...... فوباگ نے نمبر الیون کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس۔ میں ابھی اپنے گروپ کو لے کر وہاں پہنچ جاتا ہوں"۔ دوسری طرف سے نمبر الیون نے جواب دیا۔

"ہر کام بے حد ہوشیاری سے ہونا چاہئے۔ معمولی سے بے احتیاطی ہمارے مشن کو ناکام بنا سکتی ہے"...... فوباگ نے اس بار بے حد سخت لہجے میں کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں باس۔ ہم اپنے فرائض بخوبی سمجھتے ہیں"۔ نمبر الیون نے کہا۔

"اوکے گڈ بائی"...... فوباگ نے کہا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے رسیور رکھ دیا۔

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھانے کے ساتھ ساتھ کھڑے ہو کر عمران کا استقبال کیا اور عمران اسے بیٹھ جانے کا اشارہ کرتے ہوئے سامنے والی کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے انداز میں عجیب سی لاپرواہی اور سستی موجود تھی۔

"ایکسٹو"...... بلیک زیرو نے رسیور اٹھاتے ہی اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا۔

"سلطان سپیکنگ۔ عمران سے بات کراؤ"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی گھمبیر آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس۔ علی عمران"...... عمران نے خلاف توقع بے حد سپاٹ اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"آپ کو بولنے کے علاوہ کام ہی کیا ہے۔ بولے جائیں"۔ عمران نے جھنجلاہٹ سے پر اور قدرے تلخ لہجے میں جواب دیا اور اس کا لہجہ سن کر بلیک زیرو بھی چونک پڑا کیونکہ اس سے پہلے عمران نے کبھی اس لہجے میں سر سلطان سے بات نہیں کی تھی۔

"کیا بات ہے آج موڈ خراب ہے شاید"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔ شاید وہ بھی عمران کے لہجے سے کھٹک گئے تھے۔

"آپ میرے موڈ کو چھوڑیئے۔ فرمایئے کیا حکم ہے"...... عمران نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے اس مسئلے کا کوئی حل سوچا"...... سر سلطان نے سوال کیا۔

"ہاں۔ اور وہ یہ ہے کہ حکومت سانیا سے فوری طور پر معاہدہ کینسل کر کے کسی اور ملک سے کم رائلٹی کا معاہدہ کر لیا جائے۔ جو جو علاقے تیل کی تلاش کے لئے حکومت سانیا کو تجویز کئے گئے تھے جہاں جہاں انہوں نے کام کیا ہے وہی علاقے اس ملک کو دے دیئے جائیں۔ ظاہر ہے اگر ان میں سے کسی جگہ تیل کا ذخیرہ موجود ہے تو وہ اسے جلد ہی تلاش کر لیں گے اور اس طرح ہم اتنی زیادہ رائلٹی دینے سے بچ جائیں گے"...... عمران نے اپنی تجویز بتلائی۔

"عمران بیٹے یہ بات تو میں بھی سوچ سکتا ہوں مگر تم نہیں جانتے کہ ہم حکومت سانیا سے معاہدہ کینسل نہیں کر سکتے۔ اس کی کچھ سیاسی وجوہات بھی ہیں اور اقتصادی بھی اس لئے میں نے تمہیں کہا کہ تم کوئی ایسا حل تلاش کرو کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے"...... سر سلطان نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا اور کوئی حل نہیں ہے۔ ہر صورت میں حکومت سانیا سے تعلقات بگڑنے کا خطرہ ہے۔ تو جو وہ کہتے ہیں منظور کر لیا جائے"...... عمران کی آنکھوں میں غصے کی چمک ابھر آئی تھی۔

"ہاں۔ میں یہی سوچ رہا ہوں اور صدر صاحب نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے"...... سر سلطان نے کمزور سے لہجے میں جواب دیا۔

"مگر یہ کھلی بلیک میلنگ ہے۔ ابھی تو انہوں نے رپورٹ ہی نہیں دی اور وہ دس سے بیس فیصد پر آگئے ہیں اگر ہمارا ملک مان گیا تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ رپورٹ دیتے وقت بیس سے پچاس فیصد پر آ جائیں"...... عمران کا لہجہ بے حد تلخ ہو گیا تھا۔

"یہ بلیک میلنگ نہیں خارجہ پالیسی کے مسائل ہیں۔ تمہیں اس سلسلے میں دردسری کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... سر سلطان پر شاید عمران کے لہجے کی تلخی نے بے حد ناگوار اثر کیا تھا۔

"معاف کیجئے جناب آپ گو بزرگ ہیں مگر آپ صرف خارجہ پالیسی کے چکر میں قیمتی ملکی دولت کا کثیر حصہ دوسرے ملک کے

حوالے کر رہے ہیں۔ خارجہ پالیسی کا یہ مقصد نہیں ہونا چاہئے کہ ملکی دولت کو اس طرح لٹا دیا جائے۔ آپ نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ بیس فیصد کے حساب سے دس سال تک جو رائلٹی اس ملک کو ادا کی جائے گی اس کی کیا مالیت بنے گی اور آپ اپنی ہی بنائی ہوئی خارجہ پالیسی کے ہاتھوں اس ملک کے عزیز عوام کے خون کا سودا دوسرے ملک سے کرنے پر تیار ہو گئے ہیں"...... عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ تلخ ہو گیا۔

"یہ سوچنا تمہارا کام نہیں۔ ہم بے وقوف نہیں ہیں جو کچھ کر رہے ہیں ملکی بھلائی کے لئے کر رہے ہیں اور ملکی بھلائی کے لئے کچھ قربانیاں بھی دینی ضروری ہوتی ہیں"...... سر سلطان نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیا اور بلیک زیرو حیرت سے آنکھیں پھاڑے ان دونوں کی تلخ گفتگو سن رہا تھا۔ یہ اس کی زندگی کا پہلا موقعہ تھا جب وہ ان دونوں کے درمیان ایسی باتیں سن رہا تھا۔

"بہرحال میں اسے کسی صورت بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ آپ اتنی خطیر ملکی دولت کو اس طرح لٹا دیں۔ میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا"...... عمران اچانک پھٹ پڑا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا۔

"شٹ اپ۔ خارجہ معاملات میں تمہاری دخل اندازی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ شاید ہماری بے جا تعریفوں نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے"...... سر سلطان کا بھی شاید نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا۔

"سر سلطان صاحب آپ بات کرنے سے پہلے سوچ لیا کیجئے۔ عمران صرف اس لئے عمران نہیں ہے کہ اس نے ایکسٹو کا عہدہ سنبھالا ہوا ہے اور اسے چند سرکاری سہولتیں یا چند ممبروں کا گروپ ملا ہوا ہے۔ عمران کے بازوؤں میں ابھی اتنی طاقت موجود ہے کہ وہ عہدے سے ہٹ کر بھی ملک کے خلاف ہونے والی سازشوں کا گلہ دبا سکے"...... عمران کی آواز میں زہریلا پن تھا اور لہجہ خوفناک حد تک سنجیدہ بھی تھا۔

"تو تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے ملک کے خلاف سازش کر رہے ہیں"...... سر سلطان نے گھمبیر لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ جس طرح آپ اس بلیک میلنگ کا شکار ہو رہے ہیں اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح آپ کو حکومت سانیا سے تعلقات عزیز ہیں اسی طرح حکومت سانیا کو بھی آپ کے ملک سے تعلقات قائم رکھنے میں فائدہ ہے۔ آپ اتنی آسانی سے ان کی بات ماننے کی بجائے ذرا ڈٹ جائیں پھر دیکھیں کہ وہ کیا کہتی ہے"۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"تو تمہارا خیال ہے ہم نے اپنی طرف سے کوئی کوشش نہیں کی مگر مجبوری ہے ہمیں صرف تیل کے متعلق ہی نہیں سوچنا ہمارے سامنے بے شمار مقاصد موجود ہیں"...... سر سلطان نے کہا۔

"بہرحال کچھ بھی ہو میں کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے ملک کی دولت اتنی بے دردی سے لٹا دی جائے"...... عمران

نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو"۔ سر سلطان نے گھمبیر لہجے میں سوال کیا۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس معاہدے کو کینسل کر دیں اور کم سے کم رائلٹی پر کسی اور ملک سے معاہدہ کریں ورنہ میں ایسے حالات پیدا کر دوں گا کہ حکومت سانیا بے بس ہو جائے گی۔اس کے بعد مجھے پرواہ نہیں ہو گی کہ آپ کے تعلقات اس سے بگڑتے ہیں یا رہتے ہیں"۔ عمران نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ذاتی طور پر تم جو چاہو کرو مگر بحیثیت ایکسٹو تم حکومت کے خارجہ معاملات پر اثر انداز ہونے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ حکومت اسے کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتی"...... سر سلطان نے بھی فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ مجھے ایکسٹو کے عہدے سے صرف اسی صورت میں ہٹایا جا سکتا ہے جبکہ قومی اسمبلی اکثریتی دونوں کی بنا پر اس بات کی سفارش کرے اور آپ جانتے ہیں کہ اس کے لئے آپ کو یہ معاملہ قومی اسمبلی میں پیش کرنا پڑے گا اور ایسا کرنا آپ کے لئے ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ آپ چاہتے ہیں کہ میں خود ہی استعفیٰ دے دوں۔ میں آپ کی اس خواہش کو ضرور پورا کروں گا۔جب باہمی اعتماد کی فضا ختم ہو جائے تو پھر اس عہدے سے ہٹ جانا ہی مناسب ہوتا ہے۔چنانچہ آپ بے فکر رہیں میرا استعفیٰ آج ہی آپ کے پاس پہنچ جائے گا اور یہ

بھی سن لیں کہ میں استعفیٰ اس صورت میں واپس لوں گا جب آپ حکومت سانیا سے یہ معاہدہ کینسل کریں گے"...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"میں تمہارے استعفیٰ کا انتظار کروں گا اور یہ بھی سن لو کہ جب تم ملکی مفادات کے خلاف اپنی مرضی منوانا چاہتے ہو تو پھر میں تمہیں کسی قسم کی رعایت کا مستحق نہیں سمجھوں گا"...... سر سلطان نے جواب دیا۔ان کے لہجے میں واضح دھمکی موجود تھی۔

"میں آپ سے کسی رعایت کا طلب گار بھی نہیں ہوں گا۔آپ سے جو بن سکے کر لیجئے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم رسیور بلیک زیرو کو دے دو"...... سر سلطان نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے رسیور بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔ بلیک زیرو کا دماغ زلزلے کی زد میں تھا۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کبھی حالات اس رخ پر بھی پلٹ سکتے ہیں۔اس نے بے خیالی کے عالم میں رسیور لے کر ہیلو کہا۔

"طاہر عمران کا دماغ خراب ہو گیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ وہ اپنی ضد سے باز نہیں آئے گا اور ملکی مصلحت کے تحت مجھے اس کا استعفیٰ منظور کرنا ہی پڑے گا اس لئے تم باقاعدہ طور پر ایکسٹو کی سیٹ سنبھالنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... سر سلطان نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے ڈھیلے ہاتھوں سے

رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ایکسٹو کا عہدہ مبارک ہو طاہر"...... عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"نہیں عمران صاحب یہ ناممکن ہے۔ میں جو کچھ بھی ہوں آپ کے طفیل ہوں اس لئے میں کسی قیمت پر آپ کی جگہ نہیں لے سکتا"...... بلیک زیرو نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

"میرا طفیلی بننے کی بجائے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا سیکھو۔ میں نے تمہیں اس سے ٹریننگ نہیں دی کہ تم تمام عمر میرا دم چھلا بن کر گزار دو اس لئے تمہیں یہ عہدہ سنبھالنا پڑے گا یہ میرا حکم ہے اور یہ بھی سن لو کہ جب تم یہ عہدہ سنبھال لو تو پھر احکامات کی تعمیل میں ہر رشتے کو بھلا دینا اگر تمہیں مجھے بھی گولی مارنی پڑے تو ایک لمحے کے لئے تمہارے ہاتھ میں لرزش نہیں آنی چاہئے"...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔ شاید کبھی نہ واپس آنے کے لئے۔

عمران، فوہاگ اور موریا ایک خاصے بڑے کمرے میں ایک میز کے گرد موجود کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں ہوٹل چھوڑ کر کسی اور جگہ شفٹ ہونے کا مشورہ دیا تھا کہ سیکرٹ سروس ان کی راہ پر لگ چکی ہے اور جولیا ان کی باقاعدہ نگرانی کر رہی ہے۔ چنانچہ فوہاگ اور موریا ہوٹل چھوڑ کر اور جولیا کو اپنے تعاقب سے جھٹک کر کنگز کالونی کی اس کوٹھی میں منتقل ہو چکے تھے جس کے درمیانی ہال میں وہ تینوں اس وقت موجود تھے۔ عمران اور فوہاگ ایک دوسرے سے گفتگو میں مصروف تھے اور موریا بڑی میٹھی نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔ عمران بھی کبھی کبھار مسکرا کر اسے دیکھ لیتا۔

"عمران مجھے خوشی ہے کہ میرا انتخاب غلط نہیں رہا اور میں نے تم پر جو اعتماد کیا تھا تم اس اعتماد پر پورے اترے ہو۔ مگر میری سمجھ

میں یہ بات نہیں آتی جب کہ ابھی ہم نے عملی میدان میں کوئی قدم نہیں رکھا سیکرٹ سروس کو ہمارے متعلق اطلاع کیسے ہو گئی"۔ فوہاگ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فوہاگ تم یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے متعلق کچھ نہیں جانتے ۔ وہ کوئی انسان نہیں بھوت ہے یا پھر اس پر الہام اترتا ہے۔ مجرم ابھی اپنے ملک سے روانہ نہیں ہوتا اور اس کو خبر پہلے ہو جاتی ہے اس لئے یہاں آکر کام کرنا ہے تو اپنی آنکھیں کھول کر رکھنی ہوں گی اور ہر قسم کی خوش فہمی دل سے نکال دینی پڑے گی۔ تم نہیں جانتے میں نے ایکسٹو کو اس کیس پر کام کرنے سے انکار کر کے اپنے لئے کتنے خطرات مول لے لئے ہیں مگر ذاتی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ مجھے یہ سودا مہنگا نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اگر تم اپنے مشن میں کامیاب ہو جاؤ تو اس میں میرے ملک کا فائدہ ہے اور پھر مس موریا کی ایک میٹھی نظر کے لئے تو میں نہ جانے کیا کر گزروں"۔ عمران نے موریا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور موریا نے مسکرا کر نظریں چرالیں۔

"بہرحال تمہارا شکریہ۔ تم نے ہمیں بروقت مطلع کر دیا۔ اب میں محتاط رہوں گا مگر اب تم کس انداز میں ہمارے ساتھ کام کرو گے۔ اس سلسلے میں تفصیلات طے ہو جائیں تو زیادہ بہتر ہے"۔ فوہاگ نے کہا۔

"زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ میں اکیلا کام کروں

گا تم اپنے طور پر کام کرو اگر تمہارے پاس میرے فائدے کی کوئی اطلاع ہو تو مجھے مطلع کر دو۔ میرے پاس ہوئی تو میں تمہیں مطلع کر دوں گا اس طرح ہم دونوں مل کر سیکرٹ سروس کو الجھا دیں گے اور میرا مقصد بھی بآسانی حل ہو جائے گا"۔ عمران نے اپنا پروگرام بتلاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم دونوں مل کر کام کریں"۔ فوہاگ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں فوہاگ۔ ایسا ناممکن ہے میرے کام کرنے کا طریقہ اور ہے تمہارا اور۔ اس لئے ہم ایک دوسرے کے ساتھ نہیں چل سکیں گے۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ آخری سٹیج پر ہم دونوں اکٹھے ہو جائیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ جیسا تم مناسب سمجھو"...... فوہاگ نے اس کی تجویز منظور کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں۔ اب زیادہ تر ٹرانسمیٹر پر بات ہو گی۔ میرا کوڈ پرنس آف ڈھمپ ہے اور فریکوئنسی زیرو نائن"...... عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"فریکوئنسی ون سکس اور کوڈ فوہاگ انٹرنیشنل"...... فوہاگ نے بھی اسے اپنے کوڈ اور فریکوئنسی سے مطلع کرتے ہوئے کہا۔

"بائی بائی"...... عمران نے کہا اور پھر دونوں سے مصافحہ کرتا ہوا وہ کمرے سے باہر آگیا مگر موریا سے ہاتھ ملاتے ہوئے وہ اس کا

ہاتھ دبانا نہیں بھولا تھا۔ جلد ہی اس کی کار کوٹھی سے باہر نکل کر دائیں طرف مڑ گئی۔ اس کے لبوں پر ایک پراسرار سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹہ کی ڈرائیونگ کے بعد اس نے کار ایک اخبار کے دفتر کے سامنے روک دی اور خود اتر کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر چلا گیا۔ پہلے کمرے میں ہی اسے اپنا مطلوبہ آدمی نظر آ گیا۔ یہ واسطی تھا اخبار کا چیف رپورٹر۔

"ارے عمران صاحب آپ اور یہاں۔ تو بہ تعجب"...... عمران کو یوں اچانک سامنے دیکھ کر واسطی پر حیرت کا دورہ پڑ گیا۔

"میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ فارسی نہ بولا کرو۔ فارسی بولنے والے تیل بیچتے نظر آتے ہیں"...... عمران نے اس سے ہاتھ ملا کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب آج کل تیل بیچنا صحافت سے زیادہ منافع بخش کام ہے۔ تیل بیچنے والے روز نئی کار خرید لیتے ہیں اور ہم صحافی غریب صرف کاروں کے ماڈل اور نام یاد کرنے میں تمام عمر گزار دیتے ہیں"۔ واسطی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا مجھے اجازت۔ مشورے کا شکریہ"...... عمران نے اچانک کرسی سے اٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"ارے ارے کیا ہوا۔ کیسا مشورہ اور کہاں چل دیئے۔ بیٹھو بیٹھو"...... واسطی عمران کی بات پر بوکھلا کر بولا۔

"یہی کہ تیل بیچنا منافع بخش کاروبار ہے۔ میں خود بھی کام شروع

کرنے کا پروگرام بنا رہا تھا اور اسی بات کے لئے تم سے مشورہ لینے آیا تھا"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب آپ اپنی ان حرکتوں سے کسی اور کو بے وقوف بنایا کریں۔ کم از کم مجھ پر اپنے داؤ نہ آزمایا کریں"...... واسطی نے بے اختیار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"بھلا تمہیں بے وقوف بنا کر کسی نے اپنا وقت ضائع کرنا ہے۔ قدرت پہلے ہی تم پر اس سلسلے میں خاصی محنت کر چکی ہے"۔ عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"اچھا اچھا میں بے وقوف ہی سہی۔ آپ یہ بتلائیے کہ آج کیسے ادھر بھول پڑے"...... واسطی نے جھینپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دراصل بھولنے کا مرض ایک بھوت کی طرح مجھے چمٹ گیا ہے۔ اب دیکھو میں یہ بھی بھول گیا ہوں کہ تمہارے پاس آیا کیوں تھا"۔ عمران نے ماتھے پر انگلی مارتے ہوئے پریشان لہجے میں کہا۔

"اچھا صاحب آپ بیٹھ کر یاد کریں میں اتنی دیر میں یہ کام مکمل کر لوں"...... واسطی نے جان بچانے کے لئے قلم اٹھا کر کاغذ سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

"بس بس یاد آ گیا۔ واسطی یہ بتلاؤ کہ حکومت سانیا ہمارے ملک میں کس کس جگہ تیل تلاش کر رہی ہے اور ہمارے ملک میں اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"حکومت ساجیا ویسے تو پندرہ بیس پوائنٹس پر کام کر رہی ہے مگر مجھے تازہ ترین اطلاع ملی ہے۔ اس کے مطابق سیکارو کے علاقہ میں وہ تیل کا ایک وسیع اور قیمتی ذخیرہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں اور ان کے انجینئروں کا ہیڈ کوارٹر تاور کمرشل بلڈنگ فلور نمبر تین پر ہے۔ اس کا انچارج ایک نوجوان چیانگ ہے جو لڑکیوں کے شکار کا بے حد شوقین ہے۔ وہ ہر ہفتے لڑکیاں بدلنے کا عادی ہے۔ ابھی کل ہی ڈائمنڈ ہوٹل میں وہ ایک انتہائی خوبصورت غیر ملکی لڑکی کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا"۔ واسطی نے جواب دیا اور واسطی کی اتنی تفصیلی معلومات پر کوئی اور حیران ہو تو ہو مگر عمران جانتا تھا کہ واسطی چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا ہے اس لئے اسے کوئی حیرت نہ ہوئی۔

"اس وقت چیانگ کہاں ملے گا"...... عمران نے اس کے خاموش ہوتے ہی پوچھا۔

"اس وقت"...... واسطی نے باقاعدہ گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔ اس وقت چیانگ ڈائمنڈ ہوٹل کے ڈانسنگ فلور پر ہو گا۔ کیوں خیریت ہے۔ کیا بے چارے چیانگ کی شامت تو نہیں آ گئی"۔ واسطی نے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل میں نے اس کی شاگردی کرنی تھی تاکہ وہ مجھے بھی لڑکیاں پھنسانے کی ترکیب بتلا دے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے میں سمجھتا ہوں غریب چیانگ"۔ واسطی نے معنی خیز انداز میں ہنستے ہوئے کہا مگر عمران جواب دینے کی بجائے کمرے سے باہر آ چکا تھا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار ڈائمنڈ ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ عمران نے کار پارکنگ شیڈ میں روکی اور پھر سیدھا مین گیٹ میں گھستا چلا گیا۔ جلد ہی وہ ڈانسنگ فلور پر پہنچ گیا۔ ڈانسنگ فلور کی سائیڈ پر ایک بھی تیبل خالی نہیں تھی تمام ریزرو تھیں اور ہلکی ہلکی موسیقی پر جوڑے تھرک رہے تھے۔ عمران دروازے پر کھڑا غور سے ایک ایک آدمی کا جائزہ لے رہا تھا۔ جلد ہی اسے دور کونے میں ایک میز پر ایک ساجی نوجوان اکیلا بیٹھا ہوا نظر آ گیا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی چیانگ ہو گا۔ چنانچہ وہ تیر کی طرح سیدھا اس کی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ میز کے قریب پہنچتے ہی اس نے بڑے اطمینان سے کرسی گھسیٹی اور پھر یوں بے تکلفی سے کرسی پر بیٹھ گیا جیسے چیانگ سے اس کے پرانے تعلقات رہے ہوں۔ اس کے بیٹھتے ہی چیانگ نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور پھر برا سا منہ بناتے ہوئے کہنے لگا۔

"مسٹر یہ میز ریزرو ہے"...... چیانگ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے"...... عمران نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا اور پھر ٹکٹکی باندھ کر ناچتے ہوئے جوڑوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار کسی ڈانسنگ ہال میں آیا ہو۔

"اے مسٹر میں نے تمہیں کہا نہیں کہ یہ میز ریزرو ہے"۔ چیانگ کو اس کی لاپرواہی اور بے نیازی پر بے حد غصہ آیا۔

"میں نے سن لیا ہے"...... عمران نے منہ پھیرے بغیر ہی جواب دیا۔

"تو پھر اٹھو یہاں سے ورنہ میں بیرے کو بلواتا ہوں"۔چیانگ نے شدید غصے کے عالم میں انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"بیرے کو آپ ضرور بلوائیں اور کوئی تگڑا سا آرڈر دیں مجھے بھوک لگی ہے اور دوسری بات یہ کہ میز ریزرو ہے اور میں کرسی پر بیٹھا ہوں۔ میز پر نہیں"...... عمران نے اس کی طرف منہ کرتے ہوئے بڑے معصوم سے انداز میں جواب دیا۔

"میں اجنبیوں سے بے تکلفی کا قائل نہیں۔آپ برائے مہربانی یہ کرسی چھوڑ دیں"...... چیانگ نے اس کی صورت کو بغور دیکھتے ہوئے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"تو آپ کو کس نے کہا ہے کہ آپ بے تکلفی کے قائل ہو جائیں۔ مت ہوں میری صحت پر کیا اثر پڑے گا۔ ویسے میں اپنا تعارف کرا دیتا ہوں۔ مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں"...... عمران نے اسی طرح لہجے کو بے نیاز رکھتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ یہ کیا ہوا"...... چیانگ نے قدرے تعجب آمیز لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کے نام پر اعتراض کیا ہے حالانکہ آپ کا نام

چیانگ سن کر مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مرغی کا بچہ چوں چوں کر رہا ہو"...... عمران نے جواب دیا۔

"تمہیں میرے نام کا کیسے پتہ چلا"...... چیانگ اب واقعی حیرت زدہ رہ گیا تھا۔

"جس کے انتظار میں آپ بیٹھے ہوئے ہیں اس نے بتایا تھا"۔ عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"مس مارگریٹ۔وہ تمہاری کیسے واقف ہے"...... چیانگ اب عمران کی شخصیت میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو چکا تھا۔

"آپ کو اس نے مارگریٹ نام بتلایا تھا۔ بڑی چالاک ہے ہر شخص کو نیا نام بتلاتی ہے۔اب دیکھیں کہ آپ پندرہویں شخص ہیں جو اس کے دوست ہیں اور میں پندرہواں نام ہی سن رہا ہوں۔ مجھے اس نے اپنا نام الزبتھ بتلایا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر مس مارگریٹ کی دوستی کا یہ مطلب نہیں کہ آپ بغیر اجازت کسی کی ریزرو میز پر بیٹھ جائیں"...... چیانگ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔شاید اسے یہ سن کر دکھ ہوا تھا کہ مس مارگریٹ کے اتنے دوست موجود ہیں۔

"مسٹر چنگ پانگ۔اوہ سوری مسٹر چیانگ آپ کو اتنے بڑے ادارے کا ہیڈ کس احمق نے بنا دیا ہے جبکہ میں پہلے ہی آپ کو بتلا چکا ہوں کہ میں میز پر نہیں کرسی پر بیٹھا ہوں اور آپ بار بار میز کی

ریزرویشن کا رونا رو رہے ہیں"...... عمران نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو۔ میں آخری بار تمہیں تنبیہ کر رہا ہوں کہ شرافت سے یہاں سے اٹھ جاؤ ورنہ میرے بازوؤں میں اتنا دم ہے کہ تمہاری گردن توڑ سکوں"...... چیانگ کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا۔ شاید عمران کے احمق کہہ دینے پر وہ بری طرح جھلا گیا تھا۔

"ناراض نہ ہوں مسٹر چیانگ۔ میں تو آپ سے یہ پوچھنے آیا تھا کہ سیکارو کے علاقے میں آپ نے تیل کا جو ذخیرہ دریافت کیا ہے اس کی فائنل رپورٹ آپ کب تک تیار کر کے اپنی حکومت کو بھیج رہے ہیں"...... عمران نے میز پر دونوں کہنیاں رکھ کر آگے کی طرف جھکتے ہوئے بڑے رازدارانہ لہجے میں پوچھا اور اس کی بات سے چیانگ یوں بری طرح اچھلا جیسے اس کے ذہن میں ایٹم بم کا دھماکہ ہوا ہو۔ شدید حیرت کی بنا پر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"تت۔ تت۔ تم کون ہو اور اس بات سے تمہارا مطلب کیا ہے"...... چیانگ کے لہجے میں حیرت کی شدت سے لکنت سی آ گئی۔ اس کی حیرت اپنی جگہ بجا بھی تھی کیونکہ یہ اس کے ملک کا ٹاپ سیکرٹ تھا جس کے متعلق ایک اجنبی ایک پبلک مقام پر اس طرح لاپرواہی سے بات کر رہا تھا جیسے مچھلی کا تازہ ترین بھاؤ بتلا رہا ہو۔

"میں تمہارا خیرخواہ ہوں مسٹر چیانگ اور میری ایک بات سن لو

تم چاروں طرف سے غیر ملکی جاسوسوں میں گھر چکے ہو۔ وہ سب تمہاری فائنل رپورٹ اڑانے کی فکر میں ہیں"...... عمران نے اسے اور زیادہ فکرمند کرتے ہوئے کہا۔

"مگر انہیں رپورٹ اڑا کر کیا ملے گا۔ ہمارا تو حکومت سے باقاعدہ معاہدہ ہے اور پھر میں تمہاری بات کیوں تسلیم کر لوں۔ تم کون ہو۔ مجھے تفصیل بتاؤ"...... چیانگ نے اپنے آپ کو حیرت کے فوری جھٹکے سے سنبھالتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں سوال کیا۔

"یہ تو ان سے پوچھنا کہ تمہاری رپورٹ کا وہ کیا کریں گے اور کچھ نہیں تو کم از کم ایک پیالی چائے تو اس سے بن ہی جائے گی اور باقی رہا میرا تعارف تو میں نے پہلے ہی بتلایا ہے کہ مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں اور تفصیلی تعارف یہ ہے کہ میں خدائی فوجدار قسم کا آدمی ہوں۔ ہر معاملے میں ٹانگ اڑانا میری ہابی ہے اب بھلا سوچو مجھے کیا ضرورت تھی کہ میں تمہیں آ کر خبردار کرتا۔ اگر جاسوس تمہاری رپورٹ اڑا لیتے تو میری صحت پر کیا اثر پڑتا مگر نہیں۔ میں اپنی فطرت سے مجبور ہوں"۔ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا آپ میرے ساتھ میرے دفتر چلیں گے۔ میں آپ کے ساتھ تفصیلی باتیں کرنا چاہتا ہوں"...... چیانگ کی آنکھوں میں اچانک ایک تیز چمک سی ابھر آئی تھی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے ساتھ نہیں چل سکتا کیونکہ آپ کو روزمرہ اخلاق بھی نہیں آتا۔ اب دیکھئے آپ نے ابھی تک مجھے کچھ

چلایا ہی نہیں۔ وہاں جا کر بھی اگر آپ نے سوکھا ٹرخا دیا تو پھر۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ارے ویری سوری۔ دراصل شروعات ہی کچھ ایسی ہوئی ہیں کہ میرا ذہن الجھ گیا تھا ورنہ میں اتنا بد اخلاق نہیں ہوں۔ آپ بے فکر رہیں دفتر پہنچ کر میں تمام گلہ دور کر دوں گا"...... چیانگ نے قدرے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا۔

" پھر ٹھیک ہے اگر آپ میری خاطر مدارت کرنے کا وعدہ کریں تو میں آپ کے ساتھ جہنم میں بھی چلنے کے لئے تیار ہوں"...... عمران فوری طور پر چلنے کے لئے راضی ہو گیا۔

" چلیئے "...... چیانگ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ایش ٹرے کے نیچے رکھا اور آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

" آپ کے پاس کوئی سواری ہے"...... چیانگ نے ہوٹل سے باہر آ کر عمران سے پوچھا۔

" ہاں میرے پاس کار ہے"...... عمران نے پارکنگ شیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

" تو چلیں پھر آپ ہی کی کار میں چلتے ہیں۔ میری کار آج ورکشاپ میں ہے۔ میں ٹیکسی پر آیا تھا"...... چیانگ نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا اور پھر عمران کچھ جواب دیئے بغیر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ چیانگ بھی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر چیانگ راستہ بتاتا رہا

اور عمران خاموشی سے کار چلاتا رہا۔ جلد ہی چیانگ عمران کو لئے مضافات کے اس فارم تک پہنچ گیا۔ جب اس فارم کے اندر چیانگ نے عمران کو کار روکنے کے لئے کہا تو عمران پہلی بار بولا۔

" مجھے تو تم تیل تلاش کرنے والے انجینئر کی بجائے آثار قدیمہ دریافت کرنے والے ماہر معلوم ہوتے ہو"...... عمران نے ٹوٹے پھوٹے فارم پر بے نیازی سے نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔

" یہ ہمارا خفیہ دفتر ہے پرنس۔ میں نے تم پر اعتماد کر لیا ہے اس لئے میں تمہیں یہاں لے آیا ہوں"...... چیانگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کو لئے برآمدے کے اندر پہنچ گیا۔ ایک مخصوص جگہ پر پہنچ کر اس نے اپنا پیر زور سے زمین پر مارا اور دوسرے لمحے برآمدے کی دیوار درمیان سے کسی دروازے کی طرح کھلتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک جدید قسم کی لفٹ نظر آ رہی تھی۔ چیانگ نے عمران کی طرف غور سے دیکھا مگر عمران کے چہرے پر وہی پرانی لاپرواہی کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

" آیئے "...... چیانگ نے قدرے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا اور پھر وہ دونوں لفٹ میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ نیچے اترتی چلی گئی۔ کافی گہرائی میں اترنے کے بعد لفٹ رکی اور پھر جیسے ہی اس کا دروازہ کھلا مشین گن کی نالی عمران کے سینے سے ٹک گئی۔ یہ بھی ایک ساتھی ہی تھا۔

" ہمارے پیچھے آؤ اور اس آدمی کا خاص خیال رکھنا"...... چیانگ

نے اسے سائی زبان میں مخاطب ہو کر کہا۔ گو عمران یہ زبان بڑی اچھی طرح سمجھتا تھا مگر اس نے اسے ظاہر نہیں ہونے دیا۔

"معاف کرنا پرنس یہاں حفاظت کے لئے ایسے انتظامات کرنے پڑتے ہیں"...... چیانگ نے معذرت آمیز لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ پرنس ان باتوں کی پرواہ نہیں کیا کرتے"۔ عمران نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا اور پھر وہ چیانگ کے پیچھے پیچھے اطمینان سے چلتا ہوا مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ تمام تر لوہے کی چادروں سے بنایا گیا تھا۔ اس میں چار آہنی کرسیاں اور میز موجود تھی جو سب لوہے کے فرش پر فکسڈ تھیں۔

"بیٹھو پرنس"...... چیانگ نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ چیانگ میز کے کنارے پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی کمرے کا آہنی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

"اب بتلاؤ پرنس کہ تم کون ہو اور تم نے ہمارا ٹاپ سیکرٹ کہاں سے حاصل کیا"...... چیانگ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ پہلے تم میری خاطر مدارت کرو پھر میں تمہاری بات کا جواب دوں گا۔ اول طعام بعد کلام"...... عمران نے بڑے اطمینان

بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے ایسے ہی سہی"...... چیانگ نے بڑے زہریلے لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"ٹھہرو چیانگ"...... اچانک عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے چیانگ سے کہا مگر دوسرے لمحے وہ حیرت زدہ رہ گیا جب اس نے محسوس کیا کہ اس کا جسم کرسی سے یوں چمٹ گیا ہے جیسے مقناطیس لوہے سے چمٹ جاتا ہے۔ عمران نے اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے زور لگایا مگر بے سود۔ اس دوران چیانگ کمرے سے باہر جا چکا تھا۔ اس کے جانے کے بعد دروازہ بھی خود بخود بند ہو گیا تھا۔ عمران کچھ سوچتا ہوا دوبارہ کرسی سے ٹک گیا۔ اس نے کرسی سے آزاد ہونے کی جدوجہد ترک کر دی اور پھر اچانک کمرے میں چیانگ کی آواز گونجی۔

"سنو پرنس آف ڈھمپ۔ اس وقت تم ہماری قید میں ہو۔ تم جتنی بھی کوشش کرو اس کرسی سے آزاد نہیں ہو سکتے اور اگر تم آزاد بھی ہو جاؤ تو اس کمرے سے باہر نہیں جا سکتے۔ تمہارے لئے اب بہتر یہی ہے کہ تمام صحیح صحیح صورت حال سے مجھے آگاہ کر دو کہ تم دراصل کون ہو اور کس مقصد کے تحت مجھ سے ٹکرائے تھے۔ اگر تم نے صحیح جواب نہ دیا تو ہم اس کمرے میں بجلی کی رو دوڑا دیں گے اور اتنا تو تم جانتے ہی ہو کہ جب بجلی کی رو تمہارے جسم سے گزرے گی تو تمہارا کیا حشر ہو گا"...... چیانگ کے لہجے میں دھمکی تھی۔

"خوب خاطر مدارت کی ہے تم نے مسٹر چیانگ۔ ویسے ایک بات ہے کہ آج کل بھلائی کا زمانہ نہیں رہا۔ مجھے ایک بات کا پتہ چلا جس سے تمہیں نقصان پہنچ سکتا تھا۔ میں نے تمہیں بتلا دی تاکہ تم ہوشیار ہو جاؤ اور تم نے اس کا مجھے یہ صلہ دیا کہ کرسی سے باندھ کر رکھ دیا ہے اور ساتھ دھمکیاں بھی دے رہے ہو"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم صحیح بات بتلانے سے انکاری ہو"۔ چیانگ نے گرجدار لہجے میں کہا۔

"ارے بابا ناراض کیوں ہوتے ہو اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو ٹھیک ہے مت یقین کرو۔ مجھ پر کیوں دھونس جما رہے ہو۔ ویسے ایک بات بتلا دوں میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے اگر میں ضد پر اتر آیا تو تمہارے فرشتے بھی میری زبان نہیں کھلوا سکتے۔ ہاں اگر تم میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ تو میں تمہیں بے حد مفید مشورے دے سکتا ہوں مگر اس کے لئے میری پہلی شرط یہی ہے کہ پہلے میری باقاعدہ خاطر مدارت کر کے اپنا وعدہ پورا کرو۔ بھوک سے میرے پیٹ میں چوہے تو ایک طرف رہے شیر دوڑ رہے ہیں"...... عمران نے یوں اطمینان سے جواب دیا جیسے چیانگ اسے دھمکی دینے کی بجائے کسی پارٹی میں جانے کی دعوت دے رہا ہو۔ عمران کے جواب کے تقریباً پندرہ منٹ تک خاموشی طاری رہی۔ پھر اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور چیانگ کے ساتھ مشین گنوں سے مسلح پانچ ساتھی

اندر داخل ہوئے۔ چیانگ کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات نمایاں تھے البتہ ان مسلح ساتھیوں کے چہروں سے خشونت ٹپک رہی تھی۔ وہ پانچوں مشین گنیں تانے عمران کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ ان کی مشین گنوں کا رخ عمران کی پشت کی طرف ہی ہو سکتا تھا۔ چیانگ خاموشی سے عمران کے سامنے والی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی کرسی کے پائے پر بوٹ کی پشت آہستہ سے ماری تو عمران کو اچانک محسوس ہوا کہ اب اس کا جسم کرسی کی گرفت سے آزاد ہو چکا ہے۔ اس کے لبوں پر ایک دلاویز سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک طویل القامت ساتھی ایک ٹرالی دھکیلتا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر کافی کے برتن اور ساتھ کچھ خشک پھل موجود تھے۔ طویل القامت ساتھی نے بڑی خاموشی سے کافی کے برتن اور خشک پھل میز پر رکھ دیئے اور خود ایک طرف ہٹ کر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ چیانگ نے بڑی خاموشی سے کافی بنانی شروع کر دی اور دوسری طرف عمران نے بغیر کوئی تکلف کئے خشک پھلوں کی پلیٹ پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ وہ اس طرح ندیدوں کی طرح کھا رہا تھا جیسے مدت سے اس نے کچھ نہ کھایا ہو۔ کمرے پر گہری خاموشی طاری تھی۔ ہر شخص کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ چیانگ نے کافی کا کپ بنا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے اکیلے ہی خشک پھلوں کی پلیٹ صاف کر دی اور پھر پیٹ پر ہاتھ پھیرتے

ہوئے کافی کا کپ اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔ کافی کا کپ اس نے اپنے لبوں سے اس وقت علیحدہ کیا جب کپ میں کافی کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا تھا۔ چیانگ قطعی طور پر خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ جیسے وہ عمران کے متعلق ذہنی طور پر شدید کشمکش کا شکار ہو اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ رہا ہو۔ کافی کا کپ نیچے رکھ کر عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پہلی بار چیانگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے دوست چیانگ تمہاری اس محدود سی خاطر مدارت کا بے حد شکریہ۔ ویسے برا نہ ماننا تم کچھ کنجوس واقع ہوئے ہو مگر یہ یاد رکھنا میرے ساتھ کنجوسی برت کر تم خود ہی نقصان میں رہو گے۔ ویسے جتنی تم نے خاطر کی ہے اتنی بات میں تمہیں بتلا دیتا ہوں کہ تمہارے اس خفیہ اڈے کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے اور نگرانی کرنے والا فارم کے شمالی سائیڈ میں جوار کے کھیت میں موجود ہے۔ یقین نہ آئے تو جا کر چیک کر لو"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ چیانگ اس بات کو سن کر چونک پڑا۔ چند لمحے وہ سرد نظروں سے عمران کو گھورتا رہا پھر اس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"پرنس جو کچھ تم کہہ رہے ہو قطعی ناممکن ہے۔ میرے آدمی چوبیس گھنٹے اس اڈے کی نگرانی کرتے ہیں۔ کوئی چڑیا کا بچہ بھی ان کی نظروں سے بچ کر نہیں جا سکتا"...... چیانگ نے کہا۔

"بھئی آزما لو۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اگر میں نے غلط کہا ہے تو بے شک کمرے میں برقی رو دوڑا دینا۔ ویسے ایک بات بتلا دوں شاید

تمہیں علم نہ ہو میں کرنٹ پروف واقع ہوا ہوں یعنی دوسرے لفظوں میں شیم پروف"...... عمران نے فقرے کا آخری حصہ بڑے رازدارانہ انداز میں کہا اور چیانگ کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں۔ اس نے مقامی زبان میں عمران کے پیچھے کھڑے ایک آدمی کو حکم دیتے ہوئے کہا کہ وہ جا کر چیک کرے کہ آیا پرنس صحیح کہہ رہا ہے یا غلط۔ اس کا حکم ملتے ہی وہ آدمی تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ طویل القامت ساقی برتن لے کر پہلے ہی جا چکا تھا۔

"دیکھو پرنس۔ تم جو کچھ بھی ہو میری ایک بات سن لو۔ مجھے میری حکومت نے صرف اس بنا پر یہاں کا انچارج منتخب نہیں کیا کہ میں محض ایک انجینئر ہوں بلکہ کچھ اور امور کا بھی ماہر ہوں اس لئے ہر قسم کے حالات سے اچھی طرح نپٹنا جانتا ہوں۔ چنانچہ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ مجھ سے صاف صاف بات کرو ورنہ دوسری صورت میں کسی آدمی کو قتل کر دینا میرے نزدیک اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتا جتنی بوٹ سے گرد جھاڑ دینا"...... چیانگ نے انتہائی سرد اور سپاٹ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ضرورت ہی کیا ہے بوٹ سے گرد جھاڑنے کی۔ ڈسٹ پروف بوٹ لے لیا کرو"...... عمران نے یوں ہمدردانہ لہجے میں جواب دیا جیسے چیانگ کو اس کی زندگی کا بہترین مشورہ دے رہا ہو۔

"تمہیں شاید ابھی مجھ جیسے کسی آدمی سے واسطہ نہیں پڑا ورنہ اب تک تم چار مرتبہ مر چکے ہوتے"...... چیانگ نے عمران کی بے

جیازی پر دانت پیستے ہوئے کہا اور عمران اس کی بات سن کر یوں ہنس پڑا جیسے چیانگ نے موت کی دھمکی دینے کی بجائے کوئی دلچسپ مذاق کیا ہو۔ اس سے پہلے کہ چیانگ کوئی اور بات کرتا اچانک ایک دھماکے سے کمرے کا دروازہ کھلا اور پھر ایک مقامی کسان سمیت چار مسلح سائی اندر داخل ہوئے۔ کسان کے چہرے پر شدید گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ کے تاثرات نمایاں تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی اجنبی جگہ پر آگیا ہو۔

"یہی کسان شمالی سائیڈ کے کھیت میں موجود تھا۔ جب ہم نے اس سے بات کی تو یہ کوئی مناسب جواب نہیں دے سکا۔ آپ کا حکم چونکہ بے حد سخت تھا اس لئے ہم اسے اپنے ساتھ لے آئے ہیں"۔ ایک مسلح سائی نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں چیانگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کی تلاشی لے لی"...... چیانگ نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں کچھ نہیں ملا"...... اس سائی نے جواب دیا۔

"یہ وہاں کیا کر رہا تھا"...... چیانگ نے دوسرا سوال کیا۔

"یہ کھیت میں بیٹھا کھرپی سے جڑی بوٹیاں کھود رہا تھا"۔ سائی نے بتلایا۔

"کون ہو تم اور اس کھیت میں کیا کر رہے تھے"...... اس بار چیانگ نے براہ راست اس کسان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ج-ج-جناب میں گھاس کھود رہا تھا۔ م-م-میں نے کھیت

کے نگران سے پوچھ لیا تھا۔ م-میں چوری نہیں کر رہا تھا جناب"۔ اس کسان نے ہاتھ باندھ کر انتہائی خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔ اس کے لہجے میں لکنت کے ساتھ ساتھ جسم پر بھی رعشہ طاری تھا۔ شاید کمرے میں موجود مشین گنوں کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو چکے تھے۔

"یہ بے ضرر ہے۔ تم خواہ مخواہ اسے ساتھ لے آئے مگر اب چونکہ یہ اندر آگیا ہے اس لئے زندہ باہر نہیں جا سکتا۔ اسے گولی مار کر لاش کو بھٹی میں جلا دو"...... چیانگ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کی طرف مخاطب ہوا۔

"تمہاری اطلاع غلط نکلی پرنس اس لئے اب تم بھی چھٹی کرو مگر تمہیں میں خود اپنے ہاتھ سے گولی ماروں گا"...... چیانگ نے اچانک جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ مسلح سائی اس کسان کو دروازے کی طرف گھسیٹنے میں مصروف ہو گئے جبکہ کسان رحم طلب نظروں سے چیانگ کی طرف دیکھ کر اپنے آپ کو باہر جانے سے روک رہا تھا۔

"ٹھہرو اسے ابھی مت لے جاؤ"...... عمران نے چیانگ کی بات ان سنی کرتے ہوئے ان آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا جو کسان کو گھسیٹ رہے تھے۔ عمران کے لہجے میں نہ جانے کیا بات تھی کہ وہ سائی یک دم رک گئے اور کسان بھی ٹھٹک گیا۔

"سنو مسٹر چیانگ تم اپنے آپ کو نجانے کتنے امور میں ماہر بتلا

رہے تھے مگر میں نے دیکھ لیا ہے کہ تم ان معاملات میں قطعی اناڑی ہو۔ میری انفارمیشن قطعی درست ہے اور یہ آدمی تمہارے فارم کی باقاعدہ نگرانی کر رہا تھا"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تمہاری ان باتوں سے تمہاری جان نہیں بچ سکتی۔ یہ ایک عام سا کسان ہے"...... چیانگ بھی غصے سے دھاڑتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ ابھی تک عمران کی طرف ہی تھا مگر عمران اس کی پرواہ کئے بغیر کسان کی طرف بڑھ گیا۔ کسان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔ کسان کے قریب پہنچ کر عمران رک گیا۔ وہ چند لمحوں تک کسان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتا رہا پھر اچانک اس نے زور دار جھپٹا مارا اور دوسرے لمحے کسان کے سر پر موجود لمبے لمبے سیاہ بال عمران کے ہاتھ میں وگ کی صورت میں لٹک رہے تھے اور اس مقامی کسان کے سر پر موجود سنہری بالوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ مقامی کسان کی بجائے غیر ملکی ہے۔

"اب باقی کام تم انجام دے لو"...... عمران ہاتھ میں پکڑی ہوئی وگ چیانگ کے سامنے میز پر پھینکتے ہوئے خود کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ کسان نے جب اپنے آپ کو یوں اچانک بے نقاب ہوتے دیکھا تو چند لمحے وہ حیرت سے سن کھڑا رہا مگر دوسرے لمحے اس نے اچانک اپنی جگہ سے حرکت کی اور وہ قریب کھڑے ایک ساتھی

کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹنے میں کامیاب ہو گیا مگر اس سے پہلے کہ وہ مشین گن سے فائر کر کے چیانگ یا اس کے کسی ساتھی کو ہلاک کرتا عمران جو بڑے اطمینان سے اس کی طرف پشت کئے کرسی کی طرف بڑھ رہا تھا اچانک زخمی چیتے کی سی پھرتی سے مڑا اور اس نے اس کسان پر چھلانگ لگا دی۔ جس وقت عمران کا ہاتھ مشین گن پر پڑا یہ وہی لمحہ تھا جب اس کسان نے ٹریگر دبا دیا تھا۔ مشین گن سے فائر ہوا ضرور مگر عمران کے ہاتھ کے دباؤ سے نال کا رخ چھت کی طرف ہو گیا۔ چنانچہ گولیاں چھت سے ٹکرا کر نیچے آگریں۔ اتنی دیر میں باقی لوگوں نے اس کسان کو جکڑ لیا اور عمران ایک بار پھر اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"پرنس تم تو کچھ لیٹے ہی آدمی معلوم ہوتے ہو"...... اس بار چیانگ نے ندامت آمیز لہجے میں مخاطب ہو کر کہا۔

"چیانگ کہیں تم نے عینک تو الٹی نہیں لگا رکھی۔ خیال رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم عینک الٹی لگائے رکھو اور اپنے دل میں یہ سوچتے رہو کہ میں ہوں ہی الٹا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اسے لے جاؤ اور اس سے تمام تفصیلات معلوم کر کے مجھے رپورٹ کرو"...... چیانگ نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر جو مسلح ساتھی اس کسان کو لے آئے تھے وہ اسے لے کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"تم لوگ بھی جاؤ اب مجھے پرنس کی دوستی پر اعتماد ہو گیا ہے۔ اگر اسے ایک لمحے کے لئے بھی دیر ہو جاتی تو اس کسان کے ہاتھوں میں یقیناً مارا جاتا"...... چیانگ نے سخت لہجے میں عمران کی پشت پر کھڑے ہوئے اپنے مسلح آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سر جھکائے کمرے سے باہر نکل گئے۔ جب سب کمرے سے نکل گئے تو چیانگ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آؤ پرنس اب اس کمرے کی بجائے ہم دوستانہ ماحول میں اپنے آفس میں بات کریں گے"...... چیانگ نے کہا۔

"مگر میری وہی شرط ہے خاطر مدارت کرو گے"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور چیانگ بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب تم فکر نہ کرو پرنس۔ تم نے میری جان بچا کر مجھ پر ایک احسان کیا ہے اور ہم سائی لوگ اپنے محسن سے کبھی دغا نہیں کرتے۔ سوائے اس صورت میں کہ اس سے ہمارے ملکی مفادات پر آنچ نہ آتی ہو"...... چیانگ نے بڑے مضبوط لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ عمران کو لئے باہر نکل گیا مگر اس بار اس کا انداز بے حد دوستانہ تھا۔

گھنٹی بجتے ہی بلیک زیرو نے چونک کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... بلیک زیرو نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"میں سلطان بول رہا ہوں کیا تم طاہر ہو"...... دوسری طرف سے انتہائی گھمبیر آواز سنائی دی۔

"جی ہاں۔ جناب میں طاہر بول رہا ہوں"...... بلیک زیرو نے اس بار بے حد مؤدبانہ لہجے میں اپنی اصل آواز میں کہا۔

"سنو طاہر۔ عمران کا استعفیٰ مجھے موصول ہو گیا ہے اور میں نے اسے منظور کر لیا ہے چونکہ عمران کے متعلق سوائے میرے اور کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ ایکسٹو ہے یا نہیں اور میں یہ چاہتا بھی نہیں کہ میں اس بات کو صدر یا قومی اسمبلی کے سامنے لے جاؤں۔ چنانچہ بے حد سوچ بچار کے بعد میں نے فیصلہ کیا ہے اور تمہیں باقاعدہ طور پر ایکسٹو کے عہدے پر تعینات کر دیا جائے"۔ سرسلطان

نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مگر جناب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمران صاحب کی بجائے میں ایکسٹو بن جاؤں مجھے تو انہوں نے صرف ڈمی کے طور پر رکھا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"سنو ظاہر یہ ملک کی سالمیت اور عزت کا مسئلہ ہے۔ ملک کے خارجی مسائل کے متعلق جو کچھ میں جانتا ہوں وہ عمران یا تم نہیں جانتے اور اس کے ساتھ ہی تم عمران کی ضدی طبیعت سے بھی واقف ہو۔ اس بات کو سوچ لو کہ ایک دفعہ سرعبدالرحمن نے اسے کسی بات پر ڈانٹ دیا تھا۔ چنانچہ طویل عرصہ گزر گیا ہے عمران واپس گھر نہیں گیا اس لئے میں جانتا ہوں کہ اب وہ کسی قیمت پر اپنے موقف سے نہیں ہٹے گا مگر میں ایک ایسے عہدے پر بیٹھا ہوں جہاں اگر رشتوں کا خیال کروں تو ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ چنانچہ ملک کے مفاد کی خاطر اگر مجھے عمران کو بھی قربان کرنا پڑا تو میں دریغ نہیں کروں گا اور یہی بات تمہیں بھی سوچنی چاہئے۔ چنانچہ آج سے تم سرکاری طور پر ایکسٹو ہو اور آج سے عمران کا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... سرسلطان نے بڑے وقار اور سنجیدہ لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے"...... بلیک زیرو کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہاں کرنی پڑی۔

"سنو۔ اب تمہاری ڈیوٹی یہ ہے کہ تم نے ہر قیمت پر اس فائنل رپورٹ کا دفاع کرنا ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کچھ غیر ملکی ایجنٹ اس فائنل رپورٹ کو اڑانے کی کوشش میں ہیں۔ اگر ان غیر ملکی ایجنٹوں نے وہ فائنل رپورٹ اڑالی تو پھر وہ ملک ہم سے اپنی مرضی کا سودا کرے گا اور حکومت سانیا سے ہمارے تعلقات علیحدہ بگڑ جائیں گے"...... سرسلطان نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ فائنل رپورٹ کہاں تیار ہو گی۔ مجھے اس جگہ کا اتہ پتہ بتلائیں۔ تاکہ میں انتظامات کر لوں"...... بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"حکومت سانیا کے انجینیروں کا ہیڈ کوارٹر کمرشل بلڈنگ کے فلور نمبر تین پر ہے۔ اس کے انچارج مسٹر چیانگ ہیں۔ ظاہر ہے رپورٹ اس ہیڈ کوارٹر میں ہی تیار کی جائے گی۔ باقی تم معلوم کر لو"۔ سرسلطان نے بتلایا۔

"بہتر جناب۔ اب میں خود ہی باقی انتظامات کر لوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ رپورٹ باہر نہیں جائے گی"...... بلیک زیرو نے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر ایک بات میری یاد رکھنا۔ تمہارے سرکاری فرائض کے درمیان اگر عمران بھی رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرے تو تم نے عمران کو بھی ایک عام ملکی مجرم کے طور پر ڈیل کرنا ہے۔ کسی قسم کا لحاظ کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... سرسلطان نے

سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ عمران صاحب نے بھی تمام زندگی مجھے یہی سبق دیا ہے۔ آپ کو اس سلسلے میں کوئی شکایت نہیں ہو گی"...... بلیک زیرو نے مضبوط لہجے میں جواب دیا۔

"او کے۔ بائی بائی"...... سر سلطان نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو رسیور رکھ کر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ وہ عجیب چکر میں پھنس گیا تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسا وقت بھی آ سکتا ہے۔ جب اسے عمران کے خلاف کام کرنا پڑے گا اور اسے اچھی طرح علم تھا کہ عمران کے ساتھ مقابلہ کتنا سخت ہو گا اور وہ قطعی اندھیرے میں تھا۔ اسے ذاتی طور پر کچھ علم نہیں تھا کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ یہ تو عمران ہی تھا جسے نجانے کہاں سے عین موقع پر سب کچھ معلوم ہو جاتا تھا۔ بہرحال اب کچھ کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اس نے ممبروں کو ہدایت دینے کے لئے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ گھنٹی بج گئی بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... اس نے مخصوص آواز میں کہا۔

"جولیا سپیکنگ باس"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ اس نے عمران کی ہدایت کے مطابق جولیا کو فوہاگ وغیرہ کی نگرانی کے لئے بھیجا تھا۔

"باس۔ میں فوہاگ اور اس کی سیکرٹری کی باقاعدہ نگرانی کر رہی ہوں۔ اس لئے میں نے کیپٹن شکیل کو بھی انگیج کر لیا تھا۔ فوہاگ ہوٹل چھوڑ کر لالہ زار کالونی کی کوٹھی نمبر تین سو تیرہ میں منتقل ہو گیا ہے۔ عمران ہی اسے ہوٹل سے اس کالونی میں لے گیا تھا۔ اس کی سیکرٹری موریا دارالحکومت میں موجود ایک سانی چیانگ سے ملی اور پھر موریا چیانگ کا تعاقب کرتی ہوئی سورج گنڈ روڈ کے بائیسویں میل سے نکلنے والی بائی روڈ پر موجود ایک ویران سے فارم پر پہنچی اور پھر وہاں سے واپس فوہاگ کے پاس آ گئی۔ کیپٹن شکیل نے موریا کی نگرانی کی تھی"...... جولیا نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا فوراً صفدر اور تنویر کو ہدایت دے دو کہ وہ اس فارم کی نگرانی کریں اور کسی قسم کی بھی مشکوک حرکت پر وہ مجھے فوراً رپورٹ دیں اور صدیقی اور نعمانی کو ہدایت دے دو کہ وہ کمرشل بلڈنگ کے فلور نمبر تین پر موجود سانیا انجینئرنگ کمپنی کے دفتر کی مکمل نگرانی کریں اور مجھے فوراً رپورٹ دیں۔ کیپٹن شکیل اور تم فوہاگ اور اس کی سیکرٹری کی نگرانی کرو اگر عمران ان لوگوں سے ملے تو کیپٹن شکیل کو عمران کی نگرانی پر لگا دینا"...... بلیک زیرو نے پوری تفصیل سے جولیا کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا آپ نے سر۔ عمران کی نگرانی پر"...... جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں عمران کی بھرپور نگرانی کرنی ہے۔مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ ملک دشمن غیر ملکی ایجنٹوں سے ساز باز کر رہا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ عمران کسی وقت مار آستین بن کر ہمیں ڈس لے"...... بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔عمران اور غیر ملکی ایجنٹوں سے ساز باز کر لے"...... جولیا نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔یقیناً بلیک زیرو کی بات پر اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا ہو گا۔

"جولیا جو میں کہہ رہا ہوں اس کی تعمیل کرو اور کسی بھی فرد کے متعلق خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔مجرم اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے نجانے کیا کیا حربے استعمال کرتے ہیں"...... بلیک زیرو نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"مگر جناب گستاخی معاف ہو سکتا ہے آپ کو اطلاع غلط ملی ہو اور کوئی ہو تو میں اس کے متعلق مشکوک ہو سکتی ہوں مگر عمران۔نہیں۔عمران کبھی غدار نہیں ہو سکتا ہے۔آپ کو یقیناً غلط فہمی ہو گی"۔جولیا نے جذبات کی شدت میں قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"جولیا اب تمہیں یہ جرأت بھی ہونے لگ گئی ہے کہ تم مجھ سے سخت لہجے میں بات کرو۔میری اطلاع غلط نہیں ہو سکتی اور جس وقت عمران کے متعلق مجھے ثبوت مل گیا۔میں اس کا سر کچل کر رکھ دوں گا۔غیر ملکی مجرموں کی نسبت ملکی غدار زیادہ خطرناک ہو سکتے

ہیں۔ایک بات اور نوٹ کر لو۔تم یا تمہارے کسی بھی ممبر نے عمران کو یہ اطلاع دی کہ میں اس کی طرف سے مشکوک ہو گیا ہوں۔تو میں اس کا سخت نوٹس لوں گا"...... بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں جولیا کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

"مم۔میں معافی چاہتی ہوں جناب۔آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"۔دوسری طرف سے جولیا کی بھنچی بھنچی سی آواز سنائی دی۔

"اوکے"...... بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔وہ جولیا کی ذہنی کیفیت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔

فوہاگ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور موریا اندر داخل ہوئی۔ اس نے جب فوہاگ کی یہ حالت دیکھی تو چونک پڑی۔

"کیا بات ہے باس خیریت ہے"۔ موریا کے لہجے میں تعجب تھا۔

"موریا ابھی نمبر تھری نے اطلاع دی ہے کہ عمران اور چیانگ دونوں فارم کے اندر گئے ہیں۔ وہ دونوں ایک ہی کار میں وہاں آئے تھے اور ان کا انداز بےحد دوستانہ تھا"۔ فوہاگ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو اس میں الجھن کی کیا بات ہے۔ ظاہر ہے عمران اپنے طور پر کام کر رہا ہے۔ چیانگ کے ساتھ فارم میں جانے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمیں ڈبل کراس کر رہا ہے"...... موریا نے عمران کی سائیڈ

لیتے ہوئے کہا۔

"موریا۔ تم عمران کو نہیں جانتی۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ کل ہی میں نے اپنے ملک کے ہیڈ کوارٹر سے اس کے متعلق رپورٹ منگوائی ہے۔ ان کی رپورٹ کے مطابق پوری دنیا میں اس وقت سب سے زیادہ خطرناک آدمی عمران گردانا جاتا ہے۔ جس کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ اس رپورٹ کے ملنے کے بعد میں سوچ رہا ہوں کہ عمران سے کنٹیکٹ کر کے کہیں میں نے غلطی تو نہیں کی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عین موقع پر وہ ہمیں دغا دے جائے اور ہم بے دست و پا ہو کر رہ جائیں"...... فوہاگ نے بدستور الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس اب جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ ہم عمران کی بھی مکمل نگرانی کریں اور جہاں ہمیں معلوم ہو جائے کہ وہ ہمیں ڈبل کراس کرنا چاہتا ہے۔ وہیں اس کا سر کچل دیں"۔ موریا نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں بلکہ اب میں تو یہاں تک سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ کیوں نہ وقت سے پہلے ہی ہم عمران کا کانٹا درمیان سے نکال پھینکیں رائفل یا ریوالور کی ایک گولی ہمیں اس دردسر سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دیگی"...... فوہاگ نے سخت لہجے میں کہا۔

"مگر باس آپ اچھی طرح سوچ لیجئے۔ ایک تو آپ کا پرانا دوست ہے دوسری بات یہ کہ اگر ہمارا وار ایک بار خالی چلا گیا تو پھر وہ ہمارا

دشمن ہو جائے گا اور اس طرح ہم تین طرف سے دشمنوں میں گھر جائیں گے۔ چیانگ۔ سیکرٹ سروس اور عمران"...... موریا نے فوہاگ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات ٹھیک ہے۔ ایسا ہے کہ ہم فی الحال عمران کی نگرانی کریں اور جب موقع ملے اس کا پتا صاف کر دیں"...... فوہاگ نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"باس مشن کے متعلق ایک نئی تجویز میرے ذہن میں آئی ہے۔ اگر ہم اس تجویز پر عمل کر لیں تو فائنل رپورٹ ہم بڑی آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں"...... موریا نے بھی مقابل کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا"...... فوہاگ نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"وہ یہ کہ کرتا دھرتا اصل میں چیانگ ہے۔ اگر چیانگ کی جگہ ہمارا کوئی آدمی لے لے تو ہم بآسانی وہ رپورٹ حاصل کر سکتے ہیں"۔ موریا نے بتلایا۔

"ہونہہ"...... فوہاگ نے کچھ سوچتے ہوئے ہنکارا بھرا پھر کافی دیر تک خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔

"باس اگر آپ کے ذہن میں یہ الجھن ہو کہ چیانگ سانی ہے۔ لہذا اس کا میک اپ ہم میں سے کوئی نہیں کر سکتا تو اس کا حل بھی میں نے سوچ لیا ہے۔ ہم ہیڈ کوارٹر سے بات کر کے حکومت سانیا میں کام کرنے والے اپنے کسی ایجنٹ کو جس کا قد وقامت چیانگ

سے ملتا جلتا ہو طلب کر لیں"...... موریا نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور فوہاگ موریا کو عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"موریا۔ تم میرے تصور سے بھی کہیں زیادہ ذہین ہو۔ واقعی تمہارے بات کرنے پر میں اس مسئلے کے متعلق سوچ رہا تھا، مگر یہ تجویز میرے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی جو تم نے بتلائی ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو تمام مسئلہ ہی حل ہو جائے"...... فوہاگ نے کہا۔

"تعریف کا شکریہ باس۔ بہرحال اگر آپ کو میری تجویز پسند آئی ہے تو آپ آج ہی ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کر کے ان سے فائنل کر لیں تاکہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے یہ کام ہو جائے"...... موریا نے کہا۔

"وہ تو میں آج ہی کر لوں گا۔ تم ایسا کرو کہ خود ہی عمران کی نگرانی شروع کر دو کیونکہ عمران کی ذہانت کے مقابلے میں تم ہی کھڑی ہو سکتی ہو۔ کسی اور آدمی کو مقرر کیا تو وہ مار کھا جائے گا"۔ فوہاگ نے جواب دیا۔

"جیسے آپ حکم کریں"...... موریا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے عمران فارم کے اندر گیا ہے۔ تم ابھی پہنچ جاؤ اور جب عمران وہاں سے نکلے تو اس کی باقاعدہ نگرانی شروع کر دو اور کوشش کرنا کہ اس کی کوئی سرگرمی تمہاری نظروں سے اوجھل نہ رہنے پائے"...... فوہاگ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ عمران مجھ سے نہیں بھاگ سکتا۔ میں اس کی پرچھائیں بن جاؤں گی"...... موریا نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"وہ مجھے علم ہے۔ جس کے پیچھے ایک دفعہ تم پڑ جاؤ اسے جان بچانی مشکل ہو جاتی ہے"...... فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور موریا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا مجھے اجازت میں تیار ہو کر فارم جاتی ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ عمران وہاں سے نکل جائے اور پھر اسے تلاش کرنا پڑے"...... موریا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ اگر کوئی ایمرجنسی ہو جائے تو مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کر لینا"...... فوہاگ نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور موریا اشارے میں سر ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے باہر جانے کے بعد فوہاگ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے لانگ رینج ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور ہیڈ کوارٹر کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔

آہنی کمرے سے نکل کر چیانگ اور عمران ایک راہداری کو کراس کرتے ہوئے ایک کافی بڑے کمرے میں آ گئے۔ یہ کمرہ باقاعدہ آفس کے طور پر سجایا گیا تھا اور عمران کی تیز نظروں نے جو بات پہلی ہی نظر میں تاڑ لی تھی وہ یہ کہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی آفس ٹیبل موجود تھی۔ جس کے سامنے کے رخ پر پانچ کرسیاں تھیں اور پشت پر بڑی موونگ چیئر۔

"بیٹھو پرنس"...... چیانگ نے ان پانچ کرسیوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود وہ موونگ چیئر کی طرف بڑھ گیا۔ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور دوسرے لمحے آفس کے دروازے پر وہی طویل القامت سانی کسی بھوت کی طرح نمودار ہو گیا۔ جو اس آہنی کمرے میں کافی لے کر آیا تھا۔ چیانگ نے سانی زبان میں اسے کھانے پینے کی چیزوں اور دو

آدمیوں کے لئے کافی کا آرڈر دیا اور وہ مؤدبانہ انداز میں سر ہلا کر واپس چلا گیا۔

"پرنس تمہاری صلاحیتوں نے مجھے حیرت زدہ کر دیا ہے۔ میں ابھی تک اس الجھن میں ہوں کہ تم نے اس کسان کو کس طرح پہچان لیا کہ وہ غیر ملکی ہے"...... چیانگ نے اشتیاق آمیز لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"شرلاک ہومز بنانے پر تلے ہوئے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر آپ نہ بتلانا چاہیں تو آپ کی مرضی۔ میں تو صرف اپنے اشتیاق کی بنا پر پوچھنا چاہتا تھا"...... چیانگ نے شاید عمران کی بات کو طنز سمجھا تھا۔

"ارے بھائی تم اتنی جلدی کیوں روٹھ جاتے ہو۔ ایسی کوئی خاص بات تو نہیں تھی اس کی آنکھیں نیلی تھیں اور یہاں کے مقامی کسانوں کی آنکھیں نیلی نہیں ہوتیں۔ ہاتھوں پر گو مٹی لگی ہوئی تھی مگر ایک مزدور اور ایک جاسوس کے ہاتھوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ گلے کے آخری حصے پر جہاں سے قمیض کا کالر شروع ہو رہا تھا۔ وہاں ایک سفید سی لکیر تھی جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہاں تک میک اپ کیا گیا ہے اور اس کے نیچے اس کا اصل رنگ شروع ہو گیا"...... عمران نے واقعی شرلاک ہومز کی طرح تفصیلات بتلانا شروع کر دیں۔

"بس بس۔ کافی ہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے ذہنی طور پر بے حد برتر ہیں"...... چیانگ نے جھینپتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور وہی طویل القامت سانی ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر خورد و نوش کا کافی سے زیادہ سامان موجود تھا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں تمام سامان میز پر رکھا اور پھر ٹرالی لے کر دروازہ سے باہر نکل گیا۔

"لیجئے صاحب اب تو آپ کا شکوہ دور ہو جائے گا"...... چیانگ نے خورد و نوش کے سامان سے بھری ہوئی میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمران سے کہا۔

عمران نے ایک نظر میز پر ڈالی اور پھر بڑی بے نیازی سے کمرے کی دیوار کو دیکھنے لگا۔

"لیجئے جناب شروع کیجئے"...... چیانگ نے اسے یوں خاموش بیٹھے دیکھ کر کہا۔

"سوری۔ مجھے بھوک نہیں ہے اور پھر میں زیادہ کھاتا بھی نہیں۔ میں تو اس قول پر ایمان رکھتا ہوں کہ زیادہ کھانے والا ذہنی طور پر ڈفر ہوتا ہے"...... عمران نے چیانگ کو سمجھاتے ہوئے کہا اور چیانگ عمران کو یوں دیکھنے لگا کہ جیسے دنیا کے آٹھویں عجوبے کو دیکھ رہا ہو۔ عمران نے دوستی کی یہی شرط رکھی تھی کہ اس کی دل کھول کر خاطر مدارت کی جائے اور جب چیانگ نے اس کی شرط پوری کی تو عمران نے الٹا قول سنانے شروع کر دیئے اور پھر چیانگ

نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنی حیرت پر قابو پالیا اور میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے طویل القامت سانی اندر داخل ہوا۔

"یہ سب سامان لے جاؤ"...... چیانگ نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا اور طویل القامت سانی نے چونک کر سامان کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت ٹپکنے لگی۔ مگر اس نے اس کا زبان سے اظہار نہ کیا اور بڑی خاموشی سے تمام سامان سمیٹ کر قریب موجود ٹرالی پر رکھا اور ٹرالی دھکیلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

"پرنس تم اپنی نوعیت کے واحد آدمی ہو۔ میں تم سے بے حد متاثر ہوا ہوں تمہاری طرف مکمل اور قطعی دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی جواب میں ایسا کرو گے"۔ چیانگ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے نرم لہجے میں کہا اور ساتھ ہی مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ عمران کی طرف بڑھایا۔

"معاف کرنا چیانگ میں دوستی کا صرف ہاتھ لے کر کیا کروں گا۔ کیا میں اسے شہد لگا کر چاٹوں گا۔ اگر بڑھانا ہی ہے تو دوستی کا تمام جسم بڑھاؤ تاکہ میں بھی سمجھوں کہ تم مکمل اور قطعی دوستی چاہتے ہو اور دوسری بات یہ کہ میں مصافحے کا قائل نہیں ہوں۔ ہو سکتا ہے تمہارے ہاتھ پر کوئی خطرناک جراثیم چمٹے ہوتے ہوں جو میرے ہاتھ پر منتقل ہو جائیں۔ چنانچہ ویری سوری"...... عمران نے بڑے سنجیدہ

لہجے میں جواب دیا اور چیانگ نے جھینپ کر مصافحہ کے لئے بڑھا ہوا ہاتھ واپس کھینچ لیا اور اب وہ خاموش بیٹھا تھا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ آخر وہ اس پرنس کو کس طرح ڈیل کرے اس کی تمام صلاحیتیں پرنس کے مقابلے میں کند ہو کر رہ گئی تھیں۔ آخر عمران کو اس کی حالت پر رحم آگیا۔ چنانچہ اس نے انتہائی سنجیدگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنو چیانگ۔ اگر تمہارے دل میں یہ شک ہے کہ میں کوئی پیشہ ور جاسوس ہوں اور تمہیں ڈبل کراس کرنا چاہتا ہوں۔ تو یہ غلط فہمی دل سے نکال دو۔ تم اس ملک میں جو کچھ کر رہے ہو میرے ملک کے فائدے میں ہے اور میرا تمام زندگی صرف اپنے ملک کے عوام کی خدمت ہی مشن رہا ہے۔ میں اپنے ملک کے مفاد کے خلاف اٹھنے والے ہر قدم کے سامنے ہمیشہ دیوار بن کر کھڑا ہو جاتا ہوں۔ اپنے ملک کے خلاف ہر انگلی کو توڑ دینا میری زندگی کا مشن ہے۔ چنانچہ مجھے جیسے ہی معلوم ہوا کہ میرے ملک کے خلاف سازش ہو رہی ہے اور کچھ ملک ایسے ہیں جو یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے ملک میں سے تیل نکلے۔ چنانچہ وہ تمہاری فائنل رپورٹ اڑانا چاہتے ہیں۔ رپورٹ ملنے کے بعد ظاہر ہے وہ کوشش کریں گے کہ تمہیں اور اس پوائنٹ پر کام کرنے والے دیگر انجینئروں کو قتل کر دیں اور اس طرح وہ پوائنٹ تمہاری حکومت اور ہماری حکومت کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے چھپ جائے۔ جیسے ہی مجھے اس بات کا علم ہوا۔ میں

فوراً تم سے ٹکرایا اور تم میرے دوستانہ تعلقات کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہو کہ میں نے تمارے خلاف ابھی تک کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ ورنہ میں بڑی آسانی سے کم سے کم تمہارے اس خفیہ دفتر کو بھی تباہ کر سکتا تھا اور تمہیں بھی ختم کر سکتا تھا۔ تمہیں یہ بات خود سوچ لینی چاہئے تھی کہ میں جو اتنے اطمینان اور اعتماد سے تمہارے ساتھ اکیلا یہاں آگیا ہوں تو مجھ میں کچھ صلاحیتیں ہیں۔ ورنہ کون دشمن کے گھر اس طرح جاتا ہے۔ چنانچہ تمہارے لئے بہتری اسی میں ہے کہ تم میری فکر چھوڑ کر اپنی فائنل رپورٹ کی حفاظت کی فکر کرو"...... عمران نے اسے اطمینان اور اعتماد سے تمام تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میں تم پر اعتماد کر لوں مگر میں یہاں پر اکیلا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ میں بنیادی طور پر انجینئر ہوں جاسوس نہیں اس لئے اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا میں اپنے ملک سے بات کروں اور وہاں سے جاسوس منگواؤں جو میری رپورٹ کی حفاظت کریں"...... چیانگ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میری بات سنو۔ تمہیں اتنے تردد کی ضرورت نہیں۔ تم صرف اتنا کرو کہ اپنے ملک کو رپورٹ دے کر ان کو زور دو کہ وہ پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے بات کر کے پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو تمہاری اور رپورٹ کی حفاظت پر مامور کر دیں۔ اگر ایک

بار ایکسٹو تمہاری مدد کے لئے میدان میں اتر آیا تو پھر یقین رکھو کہ پوری دنیا کے جاسوس بھی اگر مل کر زور لگالیں تو تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے"...... عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"یہ بات ہے تو میں آج ہی اپنے ملک سے بات چیت کرتا ہوں مگر اب تمہارا کیا پروگرام ہے"...... چیانگ نے عمران سے پوچھا۔

"میرا پروگرام کیا ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں ان غیر ملکی عناصر کی ٹوہ میں ہوں میں حتی الوسع کوشش کروں گا کہ ان کو تمہارے تک نہ پہنچنے دوں۔ بفرض محال کوئی جاسوس تم تک پہنچنے میں کامیاب ہو بھی گیا تو میں تمہارے کندھے سے کندھا جوڑ کر اس سے لڑوں گا"...... عمران نے انتہائی پراعتماد لہجے میں کہا اور عمران کی بات سن کر چیانگ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر سے کوئی بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

"ٹھیک ہے میں تمہیں باہر بھیج دیتا ہوں۔ تم جب بھی مجھ بات کرنا چاہو لانگ رینج فریکوئنسی سیون پر چیانگ کا نام لے کر بات کر سکتے ہو"...... چیانگ نے کہا اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دروازہ کھلا اور ایک مسلح سائی اندر داخل ہوا۔

"کیا رپورٹ ہے چی شنگ"...... چیانگ نے چونک کر پوچھا۔

"باس اس غیر ملکی نے خودکشی کر لی ہے۔ اس کے دانت میں زہریلا کیپسول تھا"...... چی شنگ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ اس آدمی سے خاص معلومات مل

جاتیں"...... چیانگ نے تشویش سے پر لہجے میں کہا۔

"ان چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کی پرواہ نہ کیا کرو چیانگ۔ بڑے مجرم نگرانی کرنے والوں کو اپنے راز کبھی نہیں دیا کرتے"...... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے"...... چیانگ نے جواب دیا اور پھر اس ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چی شنگ۔ پرنس کو فارم سے باہر چھوڑ آؤ"...... چیانگ نے چی شنگ کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا بائی بائی۔ تم ہیڈ کوارٹر ضرور بات کرو باقی میں سنبھال لوں گا"...... عمران نے چلتے وقت اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر چی شنگ کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد چیانگ نے تیزی سے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا مائیک نکال کر اس کا بٹن آن کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"چی گورا۔ پرنس باہر جا رہا ہے تم اس کا تعاقب کرو اور اس کی مصروفیات کے متعلق مجھے مکمل رپورٹ دو۔ نگرانی انتہائی احتیاط سے کرنا۔ یہ آدمی بظاہر جتنا احمق نظر آتا ہے اتنا ہی خطرناک ہے"...... چیانگ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ چی گورا آپ کو مایوس نہیں کرے گا"۔ دوسری طرف سے چی گورا نے انتہائی بااعتماد لہجے میں جواب دیا اور چیانگ نے بٹن آف کر کے مائیک دوبارہ دراز میں ڈال دیا۔

موریا بلوگن میک اپ کر کے کوٹھی سے باہر نکلی تو اس کی کار کا رخ فارم کی طرف تھا اس کی کار سڑک پر تیز رفتاری کا ریکارڈ قائم کرتی جا رہی تھی۔ جب وہ سورج کنڈ روڈ کے بائیسویں میل پر پہنچی جہاں سے بائی روڈ جا رہی تھی تو اس نے اپنی کار ایک سائیڈ میں درخت کے نیچے روکی اور خود کار سے نکل کر درخت کے پیچھے تنے کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا لاکٹ نکال لیا۔ لاکٹ کی سطح کو اس نے اپنی انگلی سے مخصوص انداز میں دبایا۔ دوسرے لمحے لاکٹ درمیان سے کھل گیا اور اس کے ساتھ ہی لاکٹ میں سے مکھی کی بھنبھناہٹ جیسی آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو۔ ہیلو ریڈ کیٹ سپیکنگ۔ اوور"...... موریا نے دبے دبے لہجے میں بولنا شروع کر دیا۔ ویسے اس کی تیز نظریں اس بائی روڈ کے

سرے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے دو تین بار یہ فقرہ دہرایا تو دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دینے لگی۔

"یس براؤن سپیکنگ اوور"۔ براؤن نے کہا۔

"براؤن۔ چیف باس کہاں ہیں۔ اوور"...... موریا نے سوال کیا۔

"وہ آج ہیڈ کوارٹر نہیں آئے۔ اوور"...... براؤن نے جواب دیا۔ ویسے اس کا لہجہ مؤدبانہ ہی تھا۔

"اچھا چیف باس کو پیغام دے دو کہ ہمارا مشن تیزی سے کامیابی کے قریب آتا چلا جا رہا ہے میں جلد ہی انہیں خوشخبری سناؤں گی۔ اوور"...... موریا نے جواب دیا۔

"بہتر میں ابھی آپ کا پیغام انہیں پہنچا دیتا ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے براؤن کی آواز سنائی دی۔

"اوور اینڈ آل"...... موریا نے مؤدبانہ جواب دیا اور پھر لاکٹ بند کر کے اسے دوبارہ گریبان میں ڈال دیا۔ اسی لمحے اس نے دیکھا کہ ایک سرخ رنگ کی کار بائی روڈ کے سرے پر ابھری اور پھر تیزی سے بائیں طرف مڑ کر آگے بڑھ گئی۔ موریا کی تیز نظروں نے سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے عمران کو ایک نظر میں ہی دیکھ لیا۔ چنانچہ وہ تیزی سے درخت کی اوٹ سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھنے لگی۔ مگر دوسرے لمحے وہ دوبارہ ٹھٹھک کر رہ گئی کیونکہ اس نے بائی روڈ کے سرے سے ایک موٹر سائیکل سوار کو تیزی سے نکلتے دیکھا۔ موٹر سائیکل

سوار بھی اسی طرف مڑ گیا جدھر عمران کی کار گئی تھی۔ موریا نے دیکھا کہ موٹر سائیکل سوار ایک قوی ہیکل ساتھی تھا۔ موریا نے ایک دو لمحے اور انتظار کیا مگر جب اور کوئی نہ آیا تو وہ تیزی سے کار کی طرف بڑھ گئی اور اس کے سٹیرنگ پر بیٹھتے ہی کار کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے بڑھ گئی۔ وہ بڑے اطمینان سے عمران اور اس کے تعاقب میں جانے والے ساتھی کا تعاقب کر رہی تھی۔ مگر اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کے جاتے ہی اس سے دو فرلانگ پیچھے ایک اور کار بھی درخت کی اوٹ سے نکل کر اس کے تعاقب میں چل دی تھی۔ اس کار میں کیپٹن شکیل تھا جو موریا کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آیا تھا۔ موریا عمران کے تعاقب میں چلتی ہوئی سورج کنڈ روڈ سے سرکلر روڈ پر آ گئی اور پھر وہاں سے اس کا رخ شادمان کالونی کی طرف ہو گیا کیونکہ عمران کی کار شادمان کالونی میں داخل ہو گئی تھا اور پھر اس نے دیکھا کہ عمران کی کار شادمان کالونی کی ایک کوٹھی میں مڑ گئی۔ موٹر سائیکل سوار ساتھی جو یقیناً چی گورا تھا۔ عمران کے کوٹھی میں داخل ہوتے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے موٹر سائیکل ایک بلاک آگے ریسٹورنٹ کے دروازے پر روک دی مگر موریا نے کار اس کوٹھی کی سائیڈ میں جانے والی ایک چھوٹی سڑک پر موڑ دی اور پھر وہ راؤنڈ کاٹتی ہوئی اس کوٹھی کے عقب میں آ گئی۔ اس کا پروگرام یہ تھا کہ وہ پشت سے راؤنڈ لگاتی ہوئی دوسری سائیڈ سے مڑ کر اس ریسٹورنٹ کے قریب کار روکے گی تاکہ ساتھی اس پر

شک نہ کر سکے مگر کوٹھی کی بیک میں مڑتے ہی اسے ایک زوردار ذہنی جھٹکا لگا کیونکہ اس نے عمران کی کار کو بیک ڈور سے نکل کر بائیں طرف مڑتے دیکھ لیا تھا۔ موریا عمران کی چالاکی کی دل ہی دل میں قائل ہو گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ عمران نے صرف سائی موٹر سائیکل سوار کو اپنے تعاقب سے جھٹکنے کے لئے یہ چکر چلایا ہے اور اگر اتفاق سے وہ کوٹھی کی بیک سائیڈ پر نہ آتی تو عمران کے انتظار میں ہی سڑک پر سوکھتی رہتی۔ عمران کی کار چوک سے مڑ کر مین روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ موریا خاصا فاصلہ دے کر اس کا تعاقب کر رہی تھی کہ اچانک عمران نے کار روک لی اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ موریا کی کار چونکہ خاصی تیز رفتاری سے آ رہی تھی اس لئے جلد ہی وہ عمران کے قریب پہنچ گئی۔ جیسے ہی وہ عمران کے قریب پہنچی عمران نے انگوٹھا دکھا کر اس سے لفٹ مانگی اور موریا نے کار اس کے قریب روکتے ہوئے کھڑکی سے سر نکال کر اس سے پوچھا۔

"آپ کو کہاں جانا ہے"۔۔۔ اسے مکمل اطمینان تھا کہ عمران اسے میک اپ میں نہیں پہچان سکے گا۔

"لالہ زار کالونی"۔۔۔۔۔ عمران نے پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے بڑے اطمینان سے کہا اور اس سے پہلے کہ موریا کوئی جواب دیتی عمران اندر بیٹھ چکا تھا۔

"مگر میں لالہ زار کالونی کی طرف نہیں جا رہی"۔۔۔۔۔ موریا نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو جہاں آپ جا رہی ہیں وہیں میں چلا جاتا ہوں"۔ عمران نے پہلے سے بھی زیادہ اطمینان سے جواب دیا۔ موریا چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ ابھی اس کی کار نے چند گز ہی آگے بڑھی ہو گی کہ پیچھے سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"سنو موریا۔ فوہاگ کو کہہ دینا کہ میں نے چیانگ سے دوستی گانٹھ کر اپنے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ اب میں بڑے اطمینان سے چیانگ کو کور کر سکتا ہوں۔ جب بھی مجھے پتہ چلا کہ فائنل رپورٹ چیانگ کے پاس پہنچ گئی ہے۔ میں اسے اطلاع دے دوں گا اور ہم عین موقع پر چھاپہ مار کر وہ رپورٹ چیانگ سے حاصل کر لیں گے"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے اطمینان سے موریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کون ہے موریا اور فوہاگ کون ہے کیا تم پاگل ہو"۔۔۔۔۔ موریا نے اچانک کار کو بریک لگاتے ہوئے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یقین کرو موریا۔ جب سے تمہیں دیکھا ہے مجھے خود احساس ہو رہا ہے کہ میں پاگل ہو گیا ہوں۔ نجانے تم میں کیا بات ہے کہ مجھے رات کو نیند بھی نہیں آتی"۔۔۔۔۔ عمران نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو"۔۔۔۔۔ موریا نے جھلاتے ہوئے

کہا۔

"وقت ضائع نہ کرو اور سیدھی فوہاگ کے پاس چلی جاؤ۔ تمہارا یہ بچگانہ سا میک اپ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا۔ عاشق تو محبوب کو سات پردوں میں پہچان لیتا ہے تم نے تو میک اپ کی ہلکی سی تہہ چڑھائی ہوئی ہے اور سنو میرا تعاقب کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم جب بھی مجھے یاد کرو گی میں خود ہی وہاں پہنچ جاؤں گا"...... عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا اور بڑے اطمینان سے واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا اور موریا حیرت سے اسے واپس جاتا دیکھتی رہی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ عمران اسے اتنی آسانی سے پہچان لے گا۔ ظاہر ہے اب اس کا تعاقب کرنا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ عمران نے اپنی کار سٹارٹ کر کے بیک کی اور پھر کھڑکی سے سر نکال کر موریا کو ہاتھ ہلا کر سلام کرتے ہوئے وہ تیزی سے دوسری طرف بڑھ گیا۔ موریا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنی کار آگے بڑھا دی۔ اب وہ کسی اور میک اپ میں عمران سے ٹکرانا چاہتی تھی اب واقعی اس کا ارادہ لالہ زار کالونی ہی جانے کا بن گیا تھا اور کار چلاتے ہوئے وہ مسلسل عمران کے متعلق ہی سوچ رہی تھی۔ پھر جیسے ہی اس کی کار ابدالی روڈ کے چوک سے وائیں طرف مڑی۔ اس کی نظریں بیک مرر پر پڑیں اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑی کیونکہ اس نے چوک سے سلیٹی رنگ کی ایک چھوٹی سی کار کو بھی اپنی طرف مڑتے ہوئے دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ اس کا تعاقب ہو رہا ہے۔ عمران

کی جھلاہٹ تو پہلے ہی اس کے ذہن میں سوار تھی۔ چنانچہ اب اپنا تعاقب ہوتے دیکھ کر اس کا ذہن گھوم ہی گیا۔ اس نے تعاقب کرنے والے کو اس دنیا سے رخصت کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ چنانچہ اس نے اپنی کار کا رخ مضافات کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دیا اور ساتھ ہی اس کی سپیڈ بھی انتہائی ممکن حد تک بڑھا دی۔ مضافاتی روڈ کے دونوں طرف درختوں کا گھنا ذخیرہ دور تک چلا گیا تھا۔ چنانچہ موریا نے تعاقب کرنے والے سے نپٹنے کے لئے اس جگہ کا انتخاب کیا تھا اور پھر جلد ہی اس نے موڑ پر کار درختوں کے گھنے ذخیرے میں داخل کر دی اور پھر کار کو اس نے درختوں میں روک کر اپنی سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک مشین گن نکالی اور دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ مشین گن ہاتھ میں پکڑے ہوئے بھاگتی ہوئی درخت کے پاس پہنچی اور پھر اس کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی۔ سفید رنگ کی کار جس میں کیپٹن شکیل تھا۔ ابھی تک اس روڈ کے قریب نہیں پہنچی تھی۔ موریا کی انگلی مشین گن کے ٹریگر پر بڑی بے قرار ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں وحشت کی چمک تھی مگر سلیٹی رنگ کی کار ابھی تک موڑ تک نہ پہنچی تھی۔ موریا سوچنے لگی کہ سلیٹی رنگ کی کار جتنے فاصلے پر تھی۔ اس لحاظ سے اسے اب تک پہنچ جانا چاہئے تھا۔ ابھی وہ کشمکش میں تھی کہ کیا کرے۔ اچانک موڑ سے اسے کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر آتی ہوئی دکھائی دی۔ موریا نے کار کو دیکھتے ہی اس پر مشین گن کا فائر کھول دیا اور پھر گولیوں کی بارش

نے کار کی سکرین اور سائیڈ شیشوں اور ٹائروں کے پرخچے اڑا دیئے اور کار ایک جھٹکا کھا کر مڑی اور ایک درخت کے تنے سے ایک زور دار دھماکے سے ٹکرا کر الٹ گئی۔ موریا زہریلے انداز میں مسکرا دی کیونکہ اس پوزیشن میں کار چلانے والے کا بچ جانا قطعی ناممکن تھا۔ چنانچہ کار کے الٹتے ہی اس نے فائرنگ بند کی اور الٹی ہوئی کار کی طرف تیزی سے بھاگنے لگی۔ کار کے قریب پہنچ کر اس نے جب اس کے اندر جھانکا تو دوسرے لمحے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ آنکھیں خوف اور حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ کار قطعی خالی تھی اور کار کا سٹیرنگ ایک پتلی سی ڈوری سے سیٹ کے ہک کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ موریا چند لمحوں تک تو حیرت کی شدت سے بت بنی کھڑی رہی مگر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور تیزی سے واپس مڑی کیونکہ کار میں آگ بھڑک اٹھی تھی اور کسی بھی لمحے کار کی پٹرول ٹینکی پھٹ سکتی تھی۔ وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی اپنی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

فوہاگ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو میک اپ کی وجہ سے اپنا حلیہ تبدیل کر چکا تھا۔ اب وہ غیر ملکی کی بجائے مقامی باشندہ معلوم ہو رہا تھا۔ فوہاگ نے ایک الماری کھول کر اس میں سے کاغذات کا ایک پلندہ نکالا اور کوٹ کی خفیہ جیب میں ڈالتا ہوا وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ سامنے لان میں آیا اور پھر وہ گیراج کی طرف بڑھنے لگا مگر اچانک کچھ سوچ کر وہ ایک لمحہ کے لئے ٹھٹکا اور پھر مڑ کر سیدھا گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ گیٹ کے قریب پہنچ کر وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا بائیں کونے میں آیا اور پھر دوسرے لمحے اس نے بائیں کونے کی دیوار میں موجود ایک کافی بڑے سوراخ سے اپنی آنکھ لگا لی۔ یہ سوراخ دیوار سے ایک اینٹ نکلنے کی وجہ سے بنا تھا اور یہ سوراخ

ایسی جگہ پر تھا جہاں سے سامنے والی تمام سڑک کو آسانی سے چیک کیا جا سکتا تھا۔ فوہاگ سوراخ سے سڑک کا جائزہ لیتا رہا اور پھر اس کی نظریں کوٹھی سے تھوڑی دور ایک ریسٹورنٹ کے دروازے پر کھڑی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی کار پر جم گئیں۔ جس کے سٹیرنگ پر ایک غیر ملکی لڑکی بیٹھی ہوئی کوئی رسالہ دیکھ رہی تھی۔ فوہاگ کے چونکنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ لڑکی رسالہ پڑھتے پڑھتے بار بار چور نظروں سے فوہاگ کی کوٹھی کے پھاٹک کا جائزہ بھی لے رہی تھی۔ فوہاگ کافی دیر تک اسے چیک کرتا رہا اور چند لمحوں بعد اسے یقین ہو گیا کہ یہ لڑکی واقعی اس کی نگرانی کر رہی ہے اور کے لبوں پر ایک زہریلی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ تیزی سے مڑا اور پھر اس نے گیٹ کے قریب آ کر اس کا بڑا کنڈہ کھولا اور دوبارہ کوٹھی کی طرف مڑ گیا۔ اب وہ تیز تیز چلنے کی بجائے بھاگ رہا تھا۔ عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی کی پچھلی دیوار کی طرف بڑھ گیا کوٹھی کی دیوار کافی چھوٹی تھی اس لئے وہ بڑی آسانی سے پچھلی دیوار کو پھاند کر کوٹھی سے باہر آ گیا اور پھر دو کوٹھیاں اور کراس کر کے وہ ایک چھوٹی سی سڑک کے ذریعے مین روڈ پر آ گیا۔ جہاں سے وہ ریسٹورنٹ قریب تھا۔ جس کے سامنے سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ سڑک پر آ کر وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا سیاہ رنگ کی کار کی طرف بڑھا اور پھر دوسری سائیڈ سے گھومتا ہوا وہ کار کے پچھلے دروازے کے قریب پہنچا اور ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے وہ

کار کی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ غیر ملکی لڑکی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ مگر فوہاگ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اس کے پہلو میں جم چکا تھا۔

"لڑکی۔ خاموشی سے کار چلاؤ ورنہ"...... فوہاگ نے ریوالور کی نال کو اس کے پہلو میں چبھوتے ہوئے دھمکی دی۔

"تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو"...... لڑکی نے قدرے خوفزدہ ہو کر پوچھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں اس کی تعمیل کرو۔ یہ ریوالور بے آواز ہے"۔ فوہاگ کے لہجہ میں شدید غراہٹ تھی۔ لڑکی جو یقیناً جولیا تھی چند لمحے حیرت سے فوہاگ کو دیکھتی رہی پھر اس نے کار سٹارٹ کر دی۔

"اسے موڑ کر سامنے والی کوٹھی کے پھاٹک میں لے چلو پھاٹک کھلا ہے"...... فوہاگ نے دوسرا حکم دیا اور جولیا نے خاموشی سے کار کا رخ کوٹھی کے پھاٹک کی طرف کر دیا۔ کار کا اگلا حصہ جب پھاٹک سے ٹکرایا تو پھاٹک کھلتا چلا گیا اور جولیا کار آگے بڑھائے لے گئی۔ جب کار پورچ میں پہنچی تو فوہاگ نے اچانک ریوالوار کا دستہ جولیا کی کنپٹی پر زور سے مارا اور خود پیر بڑھا کر بریک پر رکھ دیا ادھر کار رکی ادھر جولیا بے ہوش ہو کر اس کے ہاتھوں میں جھول گئی۔ فوہاگ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر اس نے جولیا کو گھسیٹ کر کار سے باہر کھینچ لیا اور اسے کاندھے پر اٹھائے ہوئے عمارت کے اندر بڑھتا چلا گیا۔ ایک چھوٹے سے کمرے میں اس نے پلنگ پر جولیا کو

لٹایا اور پھر اس کی جامہ تلاشی لینی شروع کر دی۔ اس نے اس کے ہاتھوں میں بندھی ہوئی گھڑی گلے میں موجود لاکٹ اور دیگر چیزیں جن میں ایک چھوٹا سا پسٹل بھی شامل تھا نکال لیا۔ جب اس کی تسلی ہو گئی کہ اب جولیا کے پاس ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ جو کسی بھی صورت میں ضرر رساں ثابت ہو سکتی ہے تو اس نے کمرے سے باہر آکر دروازہ لاک کیا اور پھر جیب سے ایک سادہ کارڈ نکال کر موریا کے لئے ہدایت لکھی اور کارڈ ہینڈل میں پھنسا کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جولیا سے حاصل شدہ چیزیں اور پسٹل اس نے ایک لوہے کی الماری میں رکھا اور خود عمارت سے باہر آگیا۔ گیراج سے اس نے اپنی کار نکالی اور جولیا کی کار کو اس نے گیراج میں بند کر دیا اور پھر اپنی کار میں وہ بیٹھ کر کوٹھی سے باہر آگیا۔ اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑنے لگی۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل ڈرائیونگ کے بعد اس نے سورج کنڈ روڈ کے بائیسویں میل پر اپنی کار ایک درخت کی اوٹ میں روکی اور پھر خود باہر نکل آیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر سامنے کھیتوں میں گھستا چلا گیا اور بڑی احتیاط سے کھیتوں کے درمیان میں چلتا ہو فارم کی طرف بڑھنے لگا۔ فارم کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا اور بڑی احتیاط سے فارم کا جائزہ لینے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ فارم کے نیچے تہہ خانے میں جانے کا راستہ برآمدے میں سے ہے اور ظاہر ہے۔ وہاں کوئی نہ کوئی پہرے دار ضرور چھپا ہو گا۔ اس لئے کسی کی نظروں میں

آئے بغیر جانا ناممکن ہے۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا پھر وہ واپس مڑا اور دوبارہ سڑک کی طرف جانے لگا۔ سڑک پر پہنچ کر وہ اپنی کار کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے کار سٹارٹ کر کے اسے فارم کی طرف جانے والی بائی روڈ پر ڈال دیا۔ اس کی کار بڑی آہستہ رفتار میں چلتی ہوئی فارم کے گیٹ پر پہنچی مگر فوہاگ کار فارم کے باہر روکنے کی بجائے اسے اندر لیتا چلا گیا۔ فارم کے برآمدے میں کار روک کر وہ بڑی اطمینان بھری نظروں سے فارم کا جائزہ لینے لگا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہ برآمدے میں آیا اور پھر برآمدے سے ہوتا ہوا وہ فارم کے شکستہ ہال کی طرف بڑھنے لگا۔ گو وہ بظاہر بے حد مطمئن نظر آ رہا تھا۔ مگر ذہنی طور پر وہ بے حد چوکنا تھا۔ مگر ابھی تک اسے ارد گرد کوئی پہریدار نظر نہیں آ رہا تھا۔ مگر جیسے ہی اس نے ہال میں داخل ہونے کے لئے اندر قدم بڑھائے۔ اچانک اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اس کے سر پر ایک ضرب پڑی اور فوہاگ کی آنکھوں کے سامنے سیاہ چادر کھینچتی چلی گئی اور وہ بے ہوش ہو کر وہیں دروازہ میں گر پڑا اس کے نیچے گرتے ہی مختلف کونوں اور دروازے کے اوپر سے چار مسلح ساتھی کود کر نیچے آگئے۔ ان میں سے ایک نے فوہاگ کا ہاتھ پکڑ کر اس کی نبض دیکھی اور پھر دوسروں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"یہ بیہوش ہو چکا ہے۔ اسے فوراً باس کے پاس لے جاؤ۔ میں اس کی کار خفیہ گیراج میں پہنچاتا ہوں"...... ایک آدمی نے فوہاگ

کو اٹھا کر اپنے کندھے پر لادا اور پھر لفٹ کے ذریعہ وہ نیچے اترتا چلا گیا۔ دو اور مسلح سائی بھی اس کے ساتھ تھے۔ جلد ہی وہ چیانگ کے سامنے پہنچ گئے۔ انہوں نے فوہاگ کو اس کے سامنے فرش پر ڈال دیا اور مؤدبانہ انداز میں اس کی آمد کے متعلق رپورٹ دینے لگے۔

"اس کا میک اپ چیک کرو"...... چیانگ نے غور سے فوہاگ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا حکم ملتے ہی ایک آدمی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک تولیہ اور ایمونیا کی بوتل تھی اس نے امونیا سے فوہاگ کا چہرہ دھویا اور پھر اسے تولیے سے رگڑنے لگا۔ فوہاگ کا میک اپ تو نہیں اترا۔ البتہ فوہاگ خود ہوش میں آگیا۔ ہوش میں آتے ہی وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے گرد کھڑے مسلح افراد نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں اس پر تان دیں۔

"کون ہو تم اور میں کہاں ہوں"...... فوہاگ نے حیرت زدہ لہجے میں اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا

"تم کون ہو اور اس فارم میں کیوں آئے تھے"...... چیانگ چند لمحے بغور فوہاگ کو دیکھتا رہا پھر اس نے قدرے نرم لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فارم میں۔ تو کیا یہ فارم ہے مگر مجھے بے ہوش کیوں کیا گیا اور تم کون لوگ ہو"۔ اس بار فوہاگ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا

"جو میں پوچھ رہا ہوں۔ اس کا جواب دو۔ ورنہ میرے ایک

اشارے پر تمہاری زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہو سکتی ہے"۔ چیانگ نے غصہ سے چیختے ہوئے کہا۔

"مم۔ میں نے یہ فارم اور اس کے اردگرد کی زمین کل ہی خریدی ہے اور میں آج اپنی زمینوں اور فارم کا جائزہ لینے کے لئے آیا تھا۔ تاکہ میں یہاں ایک کوٹھی بنوا کر زمینوں کی دیکھ بھال کر سکوں"۔ فوہاگ نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو صحیح ہے"...... چیانگ نے چونک کر پوچھا۔ اس کے ذہن میں شروع سے ہی یہ خلش پیدا ہو گئی تھی۔ کہ کوئی غلط آدمی اتنے اطمینان سے فارم میں نہیں آ سکتا اور فوہاگ نے کوٹ کی بیرونی جیب سے دستاویزات نکال کر چیانگ کی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ دیکھو میں نے کل ہی یہ زمین خریدی ہے۔ اگر اب بھی تمہیں یقین نہ آئے تو میرے ساتھ چلو۔ میں پراپرٹی ڈیلر سے تمہاری بات کرا دوں۔ جس کی معرفت میں نے سودا کیا ہے"...... چیانگ نے بغور دستاویزات کو دیکھا۔ دستاویزات واقعی اصل تھی وہ کافی دیر تک بغور دیکھتا رہا مگر کوئی مشکوک بات چیک نہ کر سکا۔

"اس کی تلاشی لو"...... چیانگ نے ایک سائی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کون ہو اور یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ مجھے بھی کچھ بتلاؤ"۔ فوہاگ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو"...... چیانگ نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور فوہاگ خاموش ہو گیا۔ ایک ساتھی نے آگے بڑھ کر اس کی تلاشی لی مگر جیبوں سے ایک پرس اور کار کی چابیوں کے علاوہ اور کچھ نہ نکلا۔ اب چیانگ کو یقین ہو گیا کہ فوہاگ جو کچھ کہہ رہا ہے صحیح ہے۔ ورنہ اس کے پاس کم از کم ریوالور ضرور نکلتا اور ایسا ہونا ناممکن بھی نہیں تھا کہ کوئی شخص اس ویران فارم اور اس کے اردگرد کی زمینیں خریدے۔ چیانگ نے تو صرف اس فارم کو اس لئے منتخب کیا تھا کہ شہر کے نزدیک ہونے کے باوجود شہر کے مضافات میں تھا اور فارم مدت سے ویران اور سنسان پڑا تھا۔ وہ کافی دیر تک کچھ سوچتا رہا اور پھر اس نے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر ساتھی زبان میں کہا۔

"اسے لے جا کر روم نمبر فور میں بند کر دو۔ آج ہماری فائنل رپورٹ سیکارو سے یہاں پہنچنے والی ہے۔ اس موقع پر ہم کوئی رسک نہیں لے سکتے۔ رپورٹ اپنے ملک بھجوانے کے بعد ہم اسے آزاد کر دیں گے اور فارم کے تہہ خانے تباہ کر دیں گے۔ فی الحال اسے آزاد کرنا غلط ہو گا۔ لے جاؤ اسے"...... اور اس کا حکم ملتے ہی اس کے ساتھیوں نے فوہاگ کو دونوں بازوؤں سے پکڑا اور پھر اسے بڑی بیدردی سے گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر لے گئے۔ فوہاگ احتجاج کرتا رہ گیا۔ مگر اس کے احتجاج پر وہاں کون کان دھرتا تھا۔ وہ اسے گھسیٹتے ہوئے ایک کمرے میں لے آئے اور اسے کمرے میں دھکیل کر انہوں نے دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ فوہاگ چند لمحوں تک دروازے

پر کہ بازی کرتا رہا اور چیختا چلاتا رہا پھر خاموش ہو کر دروازہ کے قریب کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ رینگنے لگی اور آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔ اس نے دروازے کے ساتھ کان لگا کر آہٹ لی۔ مگر اسے معلوم ہو گیا کہ راہداری خالی ہے۔ مسلح ساتھی اسے کمرے میں بند کر کے جا چکے ہیں۔ وہ اطمینان کر کے واپس مڑا اور پھر کمرے کے دوسرے کونے میں جا کر اس نے سب سے پہلے کوٹ کی خفیہ جیب میں موجود کاغذوں کے پلندے کی موجودگی کا اطمینان کیا اور پھر اس نے کوٹ کے کالر میں لگی ہوئی ایک پن نکال کر اس کے بٹن نما سرے کو انگوٹھے کے زور سے دبایا۔ دوسرے لمحے پن درمیان میں روشن ہو گئی۔ وہ چند لمحے اسے بغور دیکھتا رہا۔ مگر پن مسلسل روشن رہی اس نے بٹن نما سرے سے دباؤ ہٹا لیا۔ اب وہ ایک عام سی پیپر پن بن گئی اور اس نے اسے دوبارہ کالر میں اٹکا دیا۔ اب اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ اس کے ٹرانسمیٹر کی کال اس کمرے میں چیک نہیں ہو گی۔ اس نے دائیں پاؤں میں پہنا ہوا جوتا اتار لیا اور اس کو ایڑی کے قریب سے دبایا۔ دوسرے لمحے جوتے کا تلا کسی ڈھکن کی طرح کھلتا چلا گیا۔ اس کے اندر جدید ترین ٹرانسمیٹر کا مائیک اور رسیور موجود تھا۔ اس نے مائیک کے سرے کو دبایا اور رسیور سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ تقریباً دو منٹ کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دینے لگی۔

"نمبر ون سپیکنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے آواز آئی۔

"فوہاگ انٹرنیشنل۔اوور"...... فوہاگ نے کرخت مگر دبے لہجے میں جواب دیا۔

"یس باس نمبر ون آن دی لائن۔ فرمایئے۔ اوور"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"نمبر ون رپورٹ سیکارو سے کسی وقت چلے گی۔ میں ان کے ہیڈکوارٹر میں گھسنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ مجھے صحیح وقت بتلاؤ تاکہ میں بروقت ایکشن لے سکوں۔اوور"...... فوہاگ نے رعب دار لہجے میں سوال کیا۔

"باس۔ رپورٹ شام کو یہاں سے بھیجی جائے گی بس تھوڑا سا کام باقی رہ گیا ہے جیسے ہی رپورٹ یہاں سے گئی۔ میں آپ کو اطلاع دے دوں گا۔اوور"...... نمبر ون نے جواب دیا۔

"سیکارو کے متعلق کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... فوہاگ نے پوچھا۔

"میں نے تمام انتظامات کر لئے ہیں باس۔ رپورٹ تیار کرنے والے پانچ انجینئر ہیں۔ رپورٹ یہاں سے جاتے ہی یہ پانچوں انجینئر ختم کر دیئے جائیں گے اور اس کے بعد حکومت ساتیا کو بھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ اس کے آدمیوں نے کیا رپورٹ تیار کی تھی۔ اوور"۔ نمبر ون نے جواب دیا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ رپورٹ وہاں سے اڑا لی جائے تاکہ ہم دردسری سے بچ جائیں۔اوور"...... فوہاگ نے سوال کیا۔

"باس میں پہلے بھی آپ کو بتلا چکا ہوں کہ رپورٹ کو خفیہ رکھنے کے بے حد انتظامات ہیں۔ وہاں میرا زور نہیں چل سکتا۔ ہاں رپورٹ جانے کے بعد وہ مطمئن ہو کر اپنے انتظامات ختم کر دیں گے اور میں بآسانی انہیں ہلاک کر دوں گا۔ میرے آدمی ایکشن کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔اوور"...... نمبر ون نے جواب دیا۔

"اوکے سگنل کوڈ میں مجھے اطلاع دینا کیونکہ کوئی پتہ نہیں جب تم مجھے اطلاع دو میں کن حالات سے گزر رہا ہوں۔اوور"۔ فوہاگ نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور"...... نمبر ون نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... فوہاگ نے کہا اور پھر بائیک کے سرے سے دباؤ ہٹا کر اس نے جوتے کا تلا دوبارہ فٹ کیا اور جوتا پیر میں پہن کر وہ مطمئن ہو گیا۔

بلیک زیرو آپریشن روم میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ اچانک کمرے میں ٹرانسمیٹر کی سیٹی گونج اٹھی بلیک زیرو نے چونک کر فائل بند کر دی اور پھر میز کے کنارے لگا ہوا بٹن دبایا۔ بٹن دبتے ہی سیٹی کی آواز نکلنا بند ہو گئی۔

"صفدر سپیکنگ۔اوور"..... صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ اوور"..... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

"سر میں اور تنویر فارم کی نگرانی کر رہے ہیں۔ دوپہر کے وقت ایک کار فارم کے اندر داخل ہوئی تھی۔ اس میں سے ایک آدمی باہر نکلا اور وہ فارم کا جائزہ لینے لگا مگر پھر اسے بے ہوش کر دیا گیا اور اسے فارم کے نیچے تہہ خانے میں لے جایا گیا۔ اس کی کار بھی چھپا دی گئی اور اس کے بعد وہ باہر نہیں آیا۔ اس کے بعد ابھی آدھ گھنٹہ پہلے

عمران بھی کار میں وہاں آیا اور عمران کو پہرے دار خود اندر لے گئے ہیں۔اوور"..... صفدر نے تفصیلی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری اپنی کیا پوزیشن ہے۔اوور"..... بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہم دونوں ایک درخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور دوربین سے جائزہ لے رہے ہیں۔اوور"..... صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم نگرانی جاری رکھو اور اگر کوئی خاص بات ہو جائے تو مجھے فوراً رپورٹ دے دینا۔اوور اینڈ آل"..... بلیک زیرو نے انہیں ہدایت دی اور رابطہ ختم ہو گیا اور اس کے بعد اس نے جولیا کی فریکونسی سیٹ کی اور بٹن آن کر دیا۔ مگر کافی دیر تک کوشش کرنے کے باوجود جولیا سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ اس نے مایوس ہو کر رابطہ ختم کر دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر کی سیٹی دوبارہ گونج اٹھی۔ بلیک زیرو نے چونک کر فریکونسی دیکھی یہ فریکونسی صدیقی کی تھی۔ بلیک زیرو نے بٹن آن کیا۔

"صدیقی سپیکنگ۔اوور"..... صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔اوور"..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"سر میں ان کے آفس کمرشل بلڈنگ میں چپڑاسی کے روپ میں موجود ہوں اور مجھے ابھی ابھی پتہ چلا ہے کہ ان کے آپریشن پوائنٹ سیکارو سے ایک انتہائی خفیہ رپورٹ آج رات ان کے کسی ہیڈ کوارٹر میں پہنچ رہی ہے۔اس کی حفاظت کے لئے وہ انتہائی سخت

اقدامات کر رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ شاید یہ اطلاع آپ کے کام کی ہو۔ اوور"۔۔۔۔۔ صدیقی نے بتلایا۔

"تمہیں یقین ہے کہ وہ رپورٹ آج پہنچنے والی ہے۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"یس سر میں نے ڈکٹا فون سے ان کے آفیسرز کی پرائیوٹ گفتگو سن لی ہے۔ گو وہ سانی زبان میں بات کر رہے تھے۔ مگر میں یہ زبان اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اوور"۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے تمہاری اطلاع بےحد اہم ہے۔ تم وہیں موجود رہو۔ اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ رپورٹ پہنچ گئی ہے تو مجھے فوراً اطلاع کر دینا۔ اوور"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔ اوور"۔۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر صفدر کی فریکونسی سیٹ کی اور بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں میں رابطہ قائم ہو گیا۔

"ایکسٹو۔ اوور"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر سپیکنگ وس اینڈ۔ اوور"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز آئی۔

"صفدر تم اپنی نگرانی انتہائی سخت کر دو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آج شام یا رات کو کسی بھی وقت ایک انتہائی خفیہ رپورٹ فارم میں پہنچنے والی ہے۔ جیسے ہی تمہیں شک ہو کہ رپورٹ آ گئی ہے۔

مجھے فوراً اطلاع کر دینا۔ اوور"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر۔ اوور"۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ اب وہ قدرے مطمئن ہو گیا تھا کہ وہ رپورٹ کی حفاظت کے لئے بروقت اقدام کر سکے گا کیونکہ اسے سر سلطان کی طرف سے تازہ ترین ہدایت ملی تھی۔ کہ رپورٹ اس نے چیانگ سے حاصل کرنی ہے اور انہیں پہنچانی ہے۔

کیپٹن شکیل لالہ زار کالونی سے ہی موریا کے پیچھے چلا آرہا تھا۔ گو موریا کوٹھی سے میک اپ کر کے نکلی تھی۔ مگر کیپٹن شکیل نے اسے باسانی پہچان لیا تھا۔ اس تعاقب کے دوران اس نے عمران کو اس کی کار میں بیٹھتے اور پھر واپس جاتے ہوئے دیکھا تھا اور اس وقت اسے جولیا کی بات پر قدرے یقین آگیا تھا کہ عمران کی سرگرمیاں ملکی مفاد کے خلاف جا رہی ہیں۔ مگر اب بھی اسے یقین تھا کہ عمران کوئی گہری چال چل رہا ہے کہ جولیا کی طرح کیپٹن شکیل کو بھی عمران کی غداری پر مکمل یقین نہ آیا تھا۔ بہرحال چونکہ یہ معاملہ ایکسٹو سے متعلق تھا۔ اس لئے وہ خاموش ہو گیا۔ عمران کے واپس جانے کے بعد موریا کا تعاقب کرتے ہوئے اسے ایک موقع پر شک پڑ گیا کہ موریا نے اسے چیک کر لیا ہے اور جب موریا نے اپنی کار مضافاتی جنگل کی طرف موڑی تو اسے اس بات کا یقین بھی ہو گیا کہ اور

ساتھ ہی وہ یہ بھی سمجھ گیا کہ موریا ضرور اس پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا کر اس روڈ کی طرف جا رہی ہے کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اس روڈ پر درختوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ جہاں آسانی سے تعاقب کرنے والے سے نمٹا جا سکتا ہے۔ اس لئے جب موریا ایک موڑ مڑ کر ذخیرہ کے قریب پہنچی۔ اس نے کار موڑ کے قریب روک دی اور پھر اس کا سٹیرنگ سیٹ کے ہک کے ساتھ ایک رسی سے باندھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ سے ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر اسے کار کے انجن کے ساتھ فٹ کر دیا۔ یہ ایک ٹائم سوئچ تھا۔ اس نے اس پر پانچ منٹ بعد کا ٹائم فٹ کر دیا تھا۔ پانچ منٹ گزرنے کے بعد یہ آلہ خودبخود انجن کو سٹارٹ کر دے گا اور گاڑی آگے بڑھ جائے گی۔ اس نے گاڑی کا رخ اس زاویے پر رکھا تھا کہ گاڑی موڑ کاٹ کر سامنے سڑک پر سیدھی چلتی چلی جائے۔ ٹائم سوئچ فٹ کرنے کے بعد وہ تیزی سے دائیں سائیڈ کے جنگل میں گھستا چلا گیا اور پھر جتنی تیزی سے وہ دوڑ سکتا تھا وہ چکر کاٹ کر دوڑتا ہوا روڈ کی دوسری طرف کے جنگل میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے درختوں کے درمیان موریا کی گاڑی کھڑی نظر آگئی اور وہ اپنی احتیاط پر دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ وہ آہستہ آہستہ درختوں کی آڑ لیتا ہوا موریا کی گاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس لمحے اس نے دیکھا کہ اس کی کار سڑک پر تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی ہے اور پھر اس کے سامنے ہی موریا نے ایک درخت کی آڑ سے اس کار پر بے تحاشا گولیاں برسانی شروع

کر دیں۔ جس وقت کیپٹن شکیل موریا کی کار کے قریب پہنچا۔ اس وقت موریا اس کی کار کو الٹا چکی تھی۔ پھر موریا بھاگتی ہوئی اس کی کار کی طرف بڑھی اور حیرت کا جھٹکا کھا کر واپس اپنی کار کی طرف بڑھی۔ مگر اس دوران کیپٹن شکیل موریا کی کار کی اگلی اور پچھلی نشستوں کے درمیان دبک چکا تھا۔ پھر موریا بھاگتی ہوئی کار کے پاس پہنچی اس نے ایک جھٹکے سے کار کا اگلا دروازہ کھولا اور اچھل کر سٹیرنگ پر بیٹھ گئی۔ دوسرے لمحے اس کی کار پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی سڑک پر پہنچی۔ اب اس کا رخ دوبارہ شہر کی طرف تھا۔ موریا کار پوری رفتار سے دوڑا رہی تھی۔ شاید اسے خطرہ تھا کہ کہیں گولیوں کی آواز سن کر پولیس وہاں نہ پہنچ جائے۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے آہستہ سے سر اونچا کیا اور اس نے ریوالور موریا کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کار روک دو موریا۔ ورنہ تمہارے سر میں سوراخ ہو جائے گا"۔

کیپٹن شکیل کی آواز سن کر موریا نے ایک لمحے کے لئے جھٹکا کھایا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے کار کو بریک لگا دیئے۔ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار کو جب اچانک فل بریک لگے تو کار سڑک پر پھرکی کی طرح گھوم گئی اور کیپٹن شکیل بھی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور جھٹکا کھا کر سر کے بل اگلی سیٹ پر جا گرا۔ موریا کا اپنا سر بھی پوری قوت سے ونڈ سکرین سے ٹکرایا تھا۔ مگر موریا کیپٹن شکیل کے سیدھے ہونے سے پہلے ہی سنبھل گئی اور پھر اس

سے پہلے کہ کیپٹن شکیل سیدھا ہوتا موریا کی ہتھیلی پوری قوت سے کیپٹن شکیل کی گردن پر پڑی۔ موریا کے ہاتھ میں بے پناہ قوت تھی کہ اس کی ہتھیلی کی ایک ہی ضرب نے کیپٹن شکیل جیسے آدمی کی آنکھوں کے سامنے سیاہ چادر کھینچ دی۔ کیپٹن شکیل نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی۔ مگر موریا نے برق کی سی پھرتی سے نیچے گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور پھر اس نے تابڑ توڑ مشین گن کے بٹ کی دو تین ضربیں کیپٹن شکیل کے سر پر جما دیں اور کیپٹن شکیل لڑھک ہی گیا۔ موریا نے ہانپتے ہوئے کیپٹن شکیل کے سر کے بال پکڑے اور پھر پوری قوت سے اسے پچھلی سیٹ پر دھکیل دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا اور اس بٹن کے دبتے ہی اگلی نشست کے پیچھے مضبوط شیشے کی دیوار قائم ہو گئی اور پچھلے دروازے بھی جام ہو گئے۔ اب اگر کیپٹن شکیل ہوش میں آجاتا تو موریا کا کچھ نہ بگاڑ سکتا۔ اس کی طرف سے اطمینان کر کے موریا نے سر پر ہاتھ پھیر کر اپنے بال سنوارے اور زہریلی نظروں سے بے ہوش کیپٹن شکیل کو دیکھتے ہوئے اس نے کار اسٹارٹ کر کے اسے بیک کرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھا دیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ خاصے خطرناک آدمی سے پالا پڑا تھا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی یا محض اتفاق کہ اس نے اتنے خطرناک آدمی پر یوں آسانی سے قابو پا لیا۔ ویسے وہ سمجھ گئی کہ اتنا چالاک آدمی یقیناً سیکرٹ سروس کا ممبر ہی ہو گا۔ یہی سوچتی ہوئی وہ لالہ زار کالونی پہنچ گئی۔

کوٹھی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا وہ کار سیدھی اندر لئے چلی گئی۔ اس نے کار کو پورچ میں روکا اور پھر ایک نظر کیپٹن شکیل پر ڈالتی ہوئی وہ کار سے اتر کر عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔ پھاٹک کے کھلے ہونے کی وجہ سے اس کے ذہن میں ایک شک سا رینگ آیا تھا۔ اس لئے پہلے وہ خود مطمئن ہونا چاہتی تھی۔ ہال سے گزر کر جیسے ہی وہ راہداری میں آئی اسے دروازے کے سامنے کارڈ لگا ہوا نظر آیا اس نے فوہاگ کی تحریر دور ہی سے پہچان لی۔ چنانچہ اس نے لپک کر کارڈ ہینڈل سے اچک لیا۔ پھر کارڈ پڑھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ فوہاگ نے جولیا کے متعلق لکھا تھا کہ باہر نگرانی کر رہی تھی اور اب اس کمرے میں قید ہے۔ فوہاگ نے اس کی نگرانی کی سخت ہدایت کی تھی۔ کارڈ جیب میں ڈال کر وہ واپس آئی اور پھر اس نے کار میں دیکھا کیپٹن شکیل بدستور بے ہوش تھا۔ وہ کافی دیر تک کیپٹن شکیل کی پوزیشن چیک کرتی رہی۔ تاکہ اسے اس کی بے ہوشی کا مکمل اطمینان ہو جائے جب اسے یقین ہو گیا تو اس نے بٹن آف کر کے شیشے کی دیواروں اور دروازوں کا لاک سسٹم کھولا اور پچھلا دروازہ کھول کر کیپٹن شکیل کو باہر گھسیٹ لیا۔ کیپٹن شکیل خاصے تن و توش کا مالک تھا۔ جب کہ مقابل میں موریا بے حد نازک معلوم ہو رہی تھی۔ مگر موریا نے اس کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اسے ایک ہی جھٹکے میں اٹھا کر اپنے کاندھے پر لاد لیا اور جتنی تیزی سے وہ اسے اٹھائے عمارت میں داخل ہوئی اس سے صاف ظاہر تھا کہ اس بظاہر نازک

سی لڑکی کے جسم میں بے پناہ قوت پوشیدہ ہے۔ کیپٹن شکیل کو لئے وہ بڑے کمرے میں پہنچی اور اس نے اسے ایک صوفے پر ڈال دیا۔ دوسرے لمحے اس نے اپنے گریبان سے ایک چھوٹا سا ریوالور اور اس کا سائیلنسر نکالا اور سائیلنسر کو ریوالور کی نال پر فٹ کرنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں وحشت کی چمک ابھر آئی تھی اور اس کا حسین چہرہ اس وقت کسی خونخوار بلی کی طرح نظر آ رہا تھا شاید وہ کیپٹن شکیل کو ختم کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ ابھی وہ سائیلنسر کو پوری طرح فٹ نہیں کر پائی تھی کہ اچانک اس کے سینے پر ایک جھٹکا سا محسوس ہوا۔ وہ بری طرح چونک پڑی۔ اور دوسرے لمحے اس نے بڑی پھرتی سے ریوالور میز پر رکھا اور گریبان میں ہاتھ ڈال کر لاکٹ نکال لیا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکی سی کھٹک کے ساتھ لاکٹ کھل گیا تھا۔

"ہیلو ہیلو۔ اوور"...... لاکٹ کھلتے ہی دوسری طرف سے ایک باریک سی آواز ابھری۔

"یس ریڈ کیٹ سپیکنگ۔ اوور"...... موریا نے درشت لہجے میں جواب دیا۔

"مادام میں گوگل بول رہا ہوں۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ فائنل رپورٹ سیکارو سے خفیہ ہیڈ کوارٹر روانہ ہو گئی ہے اور ہیڈ کوارٹر میں موجود نمبر سکس نے بھی ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ عمران وہاں پہنچ چکا ہے اور اس وقت چیانگ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ ایک اور آدمی بھی انہوں نے قید کیا ہے جو ان زمینوں کا مالک بن

کر آیا تھا۔ اوور "...... دوسری طرف سے رپورٹ بتائی گئی۔

" زمینوں کا مالک بن کر یہ کب کی بات ہے۔ اوور "...... موریا یہ اطلاع ملتے ہی بری طرح چونک پڑی کیونکہ فوہاگ نے ایسا قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا تھا۔

" آج دوپہر کو وہ شخص آیا تھا۔ وہ کار نمبر ایکس فور تھری سیون سیاہ مارس پر آیا تھا۔ اوور "...... گوگل نے بتایا۔

" ٹھیک ہے میں سمجھ گئی وہ فوہاگ ہو گا۔ اور کوئی اطلاع۔ فارم کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور "...... موریا نے سوال کیا۔

" فارم کے متعلق تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ چیانگ نے یہاں کی سیکرٹ سروس کو امداد کے لئے طلب کر لیا ہے اور سیکرٹ سروس کسی بھی لمحے فارم پر پہنچ سکتی ہے۔ اوور "...... گوگل نے جواب دیا۔

" اوکے تم ایسا کرو کہ ریڈ کیٹ فورس کو اطلاع دے دو کہ وہ دو گھنٹے کے اندر اندر فارم کے گرد خفیہ طور پر گھیرا ڈال لے۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گی کوڈ ریڈ کیٹ ہو گا۔ اور ہم نے ہر قیمت پر رپورٹ حاصل کرنی ہے۔ اوور اینڈ آل "...... موریا نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے لاکٹ بند کر دیا اس نے مڑ کر ایک نظر کیپٹن شکیل پر ڈالی اور پھر تیزی سے چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکل کر ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ نئے میک اپ میں ڈریسنگ روم سے باہر نکلی اس نے سیاہ رنگ کا چست لباس زیب تن کیا ہوا تھا اس کی آنکھوں میں پراسرار قسم کی چمک نمایاں تھی۔ وہ سیدھی اس کمرے

میں آئی جس میں کیپٹن شکیل موجود تھا۔ اس نے ایک نظر بے ہوش پڑے کیپٹن شکیل پر ڈالی اور پھر دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا کیپٹن شکیل کے قتل میں وقت ضائع کرنے سے زیادہ ضروری یہ تھا کہ وہ فوری طور پر فارم پہنچ جائے۔

عمران کو معلوم تھا کہ فائنل رپورٹ سیکارو پوائنٹ سے تیار ہو کر چیانگ کے پاس آئے گی اور اصل مسئلہ یہ تھا کہ جب فائنل رپورٹ چیانگ کے پاس پہنچے تو اسے وہیں ہونا چاہئے تاکہ وہ اس رپورٹ کو سیکرٹ سروس کی تحویل میں جانے سے روک لے کیونکہ اسے اچھی طرح علم تھا کہ اگر ایک بار یہ رپورٹ بلیک زیرو کی معرفت سر سلطان تک پہنچ گئی تو پھر فوہاگ اسے کسی قیمت پر حاصل نہیں کر سکے گا۔ اور اس وقت وہ خود بھی بے بس ہو گا۔ اس لئے اس نے شروع ہی میں ٹائیگر کو سیکارو پوائنٹ بھیج دیا تھا۔ تاکہ وہ وہاں سے رپورٹ کی روانگی کی بروقت اطلاع دے سکے اور دوسرا اسے یہ بھی خدشہ تھا کہ کہیں وہ رپورٹ کی روانگی کی بروقت اطلاع نہ دے سکے اور دوسرا اسے یہ بھی خدشہ تھا کہ کہیں وہ رپورٹ سیکارو پوائنٹ سے ہی نہ غائب ہو جائے کیونکہ فوہاگ وغیرہ سے کوئی بعید

ہیں تھا کہ وہ جلد بازی میں نامکمل رپورٹ ہی پر اکتفا کر جائے۔ نانچہ آج جیسے ہی ٹائیگر کی طرف سے اسے اطلاع ملی کہ رپورٹ ہاں سے چل چکی ہے اس نے سب سے پہلے فوہاگ کو کنٹکٹ کیا مگر س سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ نجانے وہ کہاں تھا۔ حالانکہ عمران کے ریہ کے مطابق اس کا وہاں موجود ہونا بے حد ضروری تھا۔ آخرکار قی دیر سوچنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خود فوہاگ کی رہائش پر جائے۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد اس نے اپنی کار نکالی اور پھر وڑی دیر بعد اس کی کار لالہ زار کالونی میں فوہاگ کی کوٹھی کے یب پہنچ گئی۔ فوہاگ سے رابطہ نہ ہونے کی صورت میں عمران نے تیاط ضروری سمجھی تھی کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں فوہاگ کی ائش گاہ پر ایکسٹو یا اس کے ممبروں نے چھاپہ نہ مار دیا ہو اور وہ فی لال ان کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے کار کوٹھی سے ہر روکی اور پھر بڑی احتیاط سے کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ اسے پورچ ں موریا کی کار کھڑی نظر آ گئی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا اور پورچ میں سے ہوتا ہوا جب کمرے کے قریب پہنچا تو اسے موریا کی واز سنائی دی۔ وہ ٹرانسمیٹر پر کسی سے باتیں کر رہی تھی۔ عمران رواز ے کے قریب رک گیا اور اس نے بڑے اطمینان سے موریا کی تگو سن لی۔ اس گفتگو سے اس کو معلوم ہو گیا کہ فوہاگ فارم میں چکا ہے اور موریا وہاں جانے والی ہے۔ چنانچہ اس نے کسی اور ڑے میں الجھنے کی بجائے یہ بہتر سمجھا کہ وہ بھی فوراً فارم میں پہنچ

جائے یہ سوچ کر وہ وہیں سے واپس لوٹا اور پھر چند منٹوں بعد وہ
کوٹھی سے نکل کر اپنی کار میں پہنچ چکا تھا اور کی کار تیز رفتاری سے
فارم کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی اور نتیجے میں تھوڑی دیر کے بعد
چیانگ کے پاس فارم میں موجود تھا۔ چیانگ نے چونکہ اپنے آدمیوں
کو عمران کے متعلق پہلے سے ہدایت کی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ ا
روکنے کی بجائے سیدھے چیانگ کے پاس لے آئے تھے۔ چیانگ اپ
دفتر میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھ

" ہیلو پرنس تم بڑے وقت پر آئے۔ رپورٹ مجھ تک پہنچ چکی
ہے۔ میں نے اپنی حکومت سے بات کر لی تھی۔ انہوں نے یہاں ک
اعلیٰ حکام سے بات کر کے مجھے بتلایا ہے کہ سیکرٹ سروس
رپورٹ کی حفاظت کے لئے تعینات کر دیا گیا ہے انہوں نے سیکر
سروس کو اس فارم کے متعلق بھی بتلا دیا ہے اور سیکرٹ سروس
اب تک پہنچ جانا چاہیئے تھا۔ مگر وہ ابھی تک یہاں نہیں پہنچی۔ ت
چاہتا ہوں جتنی جلدی ہو سکے میں رپورٹ ایکسٹو کے حوالہ کر دوں"
چیانگ نے اسے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

" تم نے وہ رپورٹ کہیں حفاظت سے رکھی ہے یا نہیں کیونکہ
مجھے اطلاع ملی ہے کہ غیر ملکی جاسوسوں کو بھی اس رپورٹ کے پہنچ
کی اطلاع مل چکی ہے اور وہ اسے حاصل کرنے کے لئے تگ ودو
رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے آدمی تمہارے آدمیوں کے روپ م
یہاں موجود ہوں اور وہ بالا بالا ہی رپورٹ لے اڑیں"...... عمرا

نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

" نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے تمام آدمی شک سے
بالاتر ہیں اور پھر میں نے رپورٹ ایک خفیہ سیف میں بحفاظت رکھی
ہوئی ہے"...... چیانگ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" چیانگ تم جاسوسوں کے ذہن تک نہیں پہنچ سکتے۔ تم مجھے
تفصیل سے بتلاؤ کہ تم نے رپورٹ کی حفاظت کا کیا انتظام کیا ہے۔
ایسا نہ ہو کہ جس جگہ کو تم اپنی دانست میں محفوظ خیال کئے بیٹھے ہو
وہ محفوظ نہ ہو"...... عمران نے انتہائی ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ چیانگ
چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے عمران سے مخاطب ہو کر
کہا۔

" ٹھیک ہے آؤ میں تمہیں وہ جگہ دکھلاؤں۔ تاکہ تمہارا اطمینان
ہو سکے۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے اور صاف بات یہ ہے کہ اگر تم
کوئی حرکت کرو بھی سہی تو تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے"۔
چیانگ نے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں دفتر
کے دروازے تک پہنچتے اچانک دروازہ زور سے کھلا اور پھر مسلح سانی
فوہاگ کو پکڑے اندر داخل ہوئے۔ فوہاگ کا چہرہ خوف سے زرد پڑ
رہا تھا۔ گو وہ مقامی آدمی کے میک اپ میں تھا اور اس نے میک
اپ اس خوبی سے کیا ہوا تھا کہ اگر عمران کو موریا کی گفتگو سے یہ
معلوم نہ ہو جاتا کہ فوہاگ کسی مقامی آدمی کے روپ میں ہے تو
شاید وہ بھی آسانی سے اسے نہ پہچان سکتا۔

"باس یہ آدمی اپنے کمرے سے نکل کر سیف روم کے قریب موجود تھا کہ ہماری نظر پڑ گئی۔ نجانے اس نے اپنے کمرے کا دروازہ کیسے کھول لیا ہے"...... ایک ساتھی نے چیانگ سے کہا۔

"کون ہے یہ"...... عمران نے چیانگ سے مخاطب ہو کر کہا اور چیانگ نے اس کے متعلق تمام تفصیل عمران کو بتلا دی۔

"معلوم تو یہ بے ضرر ہوتا ہے۔ تم ایسا کرو اسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ بعد میں اسے چھوڑ دینا اسے اپنی آنکھوں کے سامنے سے اوجھل رکھنا خواہ مخواہ کا خطرہ مول لینا ہے"...... عمران نے چیانگ اور اس کے آدمیوں کی نظر بچا کر نوہاگ کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اسے دفتر میں بٹھاؤ اور اس کا خاص خیال رکھنا۔ چیانگ نے اس پریشانی کے موقع پر زیادہ الجھنا مناسب نہ سمجھا۔ اس لئے اپنے آدمیوں کو اسے دفتر میں بٹھانے کا حکم دے دیا اور پھر عمران کو لئے کمرے سے باہر نکل گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک دروازے کے سامنے رک گیا۔ یہ دروازہ لوہے کا بنا ہوا تھا۔ اس میں آٹومیٹک لاک موجود تھا۔ چیانگ نے جیب سے ایک چابی نکالی اور پھر اس کی مدد سے اس نے چند ہی لمحوں میں لاک کھول دیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ کمرے کے اندر دیوار میں ایک دیوہیکل سیف نصب تھا۔ چیانگ نے دیوار کے کونے میں ایک ابھری ہوئی جگہ کو دبایا۔ اس جگہ کے دبتے ہی سیف کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔

"دیکھا اگر کوئی سیف کو کھولنا چاہے تو وہ اس سیف کے دروازہ پر ہی زور آزمائی کرتا رہے گا اور اس طرح ماہر آدمی بھی سیف نہیں کھول سکے گا"...... چیانگ نے فخریہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر سیف کے اندر ہاتھ ڈال کر کاغذات کا ایک پلندہ باہر نکال لیا اور عمران چیانگ کی سادہ لوحی پر دل ہی دل میں ہنس دیا۔

"دکھاتا"...... عمران نے بڑی لاپرواہی سے کہا۔ جیسے اس کی نظروں میں رپورٹ کی کوئی خاص اہمیت نہ ہو اور شاید اس کے لہجے سے متاثر ہو کر چیانگ نے رپورٹ اس کے ہاتھ پر رکھ دی۔ عمران کا ایک ہاتھ کوٹ کی جیب کے اندر تھا۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے رپورٹ پکڑی اور اسے طائرانہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"ارے یہ کھٹکا کیسا ہے"...... اچانک عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"کہاں کہاں۔ کیسا کھٹکا"...... چیانگ چونک کر دروازے کی طرف مڑا اور اسی لمحے عمران کا ہاتھ برق کی سی تیزی سے باہر آیا۔ جس میں اسی طرح کے کاغذوں کا ایک پلندہ دبا ہوا تھا۔ اس نے پلک جھپکنے میں وہ پلندہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اصلی رپورٹ بڑی تیزی سے جیب میں رینگ گئی۔ کاغذات نیچے گر کر بکھر گئے۔

"ارے۔ ارے"...... عمران نے کہا اور پھر بڑی پھرتی سے کاغذ سمیٹنے لگا۔ چیانگ بھی کھٹکے کی بات بھول کر رپورٹ کے کاغذ سنبھالنے میں مصروف ہو گیا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ عمران اپنا کام

دکھا چکا ہے۔ اصل رپورٹ اس کے کوٹ کی خفیہ جیب میں پہنچ چکی ہے۔ تمام کاغذ سنبھال کر اس نے چیانگ کے ہاتھ میں رکھ دیئے اور پھر اس سے پہلے کہ چیانگ کچھ کہتا عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیانگ میرے دوست یہ رپورٹ اپنی نظروں کے سامنے رکھو۔ سیف کی نسبت یہ تمہارے پاس زیادہ محفوظ رہے گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ٹھیک ہے"...... چیانگ نے ایک نظر عمران کے چہرے پر ڈالتے ہوئے کہا۔ مگر وہ عمران کے چہرے سے کچھ معلوم نہ کر سکا کیونکہ اس کے چہرے پر تو گہری معصومیت کا نقاب چڑھا ہوا تھا۔ چیانگ نے رپورٹ بڑی احتیاط سے اپنی جیب میں رکھی اور پھر وہ عمران کو لئے سیف روم سے باہر نکل آیا۔ وہ دونوں جلد ہی دوبارہ دفتر میں پہنچ گئے۔ فوہاگ وہاں موجود تھا اور دو مسلح سائی مشین گنیں سنبھالے اس کے پشت پر بڑے چوکس کھڑے تھے۔ ابھی ان دونوں کو دفتر میں پہنچے چند ہی لمحے گذرے تھے کہ اچانک باہر دو زوردار دھماکے ہوئے اور اس کے بعد بے تحاشا گولیاں چلنے کی آوازیں آنے لگیں۔ یہ آوازیں اتنی اچانک پیدا ہوئی تھیں کہ پہلے چند لمحے تو سب حیرت سے بت بنے بیٹھے رہے مگر دوسرے لمحے چیانگ بری طرح کرسی سے اچھلا اور اس نے چیخ کر فوہاگ کی پشت پر کھڑے ہوئے مسلح سائیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دیکھو دیکھو کیا ہو رہا ہے"...... اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی دفتر

کے دروازے کی طرف دوڑ پڑا اس سے پہلے کہ وہ دفتر کے دروازے تک پہنچتا۔ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے موریا اور اس کے مسلح ساتھی ایک جھٹکے سے اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے اندر آتے ہی فائر کھول دیا۔ چیانگ اور مسلح سائی گولیوں کی بارش میں الٹ کر پیچھے جا گرے۔ عمران تو پہلے ہی اچھل کر میز کی دوسری طرف جا چکا تھا۔ ایک گولی نے فوہاگ کو بھی نیچے گرا دیا تھا۔

"دیکھو اس کے پاس تو رپورٹ نہیں ہے"...... موریا نے چیخ کر اپنے آدمیوں سے کہا اور دوسرے لمحے اس کے دو ساتھی فرش پر مردہ پڑے چیانگ کی تلاشی لینے لگے۔

"یہ رہی رپورٹ"...... ان میں سے ایک نے اس کی جیب سے رپورٹ نکال کر موریا سے مخاطب ہو کر کہا اور موریا نے وہ رپورٹ جھپٹ لی۔ اس لمحے فوہاگ دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا وہ شاید موریا کو آواز سے پہچان چکا تھا۔

"موریا۔ میں فوہاگ ہوں"...... فوہاگ نے چیخ کر کہا۔ اس نے ایک ہاتھ بازو پر رکھا ہوا تھا۔ گولی شاید اس کے بازو پر لگی تھی۔ اب عمران نے بھی مناسب سمجھا کہ وہ بھی ہاتھ اٹھا کر کھڑا ہو جائے کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اگر موریا کے کسی ساتھی نے اسے چیک کر لیا تو وہ موریا کو بتلانے سے پہلے اس پر گولی چلا دے گا۔ اس کے اچانک میز کے پیچھے سے کھڑے ہوتے ہی موریا کے ساتھی نے اس پر فائر کرنا چاہا۔ مگر موریا نے اشارے سے روک دیا۔

"خوب۔ تو تم بھی یہاں موجود ہو۔ فوہاگ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں اور عمران کو زندہ نہیں چھوڑ سکتی۔ میں موریا کے ساتھ ساتھ ریڈ کیٹ بھی ہوں اور اپنے ملک کی وفادار۔ میں رپورٹ لیے جا رہی ہوں اور اب تم چھٹی کرو"...... موریا نے انتہائی سپاٹ لہجے میں فوہاگ سے مخاطب ہو کر کہا۔ موریا کی بات سن کر فوہاگ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ موریا بھی ایسی ہو سکتی ہے۔

"م۔ م۔ موریا۔ تم کیا کہہ رہی ہو"...... فوہاگ نے شدید تعجب کے عالم میں کہا۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں۔ بائی۔ بائی"...... موریا نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر انہیں کچھ کہنا چاہا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کے ساتھی فوہاگ اور عمران پر گولیوں کی بارش کر دیتے۔ اچانک عمران کے ہاتھوں نے برق کی سی تیزی سے حرکت کی اور دوسرے لمحے اس کے سامنے پڑی ہوئی آفس ٹیبل اچھل کر موریا اور اس کے ساتھیوں پر جا گری۔ گولیاں چلیں ضرور مگر وہ میز میں گھس کر رہ گئیں اور اس کے ساتھ موریا کے ساتھیوں کی چیخیں بھی بلند ہوئیں۔ مگر موریا بے حد پھرتیلی نکلی۔ ابھی میز ہوا میں ہی تھی کہ اس نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ کمرے سے باہر جا چکی تھی۔ موریا کے دو ساتھی اس میز کے نیچے دب چکے تھے اور موریا رپورٹ لے کر جا چکی تھی اسی لمحے باہر سے ایک بار

پھر گولیاں چلنے کی آوازیں آنے لگیں اور عمران سمجھ گیا کہ بلیک زیرو اپنے ساتھیوں سمیت پہنچ گیا ہے۔ اس نے ایک لمحے کے لئے دروازے کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے دفتر کے پچھلے دروازے پر دوڑ کر پوری قوت سے کندھے کی ٹکر ماری اور دروازہ کھل گیا اور عمران جھپٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس نے فوہاگ کو بھی اس دروازے کی طرف لپکتا دیکھا۔ مگر وہ رکا نہیں کیونکہ وہ ہر قیمت پر بلیک زیرو اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ سے نکل جانا چاہتا تھا۔ موریا کے پیچھے جانے کی ضرورت اس نے اس لئے نہیں سمجھی کہ اسے اطمینان تھا کہ اصل رپورٹ اس کی جیب میں ہے۔ اس دروازے کے باہر ایک طویل راہداری تھی۔ وہ اس راہداری میں دوڑتا ہوا جب ایک موڑ مڑا تو اس نے اپنے آپ کو ایک چھوٹے سے کمرے میں پایا۔ اس کمرے میں آتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہاں سے باہر نکلنے کا راستہ چھت کی طرف ہے کیونکہ ایک تو سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ دوسرا کمرے کی چھت کے درمیان میں ایک بڑے سے ٹکڑے کے گرد سے روشنی چھن چھن کر اندر آ رہی تھی۔ عمران سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے ایک ہی جھٹکے سے چھت کے درمیان والے ٹکڑے کو دوسری طرف پھینک دیا اور خود پھرتی سے باہر آ گیا۔ باہر نکلتے ہی اس نے دیکھا کہ وہ فارم سے باہر کھیتوں کے قریب موجود ہے۔ شاید یہ فارم سے باہر نکلنے کے لئے خفیہ راستہ تھا۔ چنانچہ عمران باہر نکلتے ہی تیزی سے کھیتوں میں گھستا

چلا گیا اور پھر ہر گزرنے والا لمحہ اسے فارم سے دور ہی لئے چلا جا رہا تھا۔ تقریباً آدھ گھنٹے بعد وہ اپنی نئی رہائش گاہ کے کمرے میں موجود تھا۔ یہ کمرہ اس نے ایک چھوٹے سے ہوٹل میں عارضی طور پر حاصل کیا ہوا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اس کے فلیٹ پر کسی بھی لمحے سیکرٹ سروس کا ریڈ ہو سکتا ہے۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کیا اور پھر اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے اس نے جیب سے وہ فائنل رپورٹ نکالی۔ جس کے لئے اس نے اتنے چکر چلائے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی اتاری اور پھر اس کا ونڈ بٹن کھینچ کر اس نے ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کی اور بٹن کو اور زیادہ کھینچ لیا۔ چند لمحوں بعد ڈائل پر چھ کا ہندسہ جل اٹھا۔

"پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ۔ اوور"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"فوہاگ انٹرنیشنل۔ اوور"...... دوسری طرف سے فوہاگ کی آواز سنائی دی۔

"فوہاگ میرے دوست مجھے بعد افسوس ہے کہ موریا نے عین موقع پر غداری کی اور میں رپورٹ نہ بچا سکا۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ موریا ضرور سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ گئی ہو گی۔ اوور"۔ عمران نے میز پر پڑی ہوئی رپورٹ کو دیکھتے ہوئے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"میرے معصوم دوست۔ فوہاگ سے تمہارا سابقہ پہلی بار پڑا ہے۔ اس لئے تم مجھے اچھی طرح نہیں جانتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ موریا مجھے دغا دے گئی ہے اور اگر وہ سیکرٹ سروس کے ہاتھوں سے بچ نکلی تو میں اسے بھی دیکھ لوں گا۔ مگر تمہاری ہمدردی بیجا ہے کیونکہ رپورٹ میرے پاس موجود ہے اور میں آج ہی یہ ملک چھوڑ دوں گا۔ موریا غریب تو جعلی رپورٹ لے گئی ہے۔ بہرحال میں تمہارا شکریہ ضرور ادا کروں گا کیونکہ تم نے میرے لئے فارم سے باہر نکلنے کا بڑا آسان راستہ کھول دیا تھا۔ اوور"۔ فوہاگ نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا کہا۔ موریا جعلی رپورٹ لے گئی ہے۔ اوور"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہرے کنویں میں ڈوبتا جا رہا ہو۔

"ہاں میرے دوست میں نے سیف روم کے سیف سے اصلی رپورٹ نکال کر جعلی رپورٹ پہلے ہی رکھ دی تھی۔ جب چیانگ کے آدمیوں نے مجھے پکڑا تھا۔ اس وقت میں رپورٹ تبدیل کر کے ہی واپس آ رہا تھا۔ میں اس مقصد کے لئے وہاں گیا تھا۔ بائی۔ بائی۔ میں نے واپسی کی تیاری کرنی ہے۔ تمہارے تعاون اور ہمدردی کا بے حد شکریہ۔ اوور اینڈ آل"...... فوہاگ کی فخر میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بڑے ڈھیلے ہاتھ سے ونڈ بٹن بند کر دیا اور پھر رپورٹ اٹھا کر اسے غور سے دیکھنے

لگا۔ یہ رپورٹ کوڈ میں تھی۔ عمران چند لمحے بغور رپورٹ کو دیکھتا رہا پھر اس نے اس کو میز پر پھینک دیا۔ واقعی یہ رپورٹ جعلی تھی۔ مارس کوڈ میں صرف دو لفظ بار بار لکھے ہوئے تھے۔ فوہاگ انٹرنیشنل۔ فوہاگ انٹرنیشنل۔

جولیا کی جب آنکھ کھلی تو چند لمحے تو سکتے کی کیفیت میں بے حس پڑی رہی مگر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اور اس کے ذہن پر سابقہ واقعات کے نقش ابھرے۔ وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی اور اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اپنے آپ کو ایک کمرے میں قید پا کر اس کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار ابھر آئے۔ وہ یہ سوچ رہی تھی کہ نجانے اسے یہاں بے ہوش پڑے کتنا عرصہ گزر گیا ہے۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی اور اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھینچا مگر بے سود دروازہ بند تھا۔ جولیا نے ایک لمحے کے لئے تالے کی ساخت کا اندازہ لگایا اور پھر اس نے اپنی سکرٹ کے دامن کو ٹٹولا۔ چند لمحے بعد اس نے سلائی کے اندر سے ایک باریک مضبوط تار کھینچ لیا اور پھر تار کا ایک سرا موڑ کر اسے گھنڈی کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ گھنڈی والا سرا اس نے تالے کے اندر

ڈال دیا۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد جیسے ہی اس نے تار کو ایک ہلکا سا جھٹکا دیا۔ کھٹک کی آواز ابھری اور اس بار جب جولیا نے ہینڈل کو دبا کر کھینچا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ جولیا نے تار باہر نکالا اور پھر احتیاط سے دروازے سے باہر نکل آئی۔ یہ ایک راہداری تھی۔ وہ راہداری میں چلتی ہوئی جیسے ہی آگے بڑھی اس نے ایک کمرے کے دروازے کو کھلا ہوا دیکھا۔ وہ آہستہ آہستہ اس دروازے کی طرف بڑھی اور پھر اس نے بڑی احتیاط سے اس میں جھانک کر دیکھا تو وہ حیرت سے اچھل پڑی۔ کمرے میں موجود ایک صوفے پر اس نے کیپٹن شکیل کو بے ہوش پڑے دیکھا۔ کیپٹن شکیل کے علاوہ کمرے میں کوئی اور متنفس نہیں تھا۔ جولیا تیزی سے کمرے کے اندر داخل ہوئی اور پھر چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ کیپٹن شکیل کو ہوش میں لے آنے میں کامیاب ہو گئی۔

"جولیا تم"...... کیپٹن شکیل نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں میں۔ اب جلدی سے کھڑے ہو جاؤ۔ ہم دشمنوں کے گھیرے میں ہیں۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے"...... جولیا نے نرم لہجے میں کہا پھر کیپٹن شکیل اور جولیا نے مل کر پوری کوٹھی چھان ماری مگر کوئی متنفس نظر نہیں آیا۔ تمام کوٹھی خالی پڑی تھی۔

"چڑیاں اڑ گئیں جولیا"...... کیپٹن شکیل نے عمارت سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ دونوں ہم سے پیچھا چھڑانے میں کامیاب ہو گئے اور یہ بہت برا ہوا۔ یقیناً وہ فارم کی طرف گئے ہوں گے۔ اب ایکسٹو کی ناراضگی سہنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... جولیا نے جواب دیا۔ عمارت سے باہر نکل کر وہ جیسے ہی پورچ میں آئے۔ جولیا نے اپنی کار وہاں موجود دیکھی کیپٹن شکیل نے کار کو اچھی طرح چیک کیا۔ اسے خطرہ تھا کہ مجرموں نے اس میں کوئی بم وغیرہ نہ فٹ کر دیا ہو مگر ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ کار کو کسی نے چھوا تک نہیں تھا۔

"اس کا مطلب ہے وہ بہت جلدی میں یہاں سے نکلے ہیں"۔ جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے۔ جولیا نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور چند لمحوں بعد ان کی کار کوٹھی کے مین گیٹ سے باہر نکل آئی۔

"فارم کی طرف موڑو۔ شاید اب بھی ہم بروقت پہنچ جائیں"۔ کیپٹن شکیل نے جولیا سے کہا اور جولیا نے کار فارم کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دی۔ اس کی کار آندھی اور طوفان کی طرح فارم کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ جلد ہی وہ بائی روڈ کے سرے پر پہنچ گئے۔ پھر جیسے ہی جولیا نے بائی روڈ کی طرف کار کو موڑا اسے پوری قوت سے بریک لگانی پڑی کیونکہ سامنے سے ایک کار دھول اڑاتی اس کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ جولیا نے پھرتی سے ریورس گیئر لگایا اور کار پوری تیزی سے بیک گیئر میں چلتی ہوئی دوبارہ مین روڈ پر چڑھ گئی۔ اسی لمحے آنے والی کار بھی وہاں پہنچ گئی اور پھر جولیا کی کار کے

قریب رک گئی۔ اسے تنویر چلا رہا تھا اور کار میں ٹیم کے دوسرے ممبر بھی موجود تھے۔

"تم اب یہاں پہنچے ہو جب کہ کھیل ختم بھی ہو چکا ہے"۔ تنویر نے طنزیہ لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"مجرم رپورٹ اڑانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ایکسٹو کا چھاپہ ناکام رہا ہے"...... تنویر نے جواب دیا۔

"کیا ایکسٹو خود یہاں آیا تھا"...... جولیا نے سوال کیا۔

"ہاں مگر اس وقت کھیل ختم ہو چکا تھا۔ یہاں کا انچارج مر چکا ہے اور رپورٹ غائب ہے۔ گو مجرموں کے ساتھی قتل ہو چکے ہیں۔ مگر نہ ہی رپورٹ ملی ہے اور نہ اسے لے جانے والے مجرم وہ ایک خفیہ راستے سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... تنویر نے انہیں تمام تفصیل بتلائی۔

"اب ایکسٹو کہاں ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"وہ پہلے ہی جا چکا ہے۔ اس نے ہم سب کو واپس اپنے اپنے فلیٹوں میں جانے کا حکم دیا ہے"...... تنویر نے کہا اور پھر کار آگے بڑھا دی جبکہ جولیا نے دانت بھینچ لئے یہ سب کچھ اس کی اور کیپٹن شکیل کی حماقت سے ہوا تھا۔ اگر وہ غفلت نہ کرتے تو مجرم کبھی اس طرح کامیاب نہ ہو سکتے۔ بہرحال اب کیا ہو سکتا تھا۔ کیپٹن شکیل اتر کر تنویر والی کار میں چلا گیا کیونکہ اس کا فلیٹ ادھر ہی پڑتا تھا۔ جولیا نے

کار آگے بڑھا دی۔ وہ کار چلاتے ہوئے یہ سوچ رہی تھی کہ نہ جانے ایکسٹو اس کی غفلت پر اس سے کیا سلوک کرے۔ اگر کسی طرح وہ فوہاگ اور اس کی سیکرٹری کا پتہ چلا لے تو ایکسٹو کی نظروں میں اپنی پوزیشن بحال کر سکتی ہے۔ یہی سوچتی ہوئی وہ جب سرکلر روڈ کے کراسنگ سے مڑی تو اس کی اچٹتی ہوئی نظریں کراسنگ پر موجود شوبرا ہوٹل کی بائیس منزلہ عمارت پر پڑیں اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑی اسے دسویں منزل پر جانی پہچانی صورت نظر آ گئی۔ گو وہ صورت اسے صرف ایک لمحے کے لئے نظر آئی تھی۔ مگر اس کا ذہن کھٹک گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس نے موریا بلوگن کو دیکھا ہے۔ گو ایک لمحے میں جو شکل اسے نظر آئی تھی وہ موریا بلوگن کی نہیں تھی مگر ایک عورت ہونے کے ناطے اس کے نقش و نگار اس کے ذہن میں محفوظ تھے۔ مردوں اور عورتوں کی نفسیات میں یہی تو ایک فرق ہے۔ مرد ہمیشہ کسی بھی صورت کا مجموعی تاثر یاد رکھتے ہیں جب کہ عورتیں علیحدہ علیحدہ نقش و نگار کو یاد رکھتی ہیں۔ جولیا نے فوراً ہی کار ایک کارنر میں کھڑی کی اور پھر تیزی سے سڑک کراس کر کے وہ شوبرا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے ایک بار پھر اس کھڑکی کو چیک کیا مگر اب وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ بہرحال اس نے چیک کر لیا کہ یہ ہوٹل کی دسویں منزل کی بائیں طرف سے سولہواں کمرہ تھا۔ مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ سیدھی لفٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد وہ دسویں منزل پر پہنچ چکی تھی۔ اس

نے اندازہ لگا کر بائیں سائیڈ سے سولہویں کمرے کے دروازے پر دستک دی۔چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا اور دروازہ کھولنے والی کی شکل دیکھتے ہی اسے مکمل یقین ہو گیا کہ وہ صحیح جگہ پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ دروازہ کھولنے والی کوئی بات کرتی جولیا اسے دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔

عمران نے جیسے ہی آفس ٹیبل اس کے ساتھیوں پر پھینکی۔موریا بلوگن نے پھرتی سے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ کمرے کے دروازے سے باہر تھی۔اس نے اپنے ساتھیوں کی چیخیں ضرور سنی تھیں مگر اس وقت اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ اس نے ہر قیمت پر وہ رپورٹ یہاں سے نکال لے جانی ہے۔کمرے سے باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو گئی۔ہر طرف گولیوں کی بارش ہو رہی تھی۔اس کے ساتھی بھی مختلف چیزوں کی آڑ سے آنے والوں پر جو یقیناً ایکسٹو اور اس کی ٹیم کے آدمی تھے گولیاں برسا رہے تھے۔موریا بلوگن کی تیز نظریں کسی سرچ لائٹ کی طرح گھوم رہی تھیں۔پھر اسے ستون سے تھوڑی دور ایک چھوٹی سی منڈیر نظر آ گئی۔وہ تیزی سے فرش پر لیٹ گئی اور پھر رینگتی ہوئی اس منڈیر کی آڑ میں پہنچ گئی۔ گولیاں اس کے جسم سے چند انچ اوپر گزر رہی تھیں۔منڈیر کی آڑ میں

پہنچتے ہی وہ براہ راست حملے کی زد سے نکل آئی اور دوسرے لمحے اس نے پھرتی سے جمپ لگایا اور ایک راہداری کے ستون کی اوٹ میں چلی گئی۔ اسے معلوم تھا کہ اس راہداری میں جو کمرے ہیں۔ وہ فارم کے شکستہ ہال کے عین نیچے ہیں۔ اس کے آدمی نے جو شروع سے ہی یہاں موجود تھا فارم کا اندرونی اور بیرونی نقشہ اسے پہنچا دیا تھا۔ چنانچہ راہداری میں پہنچتے ہی وہ تیزی سے ایک کمرے میں گھستی چلی گئی۔ اندر جاتے ہی اس نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک کم پاور کا ہینڈ گرنیڈ نکالا اور دانتوں سے اس کی پن کھینچ کر اس نے پوری قوت سے اسے چھت کے ایک کونے میں مار دیا اور خود کمرے کی دیوار سے چمٹ گئی۔ بم جیسے ہی چھت سے ٹکرایا ایک زور دار دھماکہ ہوا اور چھت کا وہ حصہ اڑ گیا اور کمرہ گرد سے اٹ گیا۔ چھت کا زیادہ تر ملبہ بم کی پشنگ پاور کی وجہ سے باہر ہی گرا۔ البتہ کچھ ملبہ اندر بھی گرا۔ موریا بلوگن چند لمحے تک دیوار سے چمٹی گرد کے چھٹنے کا انتظار کرتی رہی۔ اسے خطرہ تھا کہ بم کا دھماکہ سن کر یقیناً حملہ آور ادھر متوجہ ہو گئے ہوں گے اور وہ ان کے آنے سے پہلے ہی یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔ چند لمحوں بعد ہی گرد قدرے بیٹھ گئی اور اسے چھت والے شگاف سے آسمان نظر آنے لگ گیا۔ موریا بلوگن نے بڑی پھرتی سے اپنی کمر میں ہاتھ ڈالا اور کمر کے گرد لپٹی ہوئی سیاہ رنگ کی باریک رسی کھلتی چلی گئی پھر اس نے پلک جھپکنے میں رسی کا ایک سرا ہاتھ میں پکڑا اور دوسرا شگاف کی

طرف اچھال دیا۔ رسی کے دوسرے سرے پر ایک چھوٹا سا ہک لگا ہوا تھا۔ پہلی ہی کوشش میں وہ ہک شگاف سے ہوتا ہوا چھت کے کسی رخنے میں اٹک گیا۔ موریا بلوگن نے ایک جھٹکا دے کر رسی کی مضبوطی کا اندازہ لگایا اور دوسرے لمحے وہ رسی پکڑے دیوار سے پیر لگاتی ہوئی کسی ماہر فن بازی گر کی طرح اوپر چڑھتی چلی گئی۔ جیسے ہی وہ شگاف کے قریب پہنچی اس کے حساس کانوں میں راہداری میں بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں آئیں اور موریا بلوگن ایک جمپ لے کر شگاف سے دوسری طرف جا پڑی۔ شگاف کراس کرتے ہی وہ پھرتی سے اٹھی اور دوڑتی ہوئی شکستہ ہال کی پچھلی دیوار کے قریب آئی یہ دیوار قدرے شکستہ تھی اس لئے ایک ہی جمپ میں وہ دیوار کے اوپر پہنچ گئی تھی۔ دیوار سے ہوتی ہوئی وہ سائیڈ کے کمرے کی چھت پر چڑھ گئی اور چند ہی لمحوں میں وہ فارم کی بیرونی سائیڈ پر پہنچ گئی۔ اس سائیڈ میں دور دور تک کھیت پھیلے ہوئے تھے جن میں قد آدم فصل موجود تھی۔ موریا بلوگن نے ایک نظر ادھر ادھر ڈالی اور پھر اس نے جمپ لگا دیا اور کسی پرندے کی طرح اڑتی ہوئی عین فصل کے درمیان جا گری۔ فصل کی وجہ سے اس کے گرنے کا دھماکہ نہیں ہوا۔ چنانچہ جیسے ہی اس کے پیروں نے زمین پکڑی اس نے اپنے جسم کو اوپر اچھالا اور پھر قلابازی کھا کر وہ سیدھی ہو گئی۔ اب وہ فصل میں سیدھی کھڑی تھی۔ اتنی بلندی سے گرنے کے باوجود اسے ذرہ برابر بھی چوٹ نہیں آئی تھی۔ یہ پیراٹروپنگ کا مخصوص فن تھا جس

کی وجہ سے بلندی سے گرنے کے باوجود آدمی چوٹ نہیں کھاتا تھا۔ سیدھے ہوتے ہی وہ کسی لومڑی کی طرح بائیں سائیڈ کی طرف بھاگتی چلی گئی۔ گو فصل بے حد گھنی تھی مگر موریا بلوگن کی رفتار خاصی تیز تھی۔ وہ جلد از جلد خطرے کی حدود سے باہر نکل جانا چاہتی تھی۔ کافی دور تک بھاگنے کے بعد اچانک فصل ختم ہو گئی اور وہ سڑک پر پہنچ گئی۔ سڑک پر نکلنے سے پہلے اس نے سیاہ رنگ کا چست لباس اتار کر وہیں پھینک دیا۔ نیچے اس نے شوخ رنگ کا سکرٹ پہنا ہوا تھا۔ اس نے سکرٹ کی جیب میں رپورٹ کا اطمینان کیا اور پھر پیشانی کے کنارے پر چٹکی بھری دوسرے لمحے ایک باریک جھلی اس کے چہرے پر سے اترتی چلی گئی۔ اب وہ ایک اور میک اپ میں تھی۔ اس نے جھلی وہیں پھینکی اور پھر جمپ لگا کر وہ سڑک پر چڑھ گئی۔ اب وہ ایک عام عورت کی طرح بڑے اطمینان سے سڑک پر چل رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ تقریباً دو فرلانگ کے بعد ایک چوک آتا ہے جہاں ایک سینما موجود تھا۔ وہاں سے اسے بآسانی ٹیکسی مل سکتی ہے اور وہی ہوا۔ چوک میں پہنچتے ہی خالی ٹیکسی اسے مل گئی اور اس نے پچھلی نشست پر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور کو شوبرا ہوٹل چلنے کے لئے کہا اور ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ موریا بلوگن نے نشست سے ٹیک لگاتے ہوئے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ کامیاب و کامران لوٹی تھی۔ رپورٹ اس کی جیب میں تھی۔ وہ دل ہی دل میں عمران اور فوہاگ کا تصور کر رہی تھی جو اس کے مقابلے میں شکست کھا گئے تھے۔

فوہاگ کے ساتھ وہ ایک خاص مشن کے تحت شامل ہوئی تھی۔ اس کا ملک دراصل براہ راست سامنے نہیں آنا چاہتا تھا اس لئے وہ فوہاگ کی آڑ لے کر کام کرنا چاہتی تھی اس لئے وہ فوہاگ کی سیکرٹری بنی اور پھر فوہاگ کو اپنے حسن کے جال میں قید کر کے وہ یہاں تک پہنچ گئی اور آخر کامیابی نے اس کے قدم چومے تھے۔ ٹیکسی ہوٹل شوبرا کے پورچ میں رک گئی۔ موریا باہر نکلی اور ٹیکسی ڈرائیور کو بڑا نوٹ دے کر وہ ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گئی۔ شوبرا ہوٹل میں اس نے کمرہ پہلے ہی بک کرا رکھا تھا۔ اس ہوٹل کو منتخب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اوپر کی منزلوں میں لے جانے والی لفٹیں ہوٹل کی انٹرنس کے بالکل قریب تھیں اور لفٹوں پر چڑھنے اترنے کے لئے کاؤنٹر کلرک کے سامنے سے ہو کر نہیں گزرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ انٹرنس میں داخل ہوتے ہی وہ لفٹ پر سوار ہوئی اور پھر چند لمحوں میں وہ دسویں منزل پر پہنچ چکی تھی۔ اس نے ایک نظر کمروں کے نمبروں پر ڈالی۔ اس کا نمبر دو سو دس تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر جیب سے چابی نکال کر اس نے لاک کھولا اور پھر کمرے میں داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ دروازہ بند کر کے وہ سیدھی کرسی کی طرف بڑھی اور پھر اس نے جیب سے رپورٹ نکال کر سامنے رکھ لی اور بڑی مسرور نظروں سے رپورٹ کو دیکھنے لگی۔ یہ رپورٹ دس صفحات پر مشتمل تھی اور کسی مخصوص کوڈ میں لکھی گئی تھی۔ وہ چند لمحوں تک بغور اسے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے میز کی دراز

سے کاپی پنسل نکال کر رپورٹ کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا۔ شروع شروع میں کوڈ اس کی سمجھ میں نہیں آیا مگر جلد ہی اسے حل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ یہ تحریر ایلفا بیٹیا کوڈ میں لکھی گئی تھی۔ تحریر کو ڈی کوڈ کر کے اسے بے حد مسرت ہوئی کیونکہ اصل رپورٹ ساتھ لئے پھرنا اس کی نظر میں انتہائی خطرناک کام تھا اور وہ چاہتی تھی کہ وہ اس تحریر کو اپنے مخصوص کوڈ میں ری کوڈ کر کے ساتھ لے جائے اور اصل رپورٹ کو جلا دے اس طرح وہ اس رپورٹ کو بڑی آسانی سے اس ملک سے منتقل کر سکے گی۔ چنانچہ اس نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ رپورٹ کی پہلی سطر کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا مگر جب پہلی سطر ڈی کوڈ ہوئی تو موریا بلوگن کے ہاتھ سے پنسل پھسل کر نیچے گر پڑی اور اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ سکتے کے عالم میں کاپی پر لکھی ہوئی تحریر کو دیکھ رہی تھی۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔ ہیلو فرینڈز پرنس آف ڈھمپ علی عمران آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے۔

"یہ رپورٹ میں علی عمران کہاں سے آ دھمکا۔ علی عمران۔ علی عمران"...... موریا کے ذہن میں لگاتار اس الفاظ کے دھماکے ہو رہے تھے اور پھر اس نے چونک کر رپورٹ اٹھائی اور دوسرے لمحے اس پر ایک اور حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ تمام رپورٹ اسی ایک فقرے کی بار بار تکرار پر مشتمل تھی۔ یہی فقرہ الٹ پھیر کر لکھا گیا تھا۔

"تو یہ رپورٹ جعلی ہے اور اصلی رپورٹ علی عمران لے گیا ہے"۔ موریا بلوگن کے ذہن میں دھماکہ ہوا اور وحشت، غصے اور شکست کے تصور سے اس کا خون کھول اٹھا۔ اس کا خوبصورت چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا۔ اس نے رپورٹ کو اٹھا کر فرش پر پھینک دیا اور پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا ذہن غصے کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو گیا تھا۔ وہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ وہ احمق عمران اس حد تک خطرناک کھیل کھیلے گا اور وہ موریا بلوگن جو اپنے آپ کو فاتح اعظم سمجھے بیٹھی تھی۔ اس بری طرح عمران کے ہاتھوں بے وقوف بن جائے گی۔ اس کا رواں رواں سلگ اٹھا۔ خون کے درجہ حرارت کو معمول پر لے آنے اور غصے کو قابو میں کرنے کے لئے وہ اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگی۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ بری طرح چیخنا شروع کر دے، زار و قطار روئے، اپنے کپڑے پھاڑ دے۔ اسے بے پناہ گھٹن کا احساس ہو رہا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا سانس گھٹ جائے گا مگر وہ غیر معمولی صلاحیتوں کی مالک تھی اس لئے اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی پوری کوشش کی اور پھر آہستہ آہستہ اس کا ذہن معمول پر آتا گیا۔ گھٹن سے بچنے کے لئے ایک دو لمحوں کے لئے وہ کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی مگر فوراً ہی وہاں سے ہٹ گئی۔ وہ اس وقت مجرم تھی اور کھڑکی سے کسی کی نظروں میں چڑھ سکتی تھی گو وہ اس وقت بھی میک اپ میں تھی مگر ابھی احتیاط لازمی تھی مگر اس کی یہ احتیاط بے سود رہی کیونکہ جو کچھ اس نے سوچا تھا

وہی ہوا۔ کھڑکی میں جاتے ہی جولیا کی نظروں میں چڑھ چکی تھی۔ جب موریا بلوگن کے حواس ٹھکانے پر آئے تو اس نے ایک طویل سانس لی اور فرش پر بکھرے ہوئے رپورٹ کے کاغذات سمیٹنے شروع کر دیئے۔ کاغذات سمیٹ کر اس نے جیسے ہی میز پر رکھے اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی اور موریا بلوگن چونک کر دروازے کی طرف مڑی۔ پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا اور ریوالور والے ہاتھ کو پشت کی طرف کئے وہ آگے بڑھی اور پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر ایک غیر ملکی لڑکی کھڑی تھی اس سے پہلے اس نے جولیا کو کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے وہ اسے پہچان نہ سکی۔ اس سے قبل کہ وہ اس سے کچھ پوچھتی جولیا اسے زبردستی دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہو گئی اور اس نے پیر کی ایڑی مار کر دروازہ بند کر دیا۔ موریا بلوگن ایک لمحے کے لئے اس کی اس اچانک آمد پر بوکھلا گئی مگر جلد ہی اس نے اپنے آپ پر قابو پا لیا۔ جولیا نے اندر آتے ہی موریا بلوگن پر ہاتھ اٹھایا مگر اس کا ہاتھ ہوا میں ہی جھول کر رہ گیا کیونکہ عین اسی لمحے اس کی نظریں میز پر پڑی ہو رپورٹ پر پڑ گئیں اور وہ ذہنی طور پر اس رپورٹ کی طرف متوجہ ہو گئی۔ موریا بلوگن نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اس نے ریوالور سامنے کیا اور انتہائی سخت لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اپنے ہاتھ اٹھا لو ورنہ میرا بے آواز ریوالور تمہارے خوبصورت جسم میں سوراخ کر دے گا"۔ جولیا اس کی آواز سن کر فوری طور پر

سنبھل گئی اور اس نے سائیلنسر لگے ریوالور کو ایک نظر دیکھا اور پھر بڑے معنی خیز انداز سے میز پر پڑی ہوئی رپورٹ کی طرف نظریں گھمائیں۔ اسی لمحے اس کے ذہن میں ایکسٹو کا خیال آ گیا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ رپورٹ حاصل کر کے ایکسٹو کو پہنچا دے تو نہ صرف تمام گلہ شکوہ دور ہو جائے گا بلکہ ایکسٹو کی نظروں میں اس کا مقام بھی پہلے کی نسبت کہیں زیادہ بلند ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ذہن پر ناکامی کی جھلاہٹ بھی چھائی ہوئی تھی اس لئے اس نے اپنی جان پر کھیل جانے کا فیصلہ چند لمحوں میں کر لیا۔ چنانچہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ یوں اوپر اٹھائے جیسے کہ وہ موریا بلوگن کے حکم کی تعمیل کر رہی ہو مگر جیسے ہی اس کے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں تک پہنچے اس نے اچانک پوری قوت سے ہاتھ گھما کر ہتھیلی موریا بلوگن کے اس ہاتھ پر ماری جس میں اس نے ریوالور پکڑا ہوا تھا۔ جولیا کے اس اچانک وار سے موریا کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔ موریا ایک لمحے کے لئے اس اچانک وار سے بوکھلا اٹھی مگر دوسرے لمحے اس نے برق کی سی تیزی سے جھکائی دی اور پھر جولیا جیسے ہی زد میں آئی اس نے کھڑی ہتھیلی جولیا کے پہلو میں ماری اور جولیا اچھل کر دو فٹ دور میز پر جا گری۔ میز پر گرتے ہی جولیا سیدھی ہوئی اسی لمحے موریا نے اس پر چھلانگ لگا دی مگر جولیا اب مقابلے کے لئے پوری طرح تیار تھی۔ وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گئی اور موریا اپنے ہی زور میں پھسلتی ہوئی سر کے بل دوسری طرف رکھی کرسی میں گھستی

چلی گئی۔ جولیا میز سے اٹھتے وقت ہی رپورٹ اٹھا چکی تھی۔ اس لئے جیسے ہی موریا کرسی پر گری جولیا نے چھلانگ لگادی اور وہ دروازہ کے قریب پہنچ گئی۔ اس سے پہلے کہ موریا اٹھ کر اس کی طرف لپکتی۔ جولیا نے جھٹکے سے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ اس کے لفٹ کی طرف دوڑنے کی آواز موریا بخوبی سن رہی تھی۔ موریا بڑے اطمینان سے کرسی سے اٹھی اس نے سر کے بکھرے ہوئے بالوں کو جھٹکا دے کر سیدھا کیا اور پھر بیرونی کھڑکی کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ تھی۔ چونکہ وہ رپورٹ کی حقیقت جان چکی تھی۔ اس لئے اب اس کے پیچھے جانا حماقت کے سوا کچھ نہیں تھا مگر وہ حیران صرف اس بات پر تھی کہ یہ لڑکی کون ہے اور اسے اس کی یہاں موجودگی کا علم کیسے ہو گیا۔ کھڑکی سے اس نے دیکھا کہ جولیا مین گیٹ سے نکلی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی سڑک کراس کر کے دوسری سائیڈ پر کھڑی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کار کے قریب پہنچ کر اس نے سر اٹھا کر ایک نظر موریا کے کمرے کی کھڑکی کی طرف دیکھا۔ موریا نے اسے دیکھ کر یوں ہاتھ ہلایا۔ جیسے اسے بائی بائی کہہ رہی ہو۔ اس کی حرکت پر موریا نے اتنی دور سے بھی جولیا کے چہرے پر ناچنے والی بوکھلاہٹ صاف دیکھ لی۔ وہ جولیا کی بوکھلاہٹ کو اچھی طرح سمجھتی تھی کہ ایک تو جولیا اس سے اتنی اہم ترین رپورٹ لے کر جا رہی ہے اور موریا اس کا پیچھا کرنے کے بجائے الٹا اسے الوداع کہہ رہی ہے۔ جولیا نے ایک جھٹکے سے کار کا دروازہ کھولا اور دوسرے

لمحے کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ جیسے ہی کار آگے بڑھی موریا نے کار کا نمبر دیکھ لیا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑی کار کا نمبر پہلے اس کے ذہن میں محفوظ تھا اور پھر یاد آگیا کہ یہ وہی کار ہے جو ان کے سابقہ اڈے کے پورچ میں کھڑی تھی اور یہ یقیناً وہی لڑکی ہے جسے فوہاگ بے ہوش کر کے کمرے میں ڈال آیا تھا۔ اب وہ سمجھ گئی کہ سیکرٹ سروس کی ممبر جولیا ہے جس کے متعلق عمران نے انہیں شروع سے آگاہ کر دیا تھا۔ چند لمحے وہ کھڑکی میں کھڑی رہی پھر ایک طویل سانس لے کر مڑی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ فوراً ہی یہ کمرہ چھوڑ دینا چاہتی تھی کیونکہ یہ کمرہ سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ چکا تھا اور اسے ابھی اصل رپورٹ کے متعلق بھی معلوم کرنا تھا کہ وہ کس کے پاس ہے۔ یہی سوچتی ہوئی وہ کمرے سے باہر آئی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی لفٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ٹائیگر بڑے چوکنے انداز میں دفتر کے باہر ایک سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر چپڑاسیوں کی وردی تھی اور اس حلیے میں وہ ایک فرض شناس چپڑاسی نظر آ رہا تھا۔ گو ٹائیگر اس وقت باہر سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ مگر اس کے حساس کان دفتر کے اندر ہونے والی گفتگو پر لگے ہوئے تھے۔ یہ سیکارو پوائنٹ کا مین آفس تھا اور مین آفس میں اس وقت چھ سات انجینئر اکٹھے تھے ان کے درمیان سانی زبان میں گفتگو جاری تھی۔ ٹائیگر گو اچھی طرح یہ زبان نہیں جانتا تھا۔ مگر یہ زبان اسے اس حد تک ضرور آتی تھی کہ وہ ان کا مفہوم سمجھ سکتا اور ٹوٹی پھوٹی زبان میں اپنا مطلب چلا لیتا۔ شاید اسی بناء پر ان انجینئروں نے اس چپڑاسی کا انتخاب کیا تھا۔ جس کے میک اپ میں وہ اس وقت موجود تھا اور ٹائیگر بھی انہی پوائنٹس کو سامنے رکھتے ہوئے اس چپڑاسی کا میک اپ کیا تھا۔ ٹائیگر کے ذہن میں اندر سے سنائی دینے

والی مدھم سی گفتگو سن کر دھماکے ہو رہے تھے کیونکہ جس حد تک وہ سمجھا تھا۔ اس لحاظ سے فائنل رپورٹ کو فائنل ٹچ دیا جا رہا تھا۔ وہ یہ رپورٹ ابھی ہیڈ کوارٹر بھیجنے والے تھے اور ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ رپورٹ یہاں سے جائے تو وہ عمران کو اطلاع دے یا پہلے ہی دے دے آخر اس نے سوچا کہ وہ پہلے ہی عمران کو اطلاع دے دے تاکہ عمران بروقت رپورٹ حاصل کرنے کا انتظام کر لے۔ رپورٹ لے جانے کا انتظام بے حد خفیہ رکھا گیا تھا اور ٹائیگر سرتوڑ کوششوں کے باوجود اس انتظام کے متعلق معلوم نہیں کر سکا تھا۔ ورنہ وہ خود ہی رپورٹ راستے میں حاصل کر لینے کا پروگرام بنا لیتا۔ بہرحال اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور پھر سوئیاں گھما کر اس نے ساڑھے بارہ کی پوزیشن میں کیں اور ونڈ بٹن کو اور زیادہ کھینچا۔ ونڈ بٹن کھینچتے ہی بارہ کا ہندسہ جلنے بجھنے لگا اور ٹائیگر نے گھڑی کو یوں کان سے لگا لیا۔ جیسے وہ اندازہ کر رہا ہو کہ گھڑی چل رہی ہے یا بند ہو گئی ہے۔ اسی لمحے اس کے کان میں عمران کی مدھم سی آواز گونجی۔

"عمران سپیکنگ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ٹائیگر سپیکنگ۔ باس رپورٹ ابھی ہیڈ کوارٹر بھیجی جا رہی ہے۔ رپورٹ لے جانے کا انتظام کا پتہ نہیں چل سکا۔ اوور"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تم کسی پوزیشن میں ہو۔ اوور"...... عمران نے دوسری طرف

سے سوال کیا۔
"میں مین آفس میں چپڑاسی کے روپ میں ہوں۔ اوور"۔ ٹائیگر نے دبے دبے لہجے میں کہا۔
"تم وہیں رہنا جب تک میں تمہیں واپسی کی کال نہ دوں اور اپنی آنکھیں کھلی رکھنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسری پارٹیوں کے افراد بھی وہیں موجود ہوں اور وہ وہیں کوئی گڑ بڑ کر دیں۔ اوور"...... عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔
"او کے باس میں خیال رکھوں گا اور آپ رپورٹ حاصل کرنے کا پروگرام بنائیں۔ اوور"..... ٹائیگر نے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔
"میری فکر نہ کرو اور اپنا کام کرو۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے سخت لہجے میں جواب دیا اور ٹائیگر نے ایک لمحے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ونڈ بٹن ذرا سا دبا کر وقت دوبارہ درست کیا اور پھر ونڈ بٹن پوری طرح دبا دیا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہے۔ اس لئے اب وہ قدرے اطمینان سے سٹول پر بیٹھ گیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ آفس کے اندر سے آنے والی آوازیں بند ہو چکی تھیں۔ وہ تیزی سے سٹول سے اٹھا اور مین آفس کے دروازے کی طرف لپکا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھولتا، دروازہ کھلا اور پھر چیف انجینئر باہر نکلا۔ ٹائیگر نے اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔
"اب تم جاؤ چھٹی کرو کام ختم ہو گیا"...... چیف انجینئر نے

مسکراتے ہوئے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے ادب سے سلام کر دیا۔ چیف انجینئر سلام کا جواب دے کر آگے بڑھ گیا۔ مگر ٹائیگر کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی کیونکہ اس نے چیف انجینئر کے چہرے پر بڑی پراسرار سی مسکراہٹ رینگتی ہوئی دیکھ لی تھی۔ وہ خاموش وہاں کھڑا رہا۔ ویسے اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ رپورٹ ہیڈ کوارٹر بھیجی جا چکی ہے۔ مگر چیف انجینئر کے چہرے پر اطمینان کے بجائے پراسراریت کیوں ہے۔ اس بات کی سمجھ اسے نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے وہ دروازے کے قریب کھڑا ہوا اسے اطمینان سے پارکنگ شیڈ کی طرف جاتا دیکھ رہا تھا۔ مگر دوسرے لمحے وہ اچھل پڑا۔ جب اس نے آفس کی عمارت کے عقبی حصے میں جہاں دوسرے انجینئروں کے کمرے تھے۔ بے تحاشا گولیاں چلنے کی آوازیں سنیں۔ وہ گولیوں کی آوازیں سن کر تیزی سے دفتر میں جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ پھر ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے واضح طور پر دیکھا کہ چیف انجینئر گولیوں کی آوازیں سن کر ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا۔ وہ اس وقت اپنی کار سے چند ہی قدم دور تھا اور اس کا پرسنل ڈرائیور کار کا دروازہ کھولے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ مگر گولیوں کی آواز سن کر چیف انجینئر ٹھٹھکا ضرور مگر فطری طور پر واپس مڑنے کی بجائے وہ اچھل کر ڈرائیور کی طرف گیا اور پھر کار کے قریب پہنچ کر اس کے وہ ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا جس میں اس نے بریف کیس پکڑا ہوا تھا مگر دوسرے لمحے جب وہ تیزی سے واپس مڑا تو اس کے ہاتھ میں بریف

کیس نہیں تھا اور اب وہ تیزی سے آفس کی طرف دوڑ رہا تھا۔ ادھر ڈرائیور نے اس کے مڑتے ہی پھرتی سے دروازہ بند کیا اور دوسرے لمحے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر اس حیرت انگیز ڈرامے کو دیکھ کر شش و پنج میں تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ کہ اچانک اس کے قریب دروازہ ایک دھماکہ سے کھلا اور پھر ایک اور چپڑاسی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے اچھل کر باہر آیا اور ادھر سے چیف انجینئر بھی تیزی سے بھاگتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ کمرے سے نکلنے والے مسلح چپڑاسی نے چیف انجینئر کو دیکھتے ہی اس پر فائر کھول دیا اور پھر اس کی مشین گن سے نکلنے والی گولیاں بارش کی طرح چیف انجینئر کے سینے پر پڑیں اور وہ ایک بھیانک چیخ مار کر الٹ گیا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے برق کی سی تیزی سے حرکت کی اور پوری قوت سے حملہ آور چپڑاسی پر چھلانگ لگائی۔ مگر حملہ آور کی چھٹی حس بھی شاید اس سے ہوشیار ہو چکی تھی۔ جیسے ہی ٹائیگر اچھل کر اس کی طرف بڑھا اس نے پھرتی سے مڑ کر ٹائیگر پر گولیوں کی بارش کر دی۔ ٹائیگر کے بچنے کا ایک فیصد بھی چانس نہیں تھا کیونکہ وہ گولیوں کے قطعی نشانے پر تھا۔ مگر شاید قدرت کو ابھی اس کی زندگی منظور تھی کہ حملہ آور چپڑاسی کا تیزی سے مڑتے وقت چکنے فرش پر پیر پھسل گیا اور وہ پشت کے بل نیچے گرا اور گولیاں سیدھی فضا میں نکلتی چلی گئیں اور پھر پلک جھپکنے میں ٹائیگر اس کے اوپر جا گرا۔ حملہ آور نے مشین گن نیچے کرنے کی کوشش کی مگر ٹائیگر بھلا اب اسے کہاں موقع دیتا تھا۔

اس نے اس کے اوپر گرتے ہی پوری قوت سے ہاتھ مشین گن پر مارا اور مشین گن ایک جھٹکا کھا کر دور جا گری۔ حملہ آور نے فوراً ہی کروٹ بدلی اور ٹائیگر الٹ کر نیچے گر پڑا۔ حملہ آور نے پوری قوت سے گھٹنا ٹائیگر کے پیٹ میں مارا۔ ادھر ٹائیگر نے نیچے گرتے ہی پوری قوت سے سر کو جھٹکا دیا اور پوری طاقت سے حملہ آور کی ناک پر ٹکر ماری اور پھر اس نے اپنے جسم کو فضا میں جھٹکا دے کر اچھالا اور کسی پرندے کی طرح فضا میں قلابازی کھا کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ حملہ آور نے بھی اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر اس سے پہلے ٹائیگر نے قریب پڑی ہوئی مشین گن پر جھپٹا مارا اور اسے اٹھاتے ہی فائر کھول دیا اور فائر کھولتا ہوا سیدھا ہو گیا۔ اس کے لئے ایسا کرنا بے حد ضروری ہو گیا تھا کیونکہ جیسے ہی وہ مشین گن کی طرف جھپٹا تھا۔ حملہ آور نے پھرتی سے اپنی جیب سے ریوالور نکالنا چاہا تھا اور ٹائیگر جانتا تھا کہ ایسے موقعوں پر کس برق رفتاری سے حملہ کیا جاتا ہے۔ ٹائیگر نے اسے جیب سے ریوالور نکالنے کا موقع ہی نہیں دیا اور اس پر فائر کھول دیا۔ حملہ آور کو تڑپنے کی بھی مہلت نہ ملی۔ پھر جیسے ہی وہ اطمینان کی سانس لے کر سیدھا ہوا اس نے دیکھا کہ ادھر ادھر سے ساتھ ستر افراد اکٹھے ہو چکے تھے۔ مگر وہ سب فائرنگ کے خوف سے دیواروں کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے۔ پھر جیسے ہی ٹائیگر سیدھا ہوا وہ سب اس کی طرف دوڑ پڑے۔ اسی لمحے ٹائیگر کی نظریں چیف انجینئر پر پڑیں۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ چیف انجینئر ابھی تک زندہ تھا۔ اس

کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ لوگ اس کے قریب پہنچتے ٹائیگر تیزی سے چیف انجینئر کی طرف جھپٹا اور اس کے منہ سے کان لگادیئے۔ چیف انجینئر نے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں دو لفظ کہے۔

"موٹان۔ اصل رپورٹ"...... اور اس کے بعد ایک ہچکی لے کر گردن ڈال دی۔ چند لمحوں میں سب لوگوں نے ٹائیگر کو گھیر لیا۔ ان میں پوائنٹ کے مسلح دربان بھی تھے۔ وہ سب ٹائیگر کی بہادری کی داد دے رہے تھے۔ جس نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حملہ آور کو مار گرایا تھا۔ پھر ٹائیگر کو ان کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ پوائنٹ کے پانچ اور بڑے بڑے انجینئر بھی قتل ہو چکے ہیں۔ پانچ حملہ آور مقابلہ میں مر چکے ہیں اور ایک کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔ مگر اس نے خودکشی کر لی تھی۔ ٹائیگر کو جب ان مقتول انجینئروں کے ناموں کا علم ہوا تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ پانچوں انجینئر وہی تھے۔ جنہوں نے چیف انجینئر کے ساتھ مل کر رپورٹ تیار کی تھی۔ ٹائیگر کو ایک کمرے میں لے جایا گیا اور پھر اس پر چاروں طرف سے سوالوں کی بوچھاڑ ہو گئی۔ اس نے سادہ لفظوں میں روئیداد سنا دی۔ مگر وہ چیف انجینئر کے الفاظ اور کار والی حرکت کو صاف چھپا گیا۔ اس کے ذہن میں بار بار مرتے ہوئے چیف انجینئر کے الفاظ گھوم رہے تھے اور اس کے ساتھ ہی کار والی حرکت، آخر وہ اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ دراصل یہاں بھی ڈرامہ کھیلا گیا ہے۔ اصل رپورٹ کی بجائے جعلی رپورٹ تیار کر کے ہیڈ کوارٹر بھیجی گئی ہے

اور اصل رپورٹ چیف انجینئر کا ڈرائیور لے گیا ہے۔ کہاں لے گیا ہے اس کا علم اسے نہیں تھا۔ لفظ "موٹان" پر بہتیرا غور کرنے کے باوجود وہ اسے سمجھ نہ سکا تھا۔ آہستہ آہستہ جب اس کے اردگرد رش ختم ہوا تو اس نے عمران کو اس بات کی اطلاع دینے کے لئے اپنی کلائی کی گھڑی سنبھالی۔ مگر دوسرے لمحے اس کا دماغ بھک کی طرح اڑ گیا۔ حملہ آور کے ساتھ لڑائی میں اس کی گھڑی چکنا چور ہو چکی تھی اور سیکارو پوائنٹ دارالحکومت سے ایک سو پچاس کلومیٹر دور تھا۔ دارالحکومت جانے کے لئے صرف کمپنی کی گاڑیاں ہی استعمال ہوتی تھیں اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ ٹائیگر کو جب معلوم ہوا کہ پولیس کو اطلاع دی جا چکی ہے اور پولیس کے آنے تک ہر قیمت پر اسے یہاں رہنا پڑے گا۔ ٹائیگر نے انچارج سے درخواست کی کہ اسے کوارٹر تک جانے کی اجازت دی جائے۔ وہ پولیس کے آنے تک وہاں آرام کرنا چاہتا ہے۔ انچارج اس کی بہادری سے بے حد متاثر تھا۔ اس لئے اس نے اجازت دے دی۔ دوسری بات یہ بھی تھی کہ اسے معلوم تھا کہ وہ جا بھی کہاں سکتا ہے۔ اس پوائنٹ کے گرد کم سے کم چالیس کلومیٹر تک ریت کا سمندر پھیلا ہوا تھا اور کسی سواری کا بندوبست نہیں تھا۔

ٹائیگر انچارج سے اجازت لے کر سیدھا اپنے کوارٹر کی طرف گیا۔ اس کے ذہن میں بھونچال آیا ہوا تھا۔ وہ جلد از جلد اس پوائنٹ سے باہر نکلنا چاہتا تھا تاکہ عمران کو اطلاع دے کر اصل رپورٹ کا

بندوبست کر سکے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں دیر ہو جائے اور رپورٹ ملک سے باہر نکل جائے۔ کوارٹر میں آکر اس نے وردی اتاری اور پھر ایک دیوار کی اینٹیں اس نے نکالنی شروع کر دیں۔ یہ خفیہ خانہ اس نے خود ہی تیار کیا تھا۔ دس بارہ اینٹیں نکالنے کے بعد اس نے خانے میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس نے میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد اس کے چہرے کی ساخت قدرے بدل گئی اور پھر اس نے میک اپ باکس بھی جیب میں ڈالا اور کوارٹر سے باہر آگیا۔ اس کے ذہن میں ایک پروگرام تھا۔ اسے معلوم تھا کہ پوائنٹ کی عمارت کے عقبی سائیڈ میں ایک میجر موٹر سائیکل موجود ہے۔ چھپتے چھپاتے وہ اس موٹر سائیکل تک پہنچ گیا۔ موٹر سائیکل جس جگہ کھڑی تھی۔ وہاں دور دور تک کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ اس نے تیزی سے اپنے بوٹ کا تسمہ کھولا اور اس تسمے کے ساتھ لوہے کی ایک مضبوط مگر باریک تار لپٹی ہوئی تھی۔ اس نے تار کا سرا تالے میں ڈالا اور چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اسے کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ تسمہ اس نے دوبارہ بوٹ میں ڈالا اور پھر موٹر سائیکل کو گھسیٹتا ہوا وہ پوائنٹ سے باہر چل پڑا۔ وہ حتی الوسع عمارتوں سے دور دور ہٹ کر جا رہا تھا تاکہ کسی کی نظروں میں نہ آسکے۔

اس نے کافی دور جا کر موٹر سائیکل سٹارٹ کیا اور پھر اسے پوری تیزی سے دارالحکومت کی طرف بھگانے لگا۔ ابھی اس نے آدھا سفر ہی طے کیا تھا کہ اچانک اسے دور ٹیلے کی پشت سے لائٹ ابھرتی نظر آئی اور وہ چونک پڑا۔ اسے خیال آگیا کہ یہ پولیس کی جیپوں کی لائٹ ہو گی۔ چنانچہ اس نے پھرتی سے موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ بند کی اور پھر اسے ریت کے سمندر میں ڈال دیا۔ جب اسے لائٹس زیادہ نزدیک آتی محسوس ہوئیں تو اس نے انجن بند کر دیا اور موٹر سائیکل کو زمین پر گرا کر خود ریت پر لیٹ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اسے چیک کرے۔ لائٹس نزدیک آچکی تھیں۔ ٹائیگر نے دیکھا کہ آگے پیچھے تین چار جیپیں تھیں اور کافی تیزی سے دوڑتی چلی آرہی تھیں اور پھر وہ اس کے سامنے سے گزرتی چلی گئیں اور ٹائیگر نے اطمینان کا سانس لیا۔ جب ان کی بیک لائٹس اس کی نظروں سے غائب ہو گئیں۔ تو اس نے اٹھ کر کپڑے جھاڑے اور موٹر سائیکل سیدھا کیا۔ اسے سٹارٹ کر کے وہ دوبارہ سڑک کی طرف چل پڑا۔ مگر جیسے ہی موٹر سائیکل سڑک پر پہنچی اس کا انجن بند ہو گیا۔ ٹائیگر نے بے حد کوشش کی مگر انجن چلنے میں نہیں آرہا تھا۔ ٹائیگر نے جب اس کا پٹرول چیک کرنا چاہا تو وہ طویل سانس لے کر رہ گیا کیونکہ پٹرول پہلے ہی ریزرو پر چل رہا تھا اور ظاہر ہے اب پٹرول ختم ہو چکا تھا۔ جب کہ دارالحکومت پہنچنے کے لئے آدھا سفر رہتا تھا۔ اب لازمی سڑک پر ہی چلنا پڑے گا کیونکہ اگر وہ سڑک سے ہٹا تو ریت میں راستہ بھول بیٹھے گا اور اسے یہ احساس بھی تھا کہ پولیس جیسے ہی پوائنٹ پر پہنچے گی۔ اسے تلاش کیا جائے گا اور جب موٹر سائیکل کی گمشدگی کی اطلاع ملے گی۔ تو وہ سب لازماً اسی سڑک پر اسے چیک کرنے کے لئے دوڑیں گے۔ مگر اب

اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے موٹر سائیکل وہیں سڑک سے ہٹا کر ریت پر لٹا دیا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگا۔

فوہانگ فارم کے خفیہ دروازے سے نکل کر شمالی سمت کے کھیتوں میں گھس گیا۔ اس کے بازو سے خون ابھی تک رس رہا تھا۔ مگر اس کی جیب میں موجود فائنل رپورٹ اسے سہارا دے رہی تھی اور وہ بازو پر ہاتھ رکھے تیزی سے شمالی سمت بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ وہ حتی الوسع کوشش کر رہا تھا کہ اس کے بازو سے رسنے والے خون کی بوند زمین پر نہ گرے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس کے ارکان رپورٹ کے غائب ہوتے ہی شکاری کتوں کی طرح فارم کے اردگرد پھیل کر اسے تلاش کرنا شروع کر دیں گے وہ اپنا نشان بھی پیچھے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ کافی دور کھیتوں میں بھاگنے کے بعد وہ ایک سڑک پر آ نکلا اور پھر کافی دیر تک سڑک پر چلنے کے بعد اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"ہوٹل سلور نائٹ چلو"...... فوہانگ نے پچھلی نشست پر بیٹھتے

ہوئے کہا۔

"سر پہلے کسی ڈاکٹر کے پاس نہ چلوں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے اس کا بازو اور خون آلودہ کپڑے دیکھتے ہوئے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ہوٹل چلو اور جلدی"...... فوہاگ نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیا اور ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد ٹیکسی ہوٹل سلور نائٹ کے گیٹ میں داخل ہو گئی جیسے ہی ٹیکسی پورچ میں رکی فوہاگ نیچے اترا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک مڑا تڑا بڑا سا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھا اور تیزی سے ہوٹل کے برآمدے میں گھستا چلا گیا۔ برآمدے میں داخل ہو کر وہ بائیں سائیڈ کی طرف مڑ کر قدم بڑھاتا چلا گیا۔ اس بالکونی کے آخری سرے پر سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ چنانچہ وہ سیڑھیاں پھلانگتا نیچے اترتا چلا گیا۔ تقریباً بیس سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک بند دروازے پر جا کر رک گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا اور پھر مخصوص انداز میں تین مرتبہ دستک دی۔ تیسری مرتبہ دستک دیتے ہی دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا اور ایک نوجوان نے سر باہر نکالا۔ پھر فوہاگ کو دیکھتے ہی وہ ادب سے پیچھے ہٹ گیا۔

"آیئے باس میں کافی دیر سے آپ کا منتظر تھا"...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"دروازہ بند کرو اور فرسٹ ایڈ بکس لے آؤ"...... فوہاگ نے

قدرے سخت لہجے میں نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ نوجوان نے ادب سے سر ہلایا اور پھر پھرتی سے دروازہ بند کرتے ہوئے ایک الماری کی طرف لپکا۔ الماری کھول کر اس نے فرسٹ ایڈ باکس نکالا اور فوہاگ کے پاس لے آیا۔ فوہاگ کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔

"میرے بازو کی بینڈیج کر دو۔ کافی خون نکل چکا ہے"۔ فوہاگ نے قدرے نرم لہجے میں نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور خود صوفے کی پشت سے کمر لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ نوجوان نے اس کے بازو کی بڑی مہارت اور پھرتی سے بینڈیج کرنی شروع کر دی۔ اس کے ہاتھ جس صفائی اور تیزی سے چل رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ اس کام میں اسے حد درجہ مہارت ہے۔ جیسے ہی نوجوان نے پٹی کو آخری گرہ دے کر اپنے ہاتھ پیچھے ہٹائے۔ اچانک فوہاگ چونک پڑا کیونکہ اس کی کلائی کی گھڑی نے ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں۔ اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور گھڑی کو کان سے لگا لیا۔ دوسرے لمحے عمران کی معصوم سی آواز اسے سنائی دی عمران کہہ رہا تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ۔ اوور"...... عمران کی آواز سن کر فوہاگ چونک پڑا اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

"فوہاگ انٹرنیشنل۔ اوور"...... فوہاگ نے سنجیدہ لہجے میں

جواب دیا اور اس کے بعد عمران نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ موریا نے عین موقع پر غداری کی ہے اور وہ رپورٹ کو نہیں بچا سکا اور موریا کے متعلق بھی اس نے یقین دلایا کہ وہ ضرور سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ گئی ہو گی۔ عمران کی بات سن کر فوہاگ بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران بے چارہ خواہ مخواہ ہمدردی کر رہا تھا۔ اصل رپورٹ تو اس کے پاس موجود تھی اور جہاں تک موریا کا تعلق تھا۔ اسے یقین تھا کہ موریا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں یقیناً بچ نکلی ہو گی کیونکہ وہ اس کی صلاحیتوں سے پوری طرح آگاہ تھا۔ اس لئے اس نے عمران کو بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے بتلایا کہ اس کی ہمدردی بے جا ہے۔ موریا اگر سیکرٹ سروس کے ہاتھوں بچ نکلی تو وہ اس سے نپٹ لے گا اور یہ بھی کہ اصل رپورٹ اس کے پاس ہے۔ موریا غریب تو جعلی رپورٹ لے گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کا شکریہ بھی ادا کیا کہ اس نے فارم سے باہر نکلنے کے لئے اسے آسان راستہ مہیا کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتلا دیا کہ اس نے اصل رپورٹ کس طرح حاصل کی ہے۔ کس طرح اس نے سیف روم کے سیف سے اصل رپورٹ نکال کر اس کی جگہ جعلی رپورٹ رکھ دی تھی اور یہ وہی جعلی رپورٹ تھی جو موریا لے گئی ہے۔ فوہاگ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ عمران کا یہ انکشاف سن کر کیا حال ہوا ہو گا۔ کیونکہ وہ عمران کو مخلص نہیں سمجھتا تھا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں اس بات پر قدرے

حیران تھا کہ عمران نے فارم سے باہر نکلتے وقت اسے اپنے ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ بہرحال چونکہ وہ اصل رپورٹ حاصل کر چکا تھا۔ اس لئے اب یہ سوچ بچار بیکار تھی۔ اب اسے جتنی جلدی ہو سکے اس ملک سے باہر نکلنا تھا چنانچہ عمران سے بات کر کے اس ونڈ بٹن دبایا اور پھر نوجوان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"مائیکل ملک سے باہر جانے کے متعلق تمام پروگرام مکمل ہو چکا ہے یا نہیں"...... فوہاگ نے کہا۔

"یس باس تمام انتظامات مکمل ہیں۔ ہمیں صرف دو تین دن تک یہاں رہنا پڑے گا تاکہ چیکنگ میں قدرے نرمی آ جائے۔ پھر ہم بڑی آسانی سے یہاں سے نکل جائیں گے"...... مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا یہ جگہ محفوظ ہے"...... فوہاگ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں باس یہ جگہ بالکل محفوظ ہے۔ میں نے اس ہوٹل میں ہیڈ ویٹر کی ملازمت کر رکھی ہے اور مجھے یہ کمرہ اپنی رہائش کے لئے ہوٹل کی طرف سے ملا ہوا ہے۔ کسی کو اس جگہ کے متعلق شک نہیں ہو سکتا۔ یہاں ہم بڑی آسانی سے دو تین دن محفوظ رہ کر گزار سکتے ہیں۔

"ہونہہ"...... فوہاگ نے متفق ہو کر کہا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر رپورٹ باہر نکال لی۔

"باس یہ مس موریا نے ہم سے غداری کی ہے"...... مائیکل نے

ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ چونکہ ابھی ٹرانسمیٹر پر یہ الفاظ سن چکا تھا۔

"ہاں اس نے غداری کی ہے وہ دراصل رپورٹ خود حاصل کرنا چاہتی تھی مگر میں نے داؤ ہی ایسا کھیلا کہ اسے غداری کے باوجود کچھ نہیں ملا ہے وہ جعلی رپورٹ لے گئی ہے اور اصل رپورٹ میرے پاس موجود ہے"...... فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور مائیکل تحسین آمیز نظروں سے اپنے باس کو دیکھنے لگا۔ فوہاگ نے رپورٹ اٹھا کر باقاعدگی سے اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔ یہ رپورٹ کوڈ میں تھی اس لئے شروع شروع میں وہ اسے سمجھ نہ سکا۔ مگر چونکہ اسے معلوم تھا کہ حکومت سانیا سرکاری طور پر کون سا کوڈ استعمال کرتی ہے اور اسے یہ بھی خدشہ تھا کہ اتنی اہم رپورٹ یقیناً کوڈ میں ہو گی۔ اس کوڈ کو ڈی کوڈ کرنا وہ پہلے ہی سیکھ چکا تھا۔ چنانچہ جلد ہی وہ رپورٹ کے ماحصل کو سمجھنے لگ گیا۔ رپورٹ کے شروع کے فقرات حکومت سانیا کی طرف سے حکومت پاکیشیا کے ساتھ دوستی اور بھائی چارے کی اہمیت اور ضرورت پر لکھے گئے تھے۔ فوہاگ نے سر اٹھایا اور مائیکل کو کاغذ اور پنسل لے آنے کو کہا وہ مکمل رپورٹ کو ڈی کوڈ کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ اسے بعد میں اپنے کوڈ میں تحریر کر کے وہ اصل رپورٹ ضائع کر دے۔ اسے اعلیٰ حکام کی طرف سے ایسی ہی ہدایات ملی ہوئی تھیں۔ مائیکل نے فوراً ہی کاغذ اور پنسل لا کر اس کے سامنے رکھ دیئے اور فوہاگ پورے اطمینان سے رپورٹ کر ڈی کوڈ کرنے میں منہمک ہو گیا۔ وہ رپورٹ پڑھنے کے بعد اسے تیزی سے ڈی کوڈ

کرتا چلا جا رہا تھا۔ مگر ہر صفحہ مکمل کرنے کے بعد اس کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار پہلے سے بڑھ جاتے تھے۔ وہ تقریباً پانچ صفحے ڈی کوڈ کر چکا تھا۔ مگر ابھی تک کام کی کوئی بات نہیں آئی۔ وہی دوستی اور بھائی چارے کا چکر ہی چل رہا تھا۔ ہر صفحہ مکمل کر لینے کے بعد وہ سوچتا کہ اب آئندہ صفحوں پر مطلب کی بات ہو گی مگر جب اس نے رپورٹ کی آخری لائنیں ڈی کوڈ کیں تو اس کے دماغ میں اندھیرا سا چھاتا چلا گیا۔ اسے ایسا معلوم ہوا جیسے کسی نے اسے آتش فشاں کے دہکتے ہوئے دہانے میں دھکا دے دیا ہو کیونکہ رپورٹ کے آخری فقروں میں واضح طور پر لکھا ہوا تھا کہ اصل رپورٹ ان کاغذات میں نہیں ہے اور اصل رپورٹ حکومت سانیا خود حکومت پاکیشیا کو سرکاری طور پر پیش کرے گی۔ یہ رپورٹ صرف اس خدشے کے تحت تیار کی گئی ہے کہ غیر ملکی جاسوس اس رپورٹ کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ دوستی اور بھائی چارے کی تقریر صرف انہیں ڈاج دینے کے لئے بنائی گئی ہے۔ فوہاگ کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا تھا۔

"کیا بات ہے باس آپ کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے"۔ اس کی حالت دیکھ کر مائیکل نے چونک کر پوچھا۔

"مائیکل غضب ہو گیا۔ ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ حکومت سانیا کے انجینئروں نے اصل رپورٹ ہیڈ کوارٹر بھیجی ہی نہیں۔ یہ صرف دھوکہ دینے کے لئے ایک جعلی رپورٹ تیار کر کے بھیج دی گئی ہے"...... فوہاگ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب کیا یہ رپورٹ اصل نہیں ہے"...... مائیکل بھی یہ بات سن کر حیرت سے اچھل پڑا۔

"نہیں یہ اصل رپورٹ نہیں ہے۔ یہ ہمارے ساتھ فراڈ کیا گیا ہے"...... فوہاگ نے غصے کی شدت سے بلبلاتے ہوئے کہا۔

"مگر انہیں اس کی کیا ضرورت لاحق ہو گئی تھی۔ انہیں تو اطلاع ہی نہیں تھی کہ غیر ملکی جاسوس اس رپورٹ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... مائیکل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے یہ سب حرکت عمران کی ہے۔ ایسا ضرور اس نے کیا ہو گا۔ اس نے پہلے سے ایکسٹو کو بتلا دیا ہو گا اور ایکسٹو کی ہدایت پر یہ ڈرامہ کھیلا گیا ہو گا"...... فوہاگ نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر عمران کو اس سے کیا حاصل۔ اگر ہم یہ رپورٹ حاصل کر سکتے ہیں تو اصلی رپورٹ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں فوری طور پر سیکارو پوائنٹ پر دھاوا بول دینا چاہئے۔ اصلی رپورٹ یقیناً وہیں ہو گی"...... مائیکل نے جواب دیا۔

"ہاں اصل نہ بھی ملے تو ہم ان انجینئروں کو اغوا کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے یہ رپورٹ تیار کی ہے۔ ان انجینئروں پر تشدد کر کے اصل رپورٹ اگلوائی جا سکتی ہے"...... فوہاگ نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اور شاید رپورٹ بھی مل جائے"...... اور مائیکل نے بھی

کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں شاید۔ ہمیں فوری ایکشن لینا چاہئے۔ بڑا ٹرانسمیٹر لے آؤ"...... فوہاگ نے مائیکل سے کہا اور مائیکل نے الماری کھول کر ایک بڑا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ دیا۔ فوہاگ نے ٹرانسمیٹر آن کرنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا کہ ٹرانسمیٹر کا سرخ بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔ فوہاگ نے پھرتی سے بٹن آن کیا اور مائیک سنبھال لیا۔ دوسرے لمحے سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ایک مردانہ آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"ہیلو۔ ہیلو فوہاگ انٹرنیشنل الیون سکس سپیکنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"یس فوہاگ سپیکنگ۔ اوور"...... فوہاگ نے کرخت لہجے میں جواب دیا۔

"باس میں سیکارو پوائنٹ سے بول رہا ہوں۔ یہاں ریڈ کیٹ کے آدمیوں نے پوائنٹ کے پانچ انجینئروں اور چیف انجینئر کو قتل کر دیا ہے۔ اوور"...... الیون سکس نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ریڈ کیٹ کیا مطلب۔ یہ ریڈ کیٹ کہاں سے آن ٹپکی۔ اوور"۔ فوہاگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس چند حملہ آور گرفتار کر لئے گئے تھے۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ ریڈ کیٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعد میں انہوں نے خودکشی کر لی۔

اوور"...... ایبون سکس نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تمہاری کیا پوزیشن ہے۔ اوور"...... فوہاگ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"سر میں ایمرجنسی روم میں ریڈیو آپریٹر کے روپ میں موجود ہوں۔ اصل ریڈیو آپریٹر کے سیک اپ میں۔ اوور"...... ایبون سکس نے جواب دیا۔

"سنو ایبون سکس۔ پوائنٹ سے جو رپورٹ ہیڈ کوارٹر بھیجی گئی تھی۔ وہ جعلی تھی۔ اصل رپورٹ کہاں ہے یہ معلوم کرنا ہے۔ اوور"۔ فوہاگ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جعلی رپورٹ بھیجی گئی ہے۔ نہیں سر رپورٹ تو اصل تھی۔ یہاں تو یہی تاثر دیا گیا ہے۔ اوور"...... ایبون سکس نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ایبون سکس جو معلومات مجھے ہو سکتی ہیں وہ تمہیں نہیں ہو سکتیں۔ ان کی بھیجی ہوئی رپورٹ اس وقت میرے سامنے پڑی ہے اور وہ جعلی ہے۔ اوور"...... فوہاگ نے کرخت لہجے میں جواب دیا۔

"سوری سر یہاں تو یہی تاثر دیا گیا تھا۔ ویسے مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے۔ جس وقت چیف انجینئر کو قتل کیا گیا ہے۔ چیف انجینئر کے ہاتھ میں ایک بیگ دیکھا گیا تھا جو بعد میں نہیں ملا اور چیف انجینئر کا ڈرائیور اور کار بھی غائب ہے اور سب سے بڑی بات یہ بھی ہے کہ وہ چپڑاسی جس نے چیف انجینئر کے قاتل سے لڑائی کر کے اسے ختم کر

دیا تھا وہ بھی غائب ہے۔ اوور"......

"گڈ انفارمیشن، ایبون سکس یقیناً اسی بیگ میں اصل رپورٹ ہو گی۔ تمہیں چیف انجینئر کی کار نمبر اور ماڈل اور ڈرائیور کا حلیہ تو معلوم ہو گا۔ اوور"...... فوہاگ نے سوال کیا۔

"جی ہاں سیاہ رنگ کی نئے ماڈل کا شیور لیٹ ہے نمبر ای ایکس زیرو سیون زیرو اور ڈرائیور لمبے قد اور دبلے پتلے جسم کا سانولا نوجوان ہے۔ اس کی خاص پہچان یہ ہے کہ اس کی ایک آنکھ بھینگی ہے۔ اوور"...... ایبون سکس نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"یہ قتل کس وقت ہوئے ہیں۔ اوور"...... فوہاگ نے پوچھا۔

"سر یہ یہاں سے رپورٹ لے جانے کے بعد ہوئے ہیں۔ آپ کو فوری طور پر کال اس لئے نہیں کر سکا کہ قتل ہونے کے فوراً بعد تمام دفاتر سیل کر دیئے گئے ہیں۔ کافی دیر تک پولیس تفتیش اور پوچھ گچھ کرتی رہی ہے۔ اس لئے موقعہ نہیں مل سکا اب موقع ملا ہے تو کال کر رہا ہوں۔ اوور"...... ایبون سکس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم وہاں سے آجاؤ اور مائیکل کو رپورٹ کرو۔ اب وہاں کی نسبت یہاں تمہاری زیادہ ضرورت ہے۔ اوور اینڈ آل"...... فوہاگ نے کہا اور بٹن آف کر دیا۔

"باس کہیں یہ ریڈ کیٹ مور یا بلوگن نہ ہو"...... مائیکل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں یقیناً وہی ہو گی اور اس کا نام سن کر اب مجھے احساس ہو رہا

ہے کہ موریا بلوگن دراصل کتنی خطرناک شخصیت کی مالک ہے۔ ریڈ کیٹ بیورنس کی سب سے خطرناک اور بین الاقوامی اہمیت کی جاسوسہ ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے علاوہ بیورنس کے حکام بھی اس رپورٹ میں دلچسپی لے رہے ہیں"...... فوہاگ نے جواب دیا۔

"جی ہاں اب معاملہ بے حد پیچیدہ ہو چکا ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں فوری طور پر اقدامات کرنے چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ معاملات ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں"...... مائیکل نے کہا۔

"یقیناً اب معاملہ بے حد خطرناک صورت اختیار کر چکا ہے۔ ظاہر ہے ریڈ کیٹ کو بھی معلوم ہو چکا ہو گا کہ رپورٹ جعلی ہے اس نے بھی اصل رپورٹ کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے ہیں اور ایکسٹو بھی اصل رپورٹ کے لئے کام کرے گا۔ ادھر شاید عمران بھی مقابلے پر اتر آئے۔ اب ہمیں بیک وقت چومکھی لڑائی لڑنی پڑے گی۔ تم ایسا کرو کہ شہر میں موجود اپنی تمام ایجنسیوں کو الرٹ کر دو کہ وہ فوری طور پر اس کار اور کار ڈرائیور اور اس بیگ کی تلاش شروع کر دیں۔ انہیں کہہ دو کہ ہمیں ہر قیمت پر وہ بیگ چاہئے۔ چاہے اس کے لئے ہمیں خون کی ندیاں کیوں نہ بہا دینی پڑیں"...... فوہاگ نے مائیکل کو ہدایت کی۔

"بہتر جناب۔ میں ابھی تمام ایجنسیز کو الرٹ کر دیتا ہوں"۔ مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اور مجھے میک اپ باکس لا دو میں میک اپ کر کے عمران کو چیک کرتا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے یہ تمام فراڈ عمران نے کیا ہو گا اور ہمیں مین کلیو اسی سے مل سکتا ہے"...... فوہاگ نے مائیکل کو مزید ہدایت دی اور مائیکل میک اپ باکس لینے کے لئے الماری کی طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیرو آپریشن روم میں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بے چینی اور اضطراب کے گہرے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران کی امداد کے بغیر وہ اپنے پہلے ہی مشن میں بری طرح ناکام ہو چکا تھا۔ اب اسے عمران کی اہمیت کا اندازہ ہو رہا تھا کیونکہ جب تک عمران ایکسٹو تھا اسے کوئی بھی آپریشن یاد نہیں تھا جس میں عمران کی موجودگی کے باوجود ناکام ہوئے ہوں۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ اصل رپورٹ کہاں سے حاصل کرے۔ ویسے اس نے تمام ممبرز کو شہر میں پھیل جانے کا حکم دے دیا تھا کہ جہاں بھی کوئی مشکوک بات دیکھیں اس کی اطلاع کر دیں۔ مگر یہ اندھیرے میں تیر چلانے والی بات تھی۔ بہرحال وہ مجبور تھا اس کے سوا وہ کر بھی کیا سکتا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان سپیکنگ"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"فرمائیے جناب۔ میں طاہر بول رہا ہوں"...... بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"طاہر مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ سیکارو پوائنٹ پر حکومت ساتیا کے چیف انجینئر اور پانچ دیگر انجینئروں کو قتل کر دیا گیا ہے اور حکومت ساتیا نے اس کا بے حد سخت نوٹس لیا ہے۔ انہوں نے فوری طور پر وہاں اور دیگر مقامات سے کیمپ ختم کر کے اپنی کمپنی کو واپس آنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے سرکاری طور پر فائنل رپورٹ کی بازیابی کے لئے انتہائی سختی سے احتجاج کیا ہے"۔ سر سلطان نے اسے بتلایا۔

"ٹھیک ہے سر۔ انہیں تو ایسا کرنا چاہئے۔ ویسے میں نے اپنے تمام ممبر شہر میں پھیلا دیئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جلد ہی کوئی کلیو مل جائے گا۔ پھر ہم رپورٹ باسانی دستیاب کر لیں گے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔ اس کے علاوہ وہ کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

"معاملہ بے حد خطرناک پوزیشن پر پہنچ گیا ہے۔ اگر فوری طور پر رپورٹ دستیاب نہ ہو سکی تو دونوں حکومتوں کے درمیان تعلقات تلخ ہو جائیں گے اور اگر ایسا ہوا تو ہمارا ملک بے حد نقصان میں رہے گا۔ اس لئے اب تمہاری ڈیوٹی ہے کہ تم ہر قیمت پر وہ رپورٹ دستیاب کرو"...... سر سلطان نے قدرے تلخ اور جھنجھلائے ہوئے

لہجے میں کہا۔

" بہتر سر آپ فکر نہ کریں میں ہر ممکن کوشش کروں گا"۔ طاہر نے جواب دیا۔

" کوشش ہی نہیں مجھے رپورٹ چاہیے۔ گڈ بائی"...... سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ بلیک زیرو نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھا۔ زندگی میں اس سے زیادہ نازک موقع اس پر کبھی نہیں آیا تھا۔ اب اس کے ذہن میں ایک بات آ رہی تھی کہ کسی طرح عمران کو ٹریس کرے، اور پھر اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہے کہ وہ ایسی سرداری سے باز آیا۔ اسے یقین تھا کہ عمران اس کی امداد کرنے پر راضی ہو گیا تو اس کی عزت رہ جائے گی۔ مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عمران ضد کا پکا ہے۔ وہ تو چاہتا تھا کہ رپورٹ کسی اور ملک چلی جائے اور اس سے سودے بازی کر کے رائلٹی کم کرا جائے تاکہ ملک اور قوم کا فائدہ ہو اور جس نے ملک اور قوم کے فائدے کی خاطر سر سلطان سے لڑائی مول لے لی۔ ایکسٹو کا عہدہ چھوڑ دیا وہ اب اس کی خاطر کہاں اپنی ضد چھوڑ سکتا ہے اس قسم کے متضاد خیالات اس کے ذہن میں آ رہے تھے کہ اچانک کمرے میں سیٹی گونج اٹھی۔ اس نے چونک کر دیوار پر لگی ہوئی سکرین پر نظر ڈالی تو اسے گیٹ پر جولیا کھڑی دکھائی دی۔ جو بے حد بے چین اور متوحش نظر آ رہی تھی۔ بلیک زیرو نے میز کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھول دی۔ کھڑکی کھلتے ہی جولیا

اندر داخل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اندرونی ماحول کی عکاسی کرنے والی سکرین روشن ہو گئی۔ اندر داخل ہوتے ہی جولیا تیزی سے میٹنگ ہال کی طرف چلی آئی۔ اس کے قدموں کی تیزی بتا رہی تھی کہ کوئی خاص معرکہ مار کر آ رہی ہے پھر جیسے ہی وہ میٹنگ ہال میں داخل ہوئی۔ بلیک زیرو نے میٹنگ ہال کا ویژن اور ساؤنڈ سسٹم آن کر دیا۔

" جولیا کیا بات ہے"...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

" باس میں فائنل رپورٹ لے آئی ہوں"..... جولیا نے کوٹ کی اندرونی جیب سے کاغذات کا پلندہ نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

" کیا کہا۔ فائنل رپورٹ"...... بلیک زیرو کوشش کے باوجود اپنی حیرت نہ چھپا سکا۔ جولیا کی بات اتنی اچانک اور غیر متوقع تھی کہ بلیک زیرو حیرت ظاہر کئے بغیر نہ رہ سکا۔

" یس سر۔ فائنل رپورٹ"...... جولیا نے فخریہ لہجے میں جواب دیا اور پھر اس نے تفصیل کے ساتھ تمام کہانی سنا دی۔

" ویری گڈ۔ مجھے فخر ہے کہ میری ٹیم میں تم جیسے ممبر موجود ہیں۔ تم یہ رپورٹ یہیں چھوڑ دو اور میں نے تمام ممبران کو الرٹ کیا ہے کہ وہ تمام شہر میں پھیل جائیں اور کوئی مشکوک بات نوٹ کریں۔ تم انہیں کنٹرول کرو اور تم نے خاص طور پر عمران کو ٹریس کرنا ہے اور مجھے بتلانا ہے کہ وہ کہاں ہے کیا کر رہا ہے"...... بلیک زیرو نے

دل میں ابلنے والی خوشی کو چھپاتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اس ہوٹل میں ریڈ نہ کر دیا جائے۔ ممکن ہے وہ لڑکی یا اس کا کوئی ساتھی ہمارے ہاتھ آجائے"...... جولیا نے کہا۔

"بعض اوقات تم بچوں والی بات کرتی ہو جولیا۔ تمہارے رپورٹ لے آنے کے بعد کیا اس بات کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے کہ وہ لڑکی یا اس کے ساتھی اب وہاں اپنی گرفتاری کے لئے انتظار میں بیٹھے ہوں گے"...... بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔ جولیا بجھ سی گئی اس نے بجھے بجھے لہجے میں جواب دیا۔

"سوری سر۔ میں ابھی جا کر آپ کے احکامات کی تعمیل کرتی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم جا سکتی ہو"...... بلیک زیرو نے کہا اور جولیا مڑ کر میٹنگ ہال سے باہر گئی۔ بلیک زیرو اسے اس وقت تک چیک کرتا رہا۔ جب تک وہ مین گیٹ سے باہر نہ چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد بلیک زیرو تیزی سے اٹھا اور آپریشن روم سے نکل کر میٹنگ ہال میں داخل ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر جولیا واقعی رپورٹ لائی ہے تو گویا اس نے اس کی عزت بحال کر دی ہے۔ اس نے میز پر پڑی ہوئی رپورٹ اٹھائی اور پھر اسے لئے ہوئے واپس آپریشن روم میں آ گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ سر سلطان کو فوری طور پر رپورٹ کی دستیابی کی رپورٹ دے دے مگر دوسرے لمحے اسے خود

خیال آگیا کہ خود تسلی کر لے کیونکہ جس آسانی سے جولیا نے رپورٹ حاصل کر لی تھی اس کا پیچھا نہیں کیا گیا۔ اس سے وہ قدرے مشکوک ہو گیا تھا۔ اس نے رپورٹ پر غور کرنا شروع کر دیا۔ رپورٹ کوڈ میں تھی۔ اس لئے وہ اسے نہ سمجھ سکا۔ رپورٹ میز پر رکھ کر وہ اٹھا اور پھر لائبریری کی طرف چلا گیا لائبریری میں کوڈ فائل موجود تھی جس میں دنیا میں استعمال ہونے والے تقریباً تمام کوڈز کو ڈی کوڈ کرنے کی کیز موجود تھیں۔ یہ فائل عمران کی ذاتی محنت کا نتیجہ تھی۔ فائل لا کر اس نے چیکنگ شروع کر دی اور پھر جلد ہی وہ مخصوص کوڈ کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ایلفا ہیٹا کوڈ تھا۔ کوڈ کی معلوم ہونے کے بعد اس کو ڈی کوڈ کرنا بے حد آسان ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے دراز کھول کر خالی کاغذ اور پنسل نکالی اور رپورٹ کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا۔ مگر جیسے ہی اس نے پہلی لائن ڈی کوڈ کی۔ پنسل اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور اس کا ذہن دھماکوں کی زد میں آ گیا۔ پہلی لائن اس طرح تھی۔

"ہیلو فرینڈز پرنس آف ڈھمپ علی عمران آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے عمران نے اس کے منہ پر زور دار چپت رسید کر دی ہو۔ ظاہر تھا کہ اصل رپورٹ عمران لے گیا ہے اور یہ رپورٹ عمران کی تیار کردہ ہے جو آخر کار عمران کے ہاتھ میں رہی۔ چند لمحوں بعد جب اس کا ذہن اس جھٹکے سے سنبھلا تو اس نے رپورٹ اٹھا کر دیکھی اور پھر اس نے

ڈھیلے ہاتھوں سے رپورٹ میز پر پھینک دی۔ تمام رپورٹ اسی فقرے کی تکرار سے بھرپور تھی۔ بس الفاظ کو الٹ پھیر کر لکھا گیا تھا۔ اب اس کو محسوس ہو رہا تھا کہ جب عمران کی ایسی حرکات کے نتیجے میں مجرموں کو دھچکا پہنچتا ہوگا تو ان کی کیا حالت ہوتی ہوگی۔ اب عمران کی تلاش بے حد ضروری ہو گئی کیونکہ اس رپورٹ کے بعد یہ بات یقینی ہو گئی تھی کہ اصل رپورٹ عمران کے پاس ہے۔ چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر پر جولیا کی فریکوئنسی سیٹ کی اور بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"جولیا سپیکنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... بلیک زیرو نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیا۔ رپورٹ سے ہونے والی تمام جھنجھلاہٹ اس کے لہجے میں ابھر آئی تھی۔

"یس سر"...... جولیا کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ شاید ایکسٹو کے لہجے سے ہی سمجھ گئی تھی کہ اس سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔

"جولیا تم جو رپورٹ لے کر آئی ہو وہ جعلی ہے۔ وہ رپورٹ عمران کے ہاتھ کی تیار کردہ ہے۔ اوور"...... بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"عمران کی ہاتھ کی تیار کردہ ہے۔ اوور"...... جولیا کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"ہاں اس سے صاف ظاہر ہے کہ اصل رپورٹ عمران کے پاس ہے۔ اب یہ تمہاری ڈیوٹی ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو عمران کو ٹریس کرو۔ اس معاملے میں کوئی سستی برداشت نہیں کروں گا۔ اوور اینڈ آل"...... بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں حکم دیتے ہوئے بٹن آف کر دیا اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

جعلی رپورٹ میز پر پٹخنے کے بعد عمران چند لمحوں تک خاموش بیٹھا سوچتا رہا کہ فوہاگ کو کہاں تلاش کرے کیونکہ فوہاگ سے اصل رپورٹ حاصل کرنا بے حد ضروری تھا اگر تھوڑی سی بھی کوتاہی ہو گئی تو رپورٹ ملک سے باہر نکل جائے گی اور یہ بہت برا ہو گا۔ گو اب تک تو اس کے کردار سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اصل رپورٹ فوہاگ کے ہاتھ اس کے ملک بھجوانے کے لئے کام کر رہا ہے اور اسی بات پر اس نے سر سلطان سے بھی جھگڑا مول لیا تھا اور ایکسٹو کے عہدے سے بھی استعفیٰ دے دیا۔ مگر دراصل عمران کے ذہن میں ایک اور گہرا پلان تھا۔ ایک ایسا پلان جس کی اس نے بلیک زیرو کو ہوا بھی نہیں لگنے دی۔ وہ مناسب وقت پر اس پلان کو ظاہر کرنا چاہتا تھا مگر اس پلان کے لئے ضروری تھا کہ اصل رپورٹ اس کے ہاتھ آ جائے۔ اچانک اس کے ذہن میں ٹائیگر کا خیال آ گیا۔ رپورٹ

کی سیکارو پوائنٹ سے روانگی کی اطلاع دینے کے بعد ٹائیگر قطعی خاموش تھا۔ ٹائیگر کا خیال آتے ہی اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر سوئیاں مخصوص ہندسوں پر سیٹ کیں اور پھر بٹن کو ہلکا سا دبایا۔ اصولاً ڈائل کا چھ کا ہندسہ جل اٹھنا چاہئے تھا۔ مگر بار بار کوشش کے باوجود ہندسہ نہ جلا۔ عمران نے سوئیاں دوبارہ اصل جگہ پر سیٹ کر کے ونڈ بٹن دبا دیا۔ ٹائیگر سے رابطہ قائم نہ ہونے کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ ہندسہ نہ جلنے سے تو صاف ظاہر تھا کہ ٹائیگر کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی ٹوٹ پھوٹ کر بے کار ہو چکی ہے۔ ورنہ ہندسہ تو ضرور جلتا۔ رابطہ چاہے قائم ہوتا یا نہیں اور گھڑی کے بے کار ہونے سے ظاہر تھا کہ سیکارو پوائنٹ پر معاملہ سیریس ہو چکا ہو گا۔ ٹائیگر یقیناً ایسے حالات میں پھنس چکا ہو گا۔ جس میں گھڑی بیکار ہو گئی ہو گی۔ یہ سوچتے سوچتے اچانک اس کی چھٹی حس جاگ اٹھی۔ اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا اور وہ بری طرح چونک اٹھا۔ وہ چند لمحوں تک اس خیال پر غور کرتا رہا اور پھر اس کی آنکھوں میں ایک تیز چمک ابھر آئی۔ اسے احساس ہو گیا کہ یقیناً اس کا خیال صحیح ہو گا۔ ورنہ ٹائیگر کے لئے ایسے حالات پیدا ہونا ناممکن ہیں اور وہ خیال یہ تھا کہ اصل رپورٹ سیکارو پوائنٹ سے بھیجی ہی نہیں گئی ہو گی اور اس طرح جاسوسوں کو ڈبل کراس کیا ہو گا۔ جوں جوں وہ اس بات پر غور کرتا جا رہا تھا۔ اسے یقین آتا چلا جا رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ خطرے کی صورت میں یہ رپورٹ فوری طور پر فارم کی بجائے

کہیں اور بھی چیانگ کے حوالے کی جاسکتی تھی اور دوسری بات یہ کہ اب جب وہ چیانگ کے بارے میں سوچ رہا تھا تو اسے صاف نظر آ رہا تھا کہ چیانگ رپورٹ کے سلسلے میں قطعی لاپرواہ تھا۔ رپورٹ سیف روم کی اچھی طرح نگرانی نہ کرتا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر سیکارو پوائنٹ جانے کا ارادہ کر لیا تاکہ وہاں جا کر اصل حقیقت معلوم کرے۔ یہ سوچ کر وہ اٹھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے میک اپ اور لباس تبدیل کیا اب وہ وزارت معدنی وسائل کے اسسٹنٹ سیکرٹری جمشید کا روپ دھار چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جمشید کا سیکارو پوائنٹ سے براہ راست تعلق ہے اس لئے اس روپ میں اسے کہیں بھی نہ روکا جائے گا اور وہ آسانی سے معلومات بھی حاصل کر لے گا۔ لباس تبدیل کر کے وہ ہوٹل سے باہر نکلا اور پھر ایک ٹیکسی کر کے ایک عظیم الشان عمارت کے قریب جا کر اتر گیا۔ عمارت کا گیٹ بند تھا۔ اس نے جیب سے چابی نکالی اور مین گیٹ کی بالکل نچلی پٹی پر بنے ہوئے سوراخ میں ڈال دی۔ جیسے ہی اس نے چابی گھمائی۔ ہلکی سی کھٹک کی آواز آئی اور دروازہ خودبخود کھلنا شروع ہو گیا۔ عمران نے چابی نکال کر واپس جیب میں ڈال دی اور دروازہ کھلتے ہی اندر داخل ہو گیا۔ اصل عمارت گیٹ سے کافی دور واقع ہوئی تھی اور عمارت بالکل سنسان نظر آ رہی تھی۔ وہاں دور نزدیک کوئی فرد نظر نہیں آ رہا تھا۔ گیٹ کراس کرتے ہی عمران تیزی سے دائیں طرف بنے ہوئے بڑے بڑے کمروں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ایک کمرے کے سامنے جا کر وہ رک گیا جس پر فولادی شٹر لگا ہوا تھا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہی چابی دوبارہ نکالی اور شٹر کے نچلے حصے کے ایک کونے میں موجود سوراخ میں چابی ڈال دی۔ کھٹکا ہوتے ہی اس نے چابی نکال لی۔ پھر شٹر کا ایک کونہ پیر سے دبایا۔ دوسرے لمحے کرڑ کی تیز آواز سے شٹر اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اس بڑے سے کمرے کے اندر مرسیڈیز جیسی طویل کار موجود تھی جس کا رنگ سیاہ تھا مگر یہ مرسیڈیز نہیں تھی بلکہ جیگوئن تھی۔ ایک ایسی سپیشل کار جسے عمران نے رولس رائس کمپنی سے سپیشل آرڈر اور ہدایات دے کر بنوایا تھا اور یہ اپنی طرز کی واحد کار تھی جو عمران نے اپنے ذہن کے مطابق بنوائی تھی اور اس میں اس نے خود بھی بے شمار تبدیلیاں کی تھیں۔ ویسے دیکھنے میں یہ عام سی کار تھی مگر عمران جانتا تھا کہ اس کار میں کیا کچھ ہے اور یہ کار ضرورت پڑنے پر کیا کیا کر سکتی ہے۔ عمران خاص خاص موقعوں پر ہی اس کار کو استعمال کرتا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کار ضائع ہو جائے۔ یہ عمارت بھی سیکرٹ سروس کی ملکیت میں تھی۔ مگر اس عمارت کے متعلق بلیک زیرو بھی نہیں جانتا تھا۔ اس عمارت کو عمران نے ڈھمپ ہاؤس کا نام دیا ہوا تھا۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور سٹیئرنگ پر بیٹھ گیا۔ اس نے ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے بے شمار بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے کار پر جمی ہوئی گرد کی تہہ اس طرح صاف ہوتی چلی گئی جیسے کبھی گرد اس پر جمی ہی نہ ہو۔ یہ کار کی باڈی میں موجود ایسے

باریک سوراخوں کا کارنامہ تھا جن میں پریشر سے ہوا نکل کر کار کی باڈی پر پھسلتی چلی جاتی اور اپنے ساتھ باڈی پر جمی ہوئی گرد بھی اڑا لی جاتی تھی۔ چنانچہ چند ہی لمحوں بعد کار اس طرح چمک رہی تھی جیسے ابھی ابھی سروس سٹیشن سے دھل کر آئی ہو۔ عمران نے صفائی کرنے والا بٹن آف کیا اور پھر ایک اور بٹن دبا کر گاڑی کا انجن سٹارٹ کر دیا۔ اس کار میں یہ بھی خوبی تھی کہ اسے چابی کے بجائے بٹن دبا کر سٹارٹ کیا جا سکتا تھا۔ کار سٹارٹ ہوتے ہی گیراج سے باہر نکل آئی۔ کار کے باہر نکلتے ہی گیراج کا شٹر خود بخود نیچے گر گیا۔ عمران کار چلاتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گیٹ کھلا ہوا تھا۔ وہ کار کو لئے ہوئے گیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا اور کار نکلنے کے بعد شٹر کی طرح گیٹ بھی خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ سڑک پر آتے ہی عمران نے ننگوٹن کا رخ شمالی سمت موڑ دیا اور پھر چند لمحوں بعد ننگوٹن انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر پھسلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اس کا انجن انتہائی نفیس طرز کا تھا۔ انجن سے ہلکی سے آواز نکل رہی تھی۔ رات ہو چکی تھی اور کار کے ہیڈ لیمپ کی تیز روشنی میں سڑک پر موجود ایک ایک ذرہ تک صاف نظر آ رہا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد عمران نے کار اس سڑک پر موڑ دی جو سیکارو پوائنٹ کی طرف جا رہی تھی۔ عمران جانتا تھا کہ سیکارو پوائنٹ تک چاروں طرف ریت کا سمندر پھیلا ہوا ہے۔ جہاں دور دور تک کسی آدم زاد کے وجود کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس نے ڈیش بورڈ کی نچلی سطح پر لگا ہوا ایک

چھوٹا سا بٹن دبایا اور دوسرے لمحے سٹیرنگ کے درمیان میں موجود سپاٹ جگہ ٹیلی ویژن سکرین کی طرح روشن ہو گئی۔ یہ طاقتور ٹیلی ویژن وائرلیس ہیروں کا کمال تھا۔ بٹن دبتے ہی کار کی سائیڈ میں موجود ایریل نے راڈار کا کام کرنا شروع کر دیا اور ٹیلی ویژن وائرلیس دس کلو میٹر تک کے دائیں بائیں اور آگے کے علاقے میں پھیل گئی تھی اور اگر دس کلو میٹر تک کے علاقے میں کہیں بھی کوئی آدم زاد یا جسم رکھنے والی کوئی چیز موجود ہو گی تو سٹیرنگ کے درمیان میں موجود سکرین پر صاف نظر آ جائے گی۔ اس طرح وہ پہلے سے ہی اپنے بچاؤ کا بندوبست کر سکتا تھا۔ ایسا اس نے اس لئے کیا تھا کیونکہ اسے سیکارو پوائنٹ میں کسی گڑبڑ کا یقین تھا۔ چونکہ وہ اس گڑبڑ کی نوعیت سے واقف نہیں تھا اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا کہ اچانک کسی مشکل کا شکار ہو جائے کیونکہ یہاں اس سڑک کے علاوہ کسی طرف بھی نہیں جا سکتا تھا۔ اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور سکرین بالکل صاف تھی مگر ابھی اس نے آدھا ہی سفر طے کیا ہو گا کہ اچانک سکرین پر تبدیلی ہوئی اور وہ چونک پڑا۔ دوسرے لمحے سکرین پر ایک ہیولا نظر آیا جو پیدل عمران کی طرف ہی آ رہا تھا۔ اس کی چال سے تھکاوٹ عیاں تھی۔ مگر اس کے باوجود وہ تیز تیز چلنے کی کوشش کر رہا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بار بار پیچھے مڑ کر بھی دیکھتا جا رہا تھا۔ عمران نے ڈیش بورڈ کے نیچے ٹیلی وائرلیس بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے اور دبا دیا۔ دوسرے لمحے ہیولے کی شکل

وصورت واضح ہو گئی۔ یہ سیاہ رنگ کے چست لباس میں ملبوس تھا اور پھر عمران نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا اور دوسرے لمحے وہ ایک بار چونک پڑا۔ کیونکہ وہ اسے پہچان چکا تھا۔ یہ ٹائیگر تھا جس نے معمولی سے میک اپ سے اپنی شکل تبدیل کی ہوئی تھی۔ عمران نے سکرین پر پڑی ہوئی سرخ رنگ کی لکیروں کو دیکھا اور پھر وہ سمجھ گیا کہ ٹائیگر اس سے آٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ عمران نے کار کی سپیڈ اور بڑھا دی اور کار کے ٹائر بڑی تیزی سے فاصلے نگلتے گئے۔ عمران خاموش بیٹھا سکرین پر ٹائیگر کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ رہا تھا اور ایک بار پھر وہ چونک پڑا کیونکہ اس نے سکرین پر ایک جیپ کو پوری رفتار سے اپنی جانب بڑھتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ جیپ ٹائیگر کے تعاقب میں چلی آ رہی ہے۔ گو اس وقت جیپ سے ٹائیگر کا فاصلہ پانچ کلو میٹر تھا۔ مگر وہ جس رفتار سے بڑھی چلی آ رہی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جلد ہی ٹائیگر کو پکڑ لے گی۔ وہ اس جیپ سے پہلے ٹائیگر کے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے سپیڈ اور بڑھا دی۔ اب کار کی رفتار عام کاروں کی رفتار سے تقریباً دوگنی ہو چکی تھی۔ مگر کار کی ساخت ایسی تھی کہ اتنی زیادہ سپیڈ کے باوجود کار نے ہلکا سا جھٹکا بھی نہیں کھایا تھا۔ اس وقت جیپ ٹائیگر سے چار کلو میٹر کے فاصلے پر تھی۔ جتنی دیر میں نگوٹن نے چار کلو میٹر کا فاصلہ طے کیا تھا اتنی دیر میں جیپ نے صرف ایک کلو میٹر کیا تھا۔ ایک کلو میٹر کے فاصلہ پر آتے ہی عمران نے ہیڈ لیمپ بجھا دیئے۔ وہ اچانک ٹائیگر کے قریب

پہنچنا چاہتا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ ٹائیگر کار کی روشنی دیکھتے ہی سڑک چھوڑ کر ریت میں دوڑنے یا چھپنے کی کوشش کرے گا اور اسے بھگانے اور بلانے تک جیپ قریب پہنچ جائے گی۔ وہ جیپ کے قریب پہنچنے سے پہلے ٹائیگر سے تمام حالات معلوم کر لینا چاہتا تھا۔ ہیڈ لیمپ بند کرنے کے بعد اب وہ ٹیلی وائرلیس سکرین کے سہارے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ کار کا انجن اتنا نفیس تھا کہ اسے معلوم تھا کہ جب تک وہ بالکل قریب نہیں پہنچ جائے گا۔ ٹائیگر کو اس کا احساس نہیں ہو سکے گا۔ دوسرا کار کے ٹائروں پر ایسا نرم اور لچکدار مادہ چڑھایا گیا تھا کہ تیز رفتاری کے باوجود ٹائروں کے سڑک پر رگڑنے کی بالکل آواز پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ اس لئے اس کو معلوم تھا کہ ٹائیگر کو معلوم نہیں ہو گا اور پھر فاصلہ لمحہ بہ لمحہ قریب تر ہوتا چلا گیا۔ جب ٹائیگر اور کار کا درمیانی فاصلہ تقریباً سو گز کے قریب رہ گیا تو عمران نے کار روک دی اور سائیڈ شیشہ کھول کر سر باہر نکال کر زور سے آواز دی۔

"ٹائیگر۔ ٹائیگر میں عمران ہوں"...... اس کی آواز فضا میں گونجتی ہوئی ٹائیگر کے کانوں تک پہنچی اور عمران نے ٹائیگر کو بری طرح اچھلتے ہوئے دیکھا۔ وہ بڑے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"ٹائیگر میں تمہارے سامنے سو گز کے فاصلے پر ہوں"۔ عمران نے زور سے کہا اور پھر کار کے ہیڈ لیمپ جلا دیئے۔ روشنی کی ایک تیز دھار نے ٹائیگر کو اپنی گرفت میں لے لیا اور ٹائیگر نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ

لیا۔ عمران نے روشنی کا زاویہ تبدیل کر دیا۔

"جلدی آؤ میرے پاس"...... عمران نے اسے مخاطب کر کے کہا اور ٹائیگر دوڑتا ہوا کار کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران نے سکرین پر نظر ڈالی تو جیپ ابھی وہاں سے دو کلو میٹر دور تھی۔ پھر ٹائیگر دوڑتا ہوا کار کے قریب پہنچ گیا۔

"ادھر سائیڈ میں آجاؤ۔ جلدی کرو ایک جیپ تمہارے پیچھے آ رہی ہے"...... عمران نے سائیڈ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور ٹائیگر تیزی سے سیٹ پر بیٹھ گیا وہ اطمینان کا طویل سانس لے رہا تھا۔

"مجھے خواب میں بھی توقع نہیں تھی کہ یوں آپ سے ملاقات ہو جائے گی"...... ٹائیگر نے کار کا طائرانہ جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے حالات بتاؤ۔ سیکارو پوائنٹ کی طرف سے ایک جیپ تمہارے پیچھے آ رہی ہے"...... عمران نے سخت لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر یہاں تو دور دور تک کسی جیپ کی روشنی نظر نہیں آ رہی"۔ ٹائیگر نے حیران ہو کر ونڈ سکرین پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"ابھی وہ یہاں سے دو کلو میٹر دور ہے۔ ادھر سٹیرنگ کے درمیان میں دیکھو"...... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اور اسی لمحے ٹائیگر کی نظریں سکرین پر پڑیں اور اسے جیپ اپنی طرف دوڑتی ہوئی نظر آئی۔

"کمال ہے یہ کیسی کار ہے"...... حیرت کے مارے ٹائیگر بے

اختیار بول اٹھا۔

"اب مزید حیرت کے چکر میں پڑنے کی بجائے مجھے حالات بتاؤ۔ تاکہ میں کوئی فوری فیصلہ کر سکوں"...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے مختصر طور پر اب تک گذرے ہوئے واقعات اسے بتلا دیئے۔

"ہونہہ تو میرا خیال ٹھیک نکلا۔ حکومت سانیا نے واقعی ڈبل کراس کیا ہے اس کار کی ساخت اور ڈرائیور کا حلیہ بتلاؤ"...... عمران نے کار چلا کر اسے بیک کرتے ہوئے کہا کیونکہ اب سیکارو پوائنٹ جانا فضول تھا۔ ٹائیگر نے کار کی تفصیلی ساخت بھی بتلا دی اور ڈرائیور کا حلیہ بھی بتلا دیا۔ خاص طور سے یہ کہ وہ ایک آنکھ سے بھینگا بھی ہے۔

"ہونہہ"...... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے ہنکارا بھرا۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وہ اس جگہ کے متعلق سوچ رہا تھا۔ جہاں رپورٹ جا سکتی تھی۔ کار بیک کر کے عمران نے ٹیلی وائرلیس سسٹم بند کر دیا اور کار کی رفتار خاصی تیز کر دی۔ ایسا اس نے اس لئے کیا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ جیپ اسے کسی حالت میں بھی نہیں پکڑ سکے گی۔ کار میں خاموشی تھی۔ عمران ڈرائیونگ کے ساتھ ساتھ سوچنے میں مصروف تھا اور ٹائیگر بڑی تحسین آمیز اور حیرت بھری نظروں سے اس کار کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی نظریں بار بار سپیڈو میٹر پر پڑ رہی تھیں۔ وہ کار کی سپیڈ اور توازن دیکھ کر مزید

حیرت میں پڑ جاتا تھا اور پھر جلد ہی ان کی کار سیکارڈ پوائنٹ جانے والی سڑک سے نکل کر مین روڈ پر آ گئی۔ عمران نے کار دائیں رخ پر ڈال دی۔

"عمران صاحب کیا خیال ہے رپورٹ کہاں ہو گی"...... ٹائیگر نے زبان کھولی۔

"میرا خیال ہے ہمیں سب سے پہلے سانیا کے سفارت خانے کو چیک کرنا چاہئے کیونکہ زیادہ امکان اسی بات کا ہے کہ رپورٹ سیدھی وہیں گئی ہو گی۔ اگر رپورٹ وہاں سے بھی نہ ملی تو وہاں سے ہمیں کلیو ضرور مل جائے گا"...... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر تحسین آمیز نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا کیونکہ یہ خیال تو اس کے اپنے ذہن میں بھی نہیں آیا تھا۔ ظاہر ہے سفارت خانے سے محفوظ ترین جگہ اور کون سی ہو سکتی ہے اور اگر رپورٹ وہاں نہ بھی ہو تو سفیر سے اگلوایا جا سکتا ہے کہ رپورٹ کہاں ہے۔ سفیر اس سے یقیناً باخبر ہو گا۔

"تم زیادہ تھک تو نہیں گئے شاید ہمیں وہاں ورزش کرنی پڑ جائے"...... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے سوال کیا۔

"نہیں جناب ایسی کوئی بات نہیں آپ کے ساتھ ہوتے ہوئے بھلا تھکاوٹ کہاں رہ سکتی ہے"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے تمہارا مطلب ہے کہ میں تمہی مالش کرنے والا ہوں

کہ جہاں تھکاوٹ ہوئی مجھے بلا لیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بے چارہ جواب میں پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا کیونکہ عمران کو وہ بھلا کیا جواب دے سکتا تھا۔

چیف انجینئر کے مڑتے ہی ڈرائیور نے بڑی پھرتی سے کار آگے بڑھا دی اور پھر ابھی اس کی کار چند ہی گز دور گئی ہو گی کہ اس نے مشین گن کی گولیاں چلنے کی آواز سنی۔ وہ سمجھ گیا کہ یقیناً چیف انجینئر کو نشانہ بنایا گیا ہو گا۔ مگر اس کے ذہن میں واپسی کا ذرہ برابر بھی خیال نہ آیا۔ الٹا اس نے ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ اور زیادہ بڑھا دیا اور کار برق رفتاری سے فاصلہ طے کرنے لگی۔ کیمپ کی حدود سے باہر نکل کر اس نے ایکسیلیٹر پوری طرح دبا دیا اور کار ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ ڈرائیور بڑے اطمینان اور خاموشی سے سامنے سڑک پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ کبھی کبھی اس کی اچٹتی نظر بیک ویو مرر پر بھی پڑ جاتی۔ مگر پیچھے سڑک قطعی خالی دیکھ کر وہ اور اطمینان سے سامنے دیکھنے لگتا۔ ڈرائیور بظاہر جتنے اطمینان کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ اس کا ذہن اتنا ہی بھونچال کی زد میں آیا ہوا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ

اڑ کر دارالحکومت پہنچ جائے۔ ابھی اس نے آدھا راستہ طے کیا تھا کہ اچانک اس نے کار کی رفتار آہستہ کر دی اور پھر ایک ہاتھ اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سے باکس باہر نکال کر اس نے اس کا ایک کونہ انگوٹھے سے دبایا۔ ڈبے کے ایک کونے سے ایک راڈ باہر نکلتا چلا آیا۔ اس نے ڈبہ ساتھ والی سیٹ پر رکھا اور پھر کار کی رفتار دوبارہ بڑھا دی۔ ساتھ ہی وہ بار بار کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی بھی دیکھتا جا رہا تھا۔ ابھی ڈبے کو سیٹ پر رکھے ہوئے تقریباً پانچ منٹ ہوئے تھے کہ اس میں سے گھرر گھرر کی آوازیں نکلنے لگیں۔ ڈرائیور نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ گھرر گھرر کی آواز آہستہ آہستہ معدوم ہوتی چلی گئی اور پھر ایک مردانہ آواز کار میں بلند ہوئی۔

"گوگل آن دی لائن"...... گوگل نے کہا۔

"فوکم سپیکنگ"...... ڈرائیور نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس رپورٹ"...... دوسری طرف سے گوگل کی کرخت آواز سنائی دی۔

"ایک بیگ ہاتھ لگا ہے باس اور میں اسے لے کر دارالحکومت کی طرف آ رہا ہوں"...... فوکم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تفصیل بتلاؤ"...... گوگل کی آواز میں بے پناہ سختی ابھر آئی تھی۔

"باس آپ کے حکم کے مطابق رپورٹ کے ہیڈ کوارٹر جانے کے بعد ہم نے اپنا آپریشن شروع کر دیا اور ہمارے آدمیوں نے پانچ انجینئروں کو قتل کر دیا ہے۔ میں چیف انجینئر کے ڈرائیور کے روپ

میں موجود ہوں۔ چیف انجینئر آپریشن شروع ہونے سے چند لمحے پہلے دفتر سے باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔ اسی لمحے گولیاں چلیں اور چیف انجینئر نے بیگ کار میں پھینکا اور پھر مجھے ساقی زبان میں کہا کہ میں اس بیگ کو سانیا سفیر کے پاس پہنچا دوں۔ میں فوراً ہی وہاں سے چل دیا۔ میرے وہاں سے چلنے سے چند منٹ بعد دوبارہ گولیاں چلیں۔ شاید چیف انجینئر کو بھی قتل کر دیا گیا ہے۔ اب میں وہ بیگ لے کر دارالحکومت کی طرف آرہا ہوں"...... فوکم نے پوری تفصیل سے تمام حالات بتلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے وہ بیگ ضرور اہم ہوگا۔ مادام ریڈ کیٹ فارم آپریشن پر گئی ہوئی ہیں تم ایسا کرو کہ دارالحکومت کی مین روڈ پر چڑھتے ہی بائیں طرف مڑ جانا اور اگلے چوک پر کار چھوڑ کر دائیں طرف مڑ جانا۔ وہاں سے تقریباً پانچ سو گز دور ٹیکسی اڈہ ہے۔ وہاں سے ٹیکسی لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ۔ بیگ کی پوری طرح حفاظت کرنا"...... گوگل نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"باس اگر آپ مناسب سمجھیں تو کسی ممبر کو دارالحکومت کی مین روڈ پر بھیج دیں۔ تاکہ کسی بھی وقت اگر ضرورت پڑ جائے اور ایک پھنس جائے تو دوسرا بیگ لے کر آپ کے پاس پہنچ جائے"...... فوکم نے کہا۔

"میں بھیج تو ضرور دیتا مگر پوری ٹیم مادام کے ساتھ فارم آپریشن پر گئی ہوئی ہے تم بے فکر ہو کر آجاؤ۔ اتنی جلدی کسی کو اس بیگ کے

متعلق معلوم نہیں ہو سکتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بیگ اتنا اہم نہ ہو۔ اصل رپورٹ واقعی فارم بھیجی جا چکی ہو"...... گوگل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس"...... فوکم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے"...... گوگل کی آواز سنائی دی اور ایک بار پھر ڈبے میں سے گھرر گھرر کی آوازیں آنے لگیں۔ فوکم نے ڈبہ اٹھا کر اس کا راڈ تہہ کیا اور پھر اسے دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔ مڑ کر اس نے ایک نظر پچھلی نشست پر پڑے ہوئے بیگ کی طرف دیکھا اور پھر اطمینان سے سامنے دیکھتے ہوئے سپیڈ دوبارہ آخری حدود تک بڑھا دی۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک کافی طویل میز پر ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا اور اس کے سامنے چار کرسیوں پر چار آدمی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ درمیانی کرسی پر ایک سفید بالوں والا پتلا دبلا شخص بیٹھا تھا۔ باقی تینوں گٹھے ہوئے جسم کے نوجوان شخص تھے۔ ان سب کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی طاری تھی۔ وہ سب بیٹھے ٹرانسمیٹر کو گھور رہے تھے۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد اچانک ٹرانسمیٹر پر موجود سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور ان میں سے ایک نوجوان نے تیر کی طرح اٹھ کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن آن کر دیا اور پھر ٹرانسمیٹر میں سے ایسی آواز نکلنے لگی جیسے کار سٹارٹ ہوئی ہو اور پھر آگے بڑھ گئی ہو۔ چند لمحے گزرے تھے کہ دور سے گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی اور ان چاروں کے رنگ تیزی سے بدلنے لگے۔ ٹرانسمیٹر سے اب مسلسل ایسی آوازیں آ رہی تھیں جیسے

کار پوری رفتار سے چل رہی ہو۔ وہ سب خاموش بیٹھے یہ آواز سنتے رہے۔ وقت آہستہ آہستہ گزرتا چلا گیا اور کار کی آواز کے سوا اور کوئی آواز نہیں سنائی دی ان تینوں کے چہروں پر وقت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات مزید گہرے ہوتے چلے گئے۔

"میرا خیال ہے چیف انجینئر کو ختم کر دیا گیا۔ ورنہ وہ پوائنٹ سے نکلتے ہی ہم سے بات ضرور کرتا"...... ایک نوجوان نے سفید بالوں والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے مگر ہو سکتا ہے کار صرف ڈرائیور لے کر آ رہا ہو"...... سفید بالوں والے نے جواب دیا۔

"ڈرائیور کو بھی کار کے سسٹم کا علم ہے اگر صرف ڈرائیور ہوتا تو وہ ضرور ہم سے رابطہ قائم کرتا۔ یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غیر آدمی کار کو لئے چلا آ رہا ہے اور اسے کار کے اس سسٹم کا علم نہیں ہے اس لئے وہ مطمئن ہے"...... ایک نوجوان نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی مزید انتظار کرنا چاہئے جو بھی ہے اسے دارالحکومت پہنچنے میں خاصی دیر لگے گی"...... سفید بالوں والے نے سخت لہجے میں کہا اور وہ سب خاموش ہو گئے۔ کافی دیر تک خاموشی طاری رہی اور پھر اچانک کار کی آواز کے ساتھ ساتھ نامانوس سے گھرر گھرر کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ وہ سب چونک کر کرسیوں پر سیدھے ہو گئے۔ ان کے چہروں پر اشتیاق لہریں لینے لگا۔ گھرر گھرر کی آوازیں معدوم ہوتے

ہی ایک آواز بلند ہوئی۔

"گوگل آن دی لائن"...... اس کے ساتھ ہی ایک اور آواز ابھری۔

"فوکم سپیکنگ"...... اور پھر دونوں کی آپس میں بات چیت شروع ہو گئی۔ فوکم نے گوگل کو پوری تفصیل بتلائی اور پھر فوکم نے اسے ہدایات جاری کیں اور ایک بار پھر گھرر گھرر کی آوازیں ابھریں اور پھر معدوم ہو گئیں اب ٹرانسمیٹر پر صرف کار چلنے کی آواز دوبارہ سنائی دینے لگی۔

"حالات ہماری توقع سے زیادہ خراب ہو رہے ہیں۔ پانچ انجینئر قتل ہو چکے ہیں اور میرا خیال ہے چیف انجینئر کو بھی ختم کر دیا گیا ہو گا۔ سیکارو پوائنٹ پر دشمنوں کی تعداد کافی زیادہ ہو گی"...... ایک نوجوان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ بہرحال اصل رپورٹ اس بیگ میں ہے اور ہماری ہدایات کے مطابق چیف انجینئر کو اسے یہاں لے آنا چاہئے تھا مگر اس نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ڈرائیور کے ساتھ بیگ بھیج دیا۔ مگر یہ ڈرائیور بھی دشمنوں کا آدمی نکلا۔ اگر کار میں وائرلیس سسٹم موجود نہ ہوتا تو ہمیں ان حالات کی ہوا بھی نہ لگتی اور بیگ ریڈ کیٹ کے ہاتھ میں چلا جاتا"...... سفید بالوں والے نے کہا۔

"اب کیا حکم ہے"...... ہمیں فوری طور پر کاروائی کرنی چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا پروگرام بدل جائے اور بیگ کہیں غائب کر

دیا جائے۔

"ٹرانسمیٹر چل رہا ہے اگر ان کی دوبارہ بات چیت ہوئی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ فی الحال تم ایسا کرو کہ سیکارو پوائنٹ اور دارالحکومت روڈ پر ناکہ بندی کر لو اور اس ڈرائیور کو بیگ اور کار سمیت یہاں لے آؤ تاکہ بیگ کے ساتھ ساتھ ہم ڈرائیور سے اس گروہ کے متعلق پوچھ گچھ کر سکیں اور اپنے انجینئروں کے قتل کا انتقام بھی لے سکیں"...... سفید بالوں والے نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر۔ میں ابھی اس کا انتظام کرتا ہوں"...... ان میں سے ایک نوجوان نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد باقی تینوں افراد خاموشی سے ٹرانسمیٹر سے ابھرنے والی کار چلنے کی آواز سننے میں مگن ہو گئے۔

"سر رپورٹ اپنے ملک بھجوانے کے لئے کوئی ہدایات موصول ہوئی ہیں"...... تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان نے سفید بالوں والے سے سوال کیا۔

"ہاں۔ ہدایات کے مطابق رپورٹ میرے پاس محفوظ رہے گی۔ مگر تاثر ہم پورے سفارت خانے کے عملے کو یہی دیں گے کہ رپورٹ جا چکی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے سفارت خانے کے عملے میں کوئی دشمن یا ان کا آدمی موجود ہو۔ جب ہماری حکومت حکومت پاکیشیا سے تمام بات چیت طے کر کے معاہدہ کرے گی۔

رپورٹ ان کے حوالے کر دی جائے گی"...... سفید بالوں والے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر سر رپورٹ حاصل کرنے کے لئے ہمارے سفارت خانے پر بھی حکومت چھاپہ مار سکتی ہے"...... اسی نوجوان نے کہا۔

"ایسا ناممکن ہے۔ اول تو انہیں معلوم ہی نہیں ہو گا کہ رپورٹ یہاں ہے۔ اگر معلوم ہو بھی جائے تو وہ سفارت خانے کی تلاشی نہیں لے سکتے۔ حکومت پاکیشیا ہمارے ملک سے تعلقات بگاڑنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتی"...... سفید بالوں والے سفیر نے جواب دیا اور کمرے میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ کار چلنے کی آواز ابھی تک ٹرانسمیٹر سے مسلسل سنائی دے رہی تھی۔

"میرا خیال ہے اب کار دارالحکومت کی سڑک پر پہنچنے ہی والی ہو گی"...... سفیر نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہی ہوا چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے اس نوجوان کی آواز ابھری جو کمرے سے اٹھ کر گیا تھا۔

"کار دارالحکومت کی سڑک پر پہنچ گئی ہے۔ ہم نے مکمل ناکہ بندی کی ہوئی ہے۔ مگر وہ ہاتھ اس وقت ڈالیں گے جب وہ کار روک کر پیدل آگے جائے گا کیونکہ اس طرح کار کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ صرف کار چلتی رہی۔ تقریباً دس منٹ کے بعد کار کو بریک لگے اور پھر ٹرانسمیٹر بالکل خاموش ہو گیا۔ کیری سے تقریباً پانچ منٹ بعد کار دوبارہ سٹارٹ ہوئی۔ اس کے

ساتھ اس نوجوان کی آواز سنائی دی۔

"سر ہم نے اس پر قابو پالیا ہے اور اب بیگ اور اس آدمی کو لے کر ہم سفارت خانے آ رہے ہیں"...... سفیر نے ایک نوجوان کو اشارہ کیا اور اس نے اٹھ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میں نیچے تہہ خانے میں جا رہا ہوں جیسے ہی نوجو بیگ اور ڈرائیور کو لے کر آئے اسے بیگ سمیت میرے پاس بھیج دینا"۔ سفیر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

موریا بلوگن ہوٹل سے نکل کر تھوڑی دور پیدل چلتی رہی اور پھر وہ ایک قریبی گلی میں گھس گئی۔ اس گلی کو کراس کرتے ہی وہ ایک اور سڑک پر پہنچ گئی وہاں پہنچنے کے چند ہی لمحوں بعد اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"سرہائی دے کالونی چلو"...... موریا نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سرہلا دیا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی تھوڑی دیر بعد سرہائی دے کالونی میں داخل ہو گئی۔ موریا نے ٹیکسی چوک پر رکوائی اور پھر ڈرائیور کو کرایہ دے کر وہ اس وقت تک وہاں کھڑی رہی جب تک ٹیکسی واپس مڑ کر اس کی نظروں سے غائب نہیں ہو گئی۔ ٹیکسی کے جانے کے بعد وہ تیزی سے واپس مڑی اور پھر ایک عظیم الشان کوٹھی کے پھاٹک پر جا کر رک گئی۔ پھاٹک کے باہر ایک چوکیدار موجود

تھا۔ موریا نے اپنا بایاں ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ پھر اس کی انگلی میں پہنی ہوئی سفید رنگ کی چھ کونی انگوٹھی پر جیسے ہی چوکیدار کی نظریں پڑیں تو اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اس نے مودبانہ انداز میں اسے سلام کیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر پھاٹک کھول دیا جیسے اس کے جسم میں خون کی بجائے بجلی دوڑ رہی ہو۔ موریا پھاٹک کھلتے ہی اندر داخل ہوئی اور پھر لان میں سے گزرتی ہوئی اصل عمارت تک پہنچ گئی۔ جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچی اچانک چار مشین گن برداروں نے اسے کور کر لیا۔ موریا نے ایک بار پھر انگوٹھی سامنے کر دی اور ان سب کی مشین گنیں تیزی سے نیچے ہو گئیں۔

"گوگل کہاں ہے مجھے اس کے پاس لے چلو"...... موریا نے ان سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"چلئے مادام"...... ان میں سے ایک نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر اس کی رہنمائی میں موریا عمارت کے اندر داخل ہوئی۔ مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ دونوں ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گئے۔ رہنمائی کرنے والے نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"کون ہے"...... اندر سے گوگل کی کڑکدار آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھولو گوگل۔ میں ریڈ کیٹ ہوں"...... جواب میں موریا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ دروازے میں ایک قوی ہیکل اور عظیم الجثہ نوجوان کھڑا

تھا۔ اس کے چہرے پر گھبراہٹ تھی۔

"آیئے مادام"...... گوگل نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور موریا اندر داخل ہو گئی۔

"دروازہ بند کر دو"...... مادام نے کمرے کے اندر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور گوگل نے دروازہ بند کر دیا اور خود ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ کمرے میں ایک بڑی سی میز پر ایک ٹرانسمیٹر موجود تھا اور میز کے سامنے صرف ایک کرسی تھی جس پر موریا بیٹھ گئی۔

"مادام فارم آپریشن کا کیا رہا۔ کیا رپورٹ مل گئی"...... گوگل نے سکوت کو توڑا۔ مگر اس کا لہجہ سہما سہما تھا۔

"آپریشن تو کامیاب رہا۔ رپورٹ بھی میں نے حاصل کر لی مگر وہ رپورٹ سیکرٹ سروس نے حاصل کر لی"...... موریا نے بے حد سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھا نہیں مادام۔ آپ سے رپورٹ سیکرٹ سروس نے حاصل کر لی"...... گوگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں میں نے بھی اس لئے دے دی کیونکہ رپورٹ جعلی تھی۔ وہ عمران کی تیار کردہ تھی ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے عمران رپورٹ پہلے ہی غائب کر چکا تھا"...... مادام نے جواب دیا۔

"اوہ پھر تو فوری طور پر عمران کی تلاش کرنا چاہئے"۔ گوگل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں اسی لئے میں اپنے اصول توڑتے ہوئے یہاں آئی ہوں کہ اب میں خود تمام مشن کو یہاں بیٹھ کر کنٹرول کروں گی۔ حالات بے حد بگڑ گئے ہیں"...... موریا نے جواب دیا۔

"سیکارو پوائنٹ سے کوئی رپورٹ آئی۔ مشن کا کیا ہوا"۔ موریا نے گوگل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں مادام۔ رپورٹ کے وہاں سے جاتے ہی ہمارے آدمیوں نے وہاں موجود پانچ انجینئروں کو قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی چیف انجینئر بھی قتل ہو گیا۔ مگر قتل ہونے سے پہلے اس نے ایک بیگ اپنی کار میں رکھا اور ڈرائیور کو ہدایت کی کہ وہ بیگ سانیا کے سفارت خانے پہنچا دے۔ مگر وہ ڈرائیور بھی ہمارا ہی آدمی فوکم تھا۔ وہ بیگ لے اڑا۔ اس نے مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ میں نے بیگ ہیڈ کوارٹر لے آنے کی ہدایت کی مگر جب کافی دیر تک وہ یہاں نہ پہنچا تو میں نے اس کی تلاش کرائی مگر وہ بیگ سمیت غائب تھا اور اس کار کا بھی کہیں پتہ نہیں چلا جس میں وہ بیگ لے کر آ رہا تھا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ بیگ بے حد اہم ہو گا"۔ موریا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے مگر فوکم نہ جانے کہاں گیا"۔ گوگل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مگر جیسے ہی تمہیں اطلاع ملی تھی۔ تمہیں چاہئے تھا کہ اس کی حفاظت کا بندوبست کرتے"...... موریا نے سخت لہجے میں کہا۔

"مادام پوری ٹیم آپ کے ساتھ گئی ہوئی تھی۔ اس لئے میں مجبور تھا۔ جیسے ہی لوگ واپس آئے میں نے انہیں تلاش کے لئے بھیج دیا"۔ گوگل نے جواب دیا۔ موریا چند لمحے خاموش بیٹھی کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس نے گوگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے سفارت خانے کو چیک کیا ہے۔ کہیں سفارت خانے والوں کی یہ حرکت نہ ہو"...... موریا نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے یہی سوچا ہے کیونکہ چیف انجینئر پہلے تو ساتھ ہی آ رہا تھا۔ ظاہر ہے پروگرام پہلے سے سیٹ تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے سفارت خانے والوں نے بیگ کے حصول کا کوئی باقاعدہ پروگرام بنایا ہوا ہو۔ میں نے اپنے آدمیوں کو وہاں بھیجا ہوا ہے۔ وہ سفارت خانے کی نگرانی کر رہے ہیں جیسے ہی کوئی اطلاع ملی پھر اسی لحاظ سے کوئی سٹیپ اٹھایا جائے گا"...... گوگل نے جواب دیا۔

"ایسے موقعوں پر انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے ہم انتظار کرتے رہ جائیں اور حالات مزید بگڑ جائیں۔ تم ایسا کرو کہ اپنے آدمیوں کو شہر میں پھیلا دو۔ وہ عمران کو تلاش کریں جیسے ہی عمران کی کوئی اطلاع ملے وہ تمہیں بتلا دیں اور تم مجھے مطلع کر دینا"۔ موریا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اور آپ کہیں جا رہی ہیں"...... گوگل نے سوال کیا۔

"ہاں میں سفارت خانے جا رہی ہوں۔ میں اندر گھس کر دیکھوں گی کہ کیا پوزیشن ہے۔ تم ممبروں کو میرے وہاں پہنچنے کی اطلاع

دے دو"...... موریا نے جواب دیا۔

"بہتر مادام۔ میں اطلاع دے دیتا ہوں"...... گوگل نے جواب دیا اور موریا اثبات میں سر ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

فوہاگ ابھی میک اپ کر رہا تھا کہ ٹرانسمیٹر پر کال آ گئی۔

"یس۔ فوہاگ انٹرنیشنل۔ اوور"...... فوہاگ نے سخت لہجے میں کہا۔

"انچارج الیون ٹو ایجنسی بول رہا ہوں باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"الیون ٹو"...... فوہاگ چونک پڑا کیونکہ یہ ایجنسی اس کے ملک کی طرف سے حکومت سانیا کے سفارت خانے کی سرگرمیوں کو چیک کرنے کے لئے تعینات تھی۔

"یس باس میں آپ کو رپورٹ دینا چاہتا ہوں کہ سفارت خانے میں غیر معمولی سرگرمی نظر آ رہی ہے۔ سفارت خانے کے چند آدمی ابھی ابھی ایک آدمی پکڑ کر لے آئے ہیں۔ اسے بے ہوش کر کے لایا گیا ہے۔ جس کار میں اسے لے آیا گیا ہے۔ وہ سیکارو پوائنٹ کی کار

ہے کیونکہ اس پر آئل کمپنی کا مخصوص نشان موجود ہے۔ اوور"۔ انچارج نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اس آدمی کو کب لے آیا گیا ہے۔ اوور"...... فوہاگ نے مسرت سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔

"تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا جناب۔ اوور"...... انچارج نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم نے بہت قیمتی اطلاع دی ہے میرا خیال ہے ہمیں فوری طور پر سفارت خانے پر چھاپہ مار دینا چاہئے۔ اوور"۔ فوہاگ نے جواب دیا۔

"ویسے تو آپ کی مرضی ہے مگر میرا مشورہ تو یہ ہے کہ سفارت خانے پر چھاپہ رات کو مارا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا کیونکہ سفارت خانے کے قریب ہی فیڈرل سکورٹی پولیس کا ہیڈ کوارٹر ہے ذرا سی گڑبڑ پر ان کی فورس وہاں پہنچ سکتی ہے اور پھر دن کے وقت سفارت خانے کا انتظامی عملہ بھی موجود ہو گا۔ اوور"...... انچارج نے کہا۔

"مگر رات ہونے تک وہ بیگ غائب نہ ہو جائے۔ اوور"۔ فوہاگ نے تشویش آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"میرے کارکن سفارت خانے پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو ہم آپ کو فوری اطلاع کر دیں گے اور خود بھی ایکشن میں آ جائیں گے۔ اوور"...... انچارج نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ ایک بات کا خاص طور پر خیال رکھنا اگر عمران یا سوریا بلوگن تمہیں یا تمہارے آدمیوں کو کہیں بھی نظر آ جائے تو مجھے فوری طور پر اطلاع کرنا اور ان پر کڑی نگاہ رکھنا۔ فائنل رپورٹ اگر سفارت خانے نہیں پہنچی تو یقیناً عمران کے پاس ہو گی۔ اوور"...... فوہاگ نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں خیال رکھوں گا۔ اوور"...... انچارج نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... فوہاگ نے جواب دیا اور پھر بٹن آف کر کے سلسلہ منقطع کر دیا اور خود دوبارہ میک اپ میں مصروف ہو گیا۔

سفارت خانے کی عمارت بلبوں کی مدھم روشنی میں بڑی پراسرار لگ رہی تھی۔ سفارت خانے کی مسلح گارڈز اندر مخصوص پوائنٹس پر پہرہ دے رہی تھی۔ آج سفیر صاحب کی خصوصی ہدایات پر وہ بے حد چوکنا تھے۔ عمران نے کار سفارت خانے سے تھوڑی دور ایک زیر تعمیر کوٹھی کی آڑ میں روکی اور پھر ٹائیگر کو اشارہ کر کے نیچے اترنے لگا۔

"عمران صاحب۔ میرے پاس ہتھیار نہیں ہے"...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران نیچے اترتے اترتے رک گیا۔ اس نے سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈالا اور پھر ایک مخصوص جگہ کو دباتے ہی سیٹ کے نیچے ایک خانہ کھل گیا۔ عمران نے ہاتھ ڈالا اور ایک سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر ٹائیگر کو دے دیا۔ اس نے اس خانے کے ساتھ ہی ایک اور خانہ کھولا اور تقریباً پچاس گولیاں نکال کر ٹائیگر کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"کافی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ان سے تو میں پوری بریگیڈ کو مٹا سکتا ہوں"۔ ٹائیگر نے گولیاں جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ عمران نے کوئی جواب نہ دیا اور نیچے اتر کر اس نے کار کو لاک کر دیا اور پھر محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ ٹائیگر بھی بڑے محتاط انداز میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اس نے ریوالور کا چیمبر گولیوں سے پر کر لیا تھا۔ وہ دونوں مختلف دیواروں کی آڑ لیتے ہوئے سفارت خانے کی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے اور پھر عمارت کی بیرونی دیوار سے چند فٹ کے فاصلے پر ایک عمارت کی دیوار سے لگ کر کھڑے ہوگئے۔ اب دیوار اور ان کے درمیان ایک سڑک موجود تھی۔ عمران کی تیز نظریں سفارت خانے کی عمارت کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کافی دیر تک وہ خاموش کھڑا رہا پھر اس نے ٹائیگر کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر تم یہیں ٹھہرو میں دیوار پار کرتا ہوں۔ وہ شمالی کونہ زیادہ محفوظ رہے گا کیونکہ وہاں خاصا اندھیرا ہے۔ تم نے یہاں رک کر یہ چیک کرنا ہے کوئی شخص مجھے چیک تو نہیں کر رہا۔ جب میں اندر کود جاؤں تو پھر آنا۔ مار دھاڑ کی کھلی اجازت ہے۔ تمہارے ریوالور پر سائیلنسر لگا ہوا ہے اس لئے بے فکر ہو کر لاشیں گرا دینا۔

"او کے باس۔ آپ بے فکر رہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے قدم آگے بڑھا دیئے۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ پنجوں کے بل تیزی سے بھاگتا ہوا سڑک کراس کر کے

شمالی کونے میں پہنچ گیا۔ شمالی کونے کی دیوار کے ساتھ لگ کر اس نے ایک بار پھر ادھر ادھر کا جائزہ لیا اور پھر دو تین قدم پیچھے ہٹا۔ دوسرے لمحے ایک زور دار جمپ کے ساتھ اس کے دونوں ہاتھ دیوار کے سرے پر جم گئے۔ صرف ایک لمحے کے لئے اس کا جسم فضا میں لٹکا تھا۔ دوسرے لمحے وہ دیوار پر لیٹ چکا تھا۔ ٹائیگر بڑے محتاط انداز میں عمران کی حرکات کے ساتھ ساتھ ماحول کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔ عمران کی پھرتی دیکھ کر وہ دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا کیونکہ عمران نے جس بے مثال چستی اور تیزی کا مظاہرہ کیا تھا وہ ٹائیگر کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ بطور خاص عمران کی طرف نہ دیکھ رہا ہوتا تو یقیناً وہ عمران کو دیوار پر چڑھتے ہوئے چیک نہ کر سکتا تھا۔ چند لمحے تک عمران کا جسم اسے دیوار کے اوپر نظر آیا پھر غائب ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ عمران دوسری طرف کود چکا ہے۔ چند لمحوں تک ٹائیگر وہیں کھڑا رہا پھر اس نے بھی قدم آگے بڑھائے اور عمران کی طرح وہ بھی پنجوں کے بل دوڑتا ہوا اس کونے کی طرف گیا مگر اس نے وہاں رکنے کی بجائے قریب جاتے ہی جمپ لگایا اور دونوں ہاتھ دیوار پر جمتے ہی اس نے قلابازی کھائی اور اس کا جسم دیوار کے اوپر پہنچ گیا۔

"لٹک کر نیچے اترنا۔ دھماکہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہاں ہر طرف پہریدار موجود ہیں"...... اچانک اس کے کانوں میں عمران کی سرگوشی گونجی اور ٹائیگر نے دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکائے اور جسم اندر

لٹکا دیا اور پھر اس نے ہاتھ چھوڑ دیئے اور پنجوں کے بل زمین پر گر گیا۔ اس نے حتی الوسع آواز پیدا نہ ہونے دی۔ دیوار کے ساتھ ہی باڑھ موجود تھی اور وہ باڑھ اور دیوار کے درمیان اترا تھا۔ نیچے اترتے ہی وہ باڑھ کے پیچھے دبک گیا۔

"دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے سامنے والے کونے کی طرف جاؤ۔ وہاں ایک کھڑکی موجود ہے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ جھاڑیوں کے پیچھے دبکتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کھڑکی کے قریب پہنچ کر عمران ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آگے بڑھا اور پھر اس نے کھڑکی کو دبایا۔ کھڑکی شاید اندر سے کھلی ہوئی تھی۔ اس لئے اس کے ہاتھ کے دباؤ کے ساتھ اس کے پٹ کھلتے چلے گئے۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا اور پھر اس کے ساتھ جمپ لگا کر کھڑکی کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے اندر جاتے ہی ٹائیگر نے بھی پیروی کی اور وہ بھی اندر پہنچ گیا اس کے کھڑکی کراس کرتے ہی فضا میں ایک تیز سیٹی کی آواز گونجی اور اسی لمحے چٹ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ روشن ہو گیا۔

"ہینڈز اپ"...... کمرہ روشن ہوتے ہی ایک کرخت آواز گونجی اور پھر انہیں مجبوراً ہاتھ اٹھانے پڑے کیونکہ کمرے میں تقریباً دس مشین گن بردار مختلف کونوں میں موجود تھے اور ظاہر ہے کہ ان سب کی گنوں کا رخ ان کی طرف ہی تھا۔ سامنے ایک گٹھے ہوئے جسم اور چپٹی ناک والا نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ہوا ریوالور تھا۔ اس نے ان کی سائیڈ میں موجود ایک مشین گن

بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان کی تلاشی لو اور گھڑیاں تک اتار لینا"...... اور پھر ان کی جیبوں سے ریوالور اور ہاتھوں کی گھڑیاں بھی اتار لی گئیں۔

"خاموشی سے چلے چلو ورنہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے"۔ اسی نوجوان نے دونوں سے مخاطب ہو کر کرخت لہجے میں کہا۔

"یہ اپنی جان کوئی ہاتھ دھونے کا نیا صابن نکلا ہے۔ کس کمپنی کا ہے"۔ عمران نے حسب عادت اطمینان سے جواب دیا۔

"شٹ اپ۔ اب اگر بات کی تو گولی مار دی جائے گی"۔ نوجوان نے زیادہ سخت اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا۔ شٹ اپ کمپنی کا ہے۔ نام تو دونوں خوبصورت ہیں"...... عمران بھلا کب خاموش رہنے والا تھا۔ مگر دوسرا لمحہ اس پر بے حد بھاری پڑا۔ جب اس کے پیچھے موجود مشین گن بردار نے مشین گن کا بٹ اس کی کھوپڑی پر جما دیا۔ ضرب خاصی قوت سے اور اچانک پڑی تھی۔ اس لئے عمران کوشش کے باوجود نہ سنبھل سکا اور اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ جیسے ہی ٹائیگر نے عمران کو بے ہوش ہوتے دیکھا۔ وہ مشین گنوں کی پرواہ کئے بغیر اچھل کر ریوالور والے نوجوان پر جا پڑا۔ اس نے پوری قوت سے اس کے منہ پر مکا مارنا چاہا مگر وہ نوجوان انتہائی پھرتیلا نکلا۔ اس نے بڑی تیزی سے اپنی پوزیشن بدل لی اور ٹائیگر اپنے ہی زور میں لڑکھڑاتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا تقریباً پانچ آدمی اس پر آ پڑے

اور ٹائیگر نے ان کی گرفت سے نکلنے کی بے حد کوشش کی مگر اس کے سر پر مسلسل دو تین ضربیں لگائی گئیں اور وہ بھی بے ہوش ہو کر بے حس و حرکت ہو گیا۔

"ان دونوں کو اٹھا کر نیچے ہال میں لے چلو"...... نوجوان نے بڑے تلخ لہجے میں اپنے آدمیوں سے کہا اور پھر عمران اور ٹائیگر دونوں کو اٹھا کر وہ مختلف راہداریوں اور زینوں سے گزر کر ایک ہال میں پہنچ گئے۔ جہاں ایک کرسی پر سفیر اور اس کے ارد گرد تین اور نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ ہال میں تقریباً بیس مشین گن بردار مختلف کونوں میں چوکنے کھڑے ہوئے تھے۔

"سر۔ ان دونوں کو بڑی مشکل سے قابو کیا گیا ہے اگر آپ کی طرف سے انہیں زندہ لے آنے کا حکم نہ ملا ہوتا تو میں یقیناً ان دونوں کو گولی مار دیتا"۔ نوجوان نے مؤدبانہ مگر قدرے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس دس مسلح آدمی ہیں۔ کیا تم دو آدمیوں کو قابو میں نہیں کر سکتے۔ جاؤ واپس ڈیوٹی پر جاؤ اور ان دونوں کو ستونوں سے اچھی طرح باندھ دو"...... سفیر صاحب نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر ان دونوں کو ستونوں سے اچھی طرح باندھنے کے بعد وہ نوجوان اپنے ساتھیوں سمیت ہال سے باہر نکل گیا۔

"شی چنگ۔ چیک کرو کہیں یہ میک اپ میں تو نہیں"۔ سفیر نے قریب بیٹھے ہوئے ایک نوجوان سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بہتر سر"...... شی چنگ نے کہا اور پھر اٹھ کر ہال کی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں سے ایمونیا کی بوتل اور تولیہ نکالا اور پھر ٹائیگر کی طرف بڑھا۔ اس نے بڑی مہارت سے اس کا میک اپ صاف کر دیا۔ اس کی حرکات سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس کام میں ماہر ہے۔ اب ٹائیگر کا اصل چہرہ سامنے تھا۔ منہ پر ایمونیا پڑنے اور تولیے کی رگڑنے کی وجہ سے ٹائیگر ہوش میں آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ شی چنگ اب عمران کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایمونیا سے عمران کا منہ دھویا تو عمران نے بھی آنکھیں کھول دیں۔

"ارے ارے منہ دھلوا رہے ہو۔ واقعی بڑی مٹی پڑ گئی تھی"۔ عمران نے بڑے تشکر آمیز لہجے میں کہا۔ مگر اس کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا اور شی چنگ بدستور تولیہ رگڑنے میں مصروف رہا۔

"ارے آہستہ۔ کیوں میری کھال اتار رہے ہو۔ بھائی مجھے گورا بنانے کی کوشش نہ کرو سانولا ہی رہنے دو"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے بڑی تکلیف ہو رہی ہو۔ شی چنگ نے اپنا ہاتھ ہٹایا اور پھر حیرت سے عمران کی شکل دیکھنے لگا کیونکہ اس کے چہرے کے نقوش بدستور قائم تھے۔

"میرے خیال میں یہ میک اپ میں نہیں ہے"...... سفیر نے شی چنگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب خدا نہ کرے میں میک اپ کروں۔ میں ایک معزز شخص ہوں کوئی تھیٹر کا مسخرہ تو نہیں"...... عمران نے رو دینے

والے لہجے میں کہا۔

"نہیں سر۔ میک اپ میں ہے۔ اس کے چہرے کے مسام نظر نہیں آتے۔ مگر یہ میک اپ کی کوئی سپیشل ٹیکنیک استعمال کی گئی ہے"...... شی چنگ نے سوچ بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"میک اپ کے فن میں تم پورے ملک میں سب سے ماہر خیال کئے جاتے ہو۔ یہ ٹیکنیک تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی"...... سفیر نے بڑے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں کوشش کرتا ہوں سر"...... شی چنگ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"یار ایسے کرو میری گردن اتار کر لے جاؤ اور آرام سے تجربے کرتے رہو۔ خواہ مخواہ تنگ کر رہے ہو۔ اگر کھال بچ جائے تو واپس کر دینا"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ مگر عمران کی بات کا کسی نے جواب نہیں دیا۔ شی چنگ کچھ دیر الماری کے پاس کھڑا رہا۔ پھر اس نے دو تین شیشیاں اٹھا کر ان میں سے سیال نکال کر ایک شیشی میں مکس کیا اور پھر وہ شیشی لے کر عمران کے پاس آیا۔ اس نے شیشی میں سے سیال نکال کر عمران کے چہرے پر ملا اور پھر اس نے جیسے ہی اس کے منہ پر تولیہ رگڑا، اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ اب عمران کے چہرے سے میک اپ کی تہہ اترتی چلی جا رہی تھی۔

"ویری گڈ شی چنگ۔ تم نے واقعی اپنی مہارت ثابت کر

دی"...... سفیر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے مجھے آئینہ تو دکھاؤ دیکھوں تو سہی تم نے کون سی تہہ اتار لی ہے"...... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ اس میک اپ کے نیچے دوسرا میک اپ موجود ہے"...... سفیر صاحب عمران کی بات سن کر چکرا گئے۔

"نہیں جناب۔ یہ خواہ مخواہ ہمیں چکر دینے کی کوشش کر رہا ہے اب اس کی چہرے کے مسام بخوبی نظر آ رہے ہیں۔ اب یہ اصل صورت میں ہے"...... شی چنگ جو عمران کے چہرے کو بڑے قریب سے دیکھ رہا تھا بول اٹھا۔

"ہو سکتا ہے تمہاری بینائی یکدم بڑھ گئی ہو۔ کون سا سرمہ استعمال کرتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر شی چنگ اٹھ کھڑا ہوا۔ اب عمران واقعی اپنی اصل شکل میں تھا۔ شی چنگ نے سامان دوبارہ الماری میں رکھا اور واپس اپنی کرسی کی طرف بڑھنے لگا۔ سفیر بڑی گہری نظروں سے عمران اور ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کچھ کہنے کے لئے لب کھولے ہی تھے کہ اچانک سیٹی کی تیز آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"اوہ کوئی دوسری پارٹی عمارت میں داخل ہوئی ہے"...... سفیر نے چونک کر کہا۔ پھر کافی دیر تک خاموشی طاری رہی۔ ان سب کی نظریں دروازے کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ادھر عمران بھی سوچ رہا تھا کہ یہ کون سی پارٹی ہو سکتی ہے۔ تقریباً بیس منٹ بعد دروازہ کھلا

اور پھر دس مسلح آدمی ایک لڑکی اور تین نوجوانوں کو کور کئے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

"یہ بھی اسی کھڑکی کے راستے اندر آئے ہیں جناب"...... آنے والے نے سفیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمارا جال کافی کامیاب رہا ہے۔ انہیں ستونوں سے باندھ دو"...... سفیر نے مسرت آمیز لہجے میں جواب دیا۔ لڑکی کو جب ستون سے باندھا جانے لگا تو اس کی نظر عمران پر پڑی اور وہ نمایاں طور پر چونک پڑی۔ عمران بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس لئے جیسے ہی لڑکی نے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے بڑے سٹائل سے آنکھ مار دی اور لڑکی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ عمران میک اپ کے باوجود پہچان گیا تھا کہ یہ موریا بلوگن ہے۔

"ان کا میک اپ صاف کر دو"...... سفیر نے شی چنگ سے کہا اور شی چنگ اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"آج کل شاید آپ لوگ میک اپ صاف کرنے کا ہفتہ منا رہے ہیں۔ ویسے ایک مشورہ ہے کہ اگر آپ جیبیں صاف کرنے کا ہفتہ مناتے تو زیادہ اچھے رہتے"...... عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا مگر اس کی بات کا کسی نے جواب نہیں دیا۔ شی چنگ نے تھوڑی دیر میں ان چاروں کا میک اپ صاف کر دیا اور اب موریا بلوگن اپنی اصل شکل میں موجود تھی۔

"میرا خیال ہے ہمیں وقت ضائع کرنے کی بجائے ان سے سرسری پوچھ گچھ کر کے انہیں ٹھکانے لگا دینا چاہئے"...... ایک نوجوان نے سفیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے اور اس لڑکی کو کوئی اچھا سا ٹھکانہ مہیا کرنا۔ جہاں کوئی دخل اندازی نہ کرے کافی مدت سے میں ہنی مون منانے کا پروگرام بنا رہا ہوں۔ مگر کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ملتا"...... عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔

"اس کی زبان ضرورت سے زیادہ چلتی ہے۔ پہلے اس کا بندوبست کرنا چاہئے"...... سفیر نے بڑے ناخوشگوار لہجے میں قریب بیٹھے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے فی شان کو بلوائیے۔ ایک منٹ میں وہ اس کی چلتی زبان کو روک دے گا"...... نوجوان نے جواب دیا۔ مگر اس سے پہلے کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ کمرے میں ایک بار پھر تیز سیٹی گونج اٹھی۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کوئی تیسری پارٹی بھی آ رہی ہے۔ کمال ہے یہ تو گروہ کے گروہ آ رہے ہیں"...... سفیر نے بڑے تشویش آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"شی چنگ میک اپ صاف کرنے کا سامان تیار کر لو۔ تمہیں خواہ مخواہ بار بار تکلیف ہو رہی ہے۔ اگر مجھے پتہ ہوتا تو ہم سب اکٹھے آ جاتے"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں شی چنگ سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"تم خاموش نہیں رہ سکتے۔ اب اگر تم بولے تو میں بغیر وارننگ گولی مار دوں گا"...... سفیر نے اسے تلخ لہجے میں ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"نہ نہ۔ ایسا ظلم نہ کرنا۔ گولی چلاتے وقت یہ خیال ضرور رکھنا کہ میری زبان بند نہ ہو۔ میرے پاس یہی تو ایک سرمایہ ہے"۔ عمران نے ملتجیانہ لہجے میں کہا مگر اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور مسلح گروپ چار آدمیوں کو لئے اندر داخل ہوا۔ عمران اور موریا انہیں دیکھ کر مسکرا دیئے کیونکہ وہ سب سے آگے آنے والے کو بخوبی پہچان چکے تھے کہ وہ فوہاگ ہے۔ ایک بار پھر وہی کارروائی دہرائی گئی۔ انہیں ستونوں سے باندھ دیا گیا اور ان کا میک اپ صاف کر دیا گیا۔ اب ہال میں دس افراد مختلف ستونوں سے بندھے ہوئے تھے۔ سفیر چند لمحے تو خاموشی سے بیٹھا گہری نظروں سے انہیں دیکھتا رہا۔ پھر اس کی نظریں فوہاگ کے ساتھ آنے والے ایک نوجوان پر جم گئیں۔

"اسے کھول کر ایک سائیڈ پر کھڑا کر دو"...... سفیر نے مسلح آدمیوں کو حکم دیا اور پھر چند ہی لمحوں میں اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

"اسے گولی مار دو"...... سفیر نے سپاٹ لہجے میں کہا اور اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی بیک وقت تین مشین گنوں نے شعلے اگلے اور اس نوجوان کے جسم میں سینکڑوں گولیاں تیر گئیں۔ اس غریب کو

تڑپنے کی مہلت بھی نہ ملی۔

"تم کیا چاہتے ہو۔ ظالم درندو"...... اپنے ساتھی کی موت پر فوہاگ پھٹ پڑا۔ غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"صرف اتنا کہ تم تینوں پارٹیوں کے سربراہ اپنی شناخت کرا دو۔ ورنہ میں اپنی مرضی سے آخر میں تین آدمی بچاؤں گا۔ چاہے وہ سربراہ ہو یا ماتحت"...... سفیر نے نخوت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"یہ تین مختلف پارٹیاں نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی پارٹی ہے اور میں اور میرا ساتھی ان کے سربراہ ہیں۔ اب آپ بڑی خوشی سے باقی حضرات کو گولی مار سکتے ہیں"...... اس سے پہلے کہ کوئی بولتا عمران بول پڑا۔

"اس بے وقوف کی باتوں پر آپ نہ جائیں۔ آپ مجھے یہ بتلائیں کہ آخر آپ سربراہوں سے کیا چاہتے ہیں"...... فوہاگ نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"میں دراصل سربراہوں سے علیحدہ کمرے میں کچھ امور پر بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس طرح آپ کا اور ہمارا دونوں فریقوں کا مسئلہ حل ہو جائے"...... سفیر نے اس بار نرم لہجے میں جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تو آپ وعدہ کرتے ہیں کہ باقی آدمیوں کو گولی نہیں ماریں گے"...... فوہاگ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وعدہ رہا"...... سفیر نے صلح کن لہجے میں کہا۔

"چلیئے پھر کچہری چلتے ہیں۔ وعدے کو قانونی شکل دے دیتے ہیں تاکہ آپ بعد میں وعدے سے مکر بھی جائیں تو ہم آپ پر مقدمہ تو قائم کر سکیں"...... عمران نے بیچ میں لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے خیال میں سفیر ہیں۔ ایک سفیر ذمہ دار آفیسر ہوتا ہے اس لئے ہم آپ کے وعدے کا اعتبار کر لیتے ہیں"...... فوہاگ نے جواب دیا۔

"جی ہاں۔ ان کی ذمہ داری کا منہ بولتا ثبوت وہ سامنے پڑا ہوا ہے"...... عمران نے مردہ نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اسے گولی مار دو"...... سفیر نے جھنجھلا کر عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے حکم پر اس کے آدمیوں نے تیزی سے گنوں کا رخ عمران کی طرف کیا ہی تھا کہ فوہاگ بول پڑا۔

"ٹھہریئے۔ آپ ابھی سے اپنے وعدے سے مکر رہے ہیں"۔ اور سفیر نے اپنے آدمیوں کو ہاتھ کے اشارہ سے روک دیا۔

"اسی لئے تو کہتے ہوں کہ وعدے کو قانونی شکل دے لیں"۔ عمران پھر بھی خاموش نہ رہا۔

"سنیئے۔ اپنی پارٹی کا سربراہ میں ہوں۔ مجھے فوہاگ کہتے ہیں۔ دوسری پارٹی کی یہ لڑکی موریا بلوگن عرف ریڈ کیٹ سربراہ ہے اور یہ علی عمران ہے۔ اس کا اتنا ہی تعارف کافی ہے۔ میں اس کے ساتھی کے متعلق کچھ نہیں جانتا"...... سفیر نے کہا۔

"میں سیکرٹ سروس سے متعلق ہوں"...... ٹائیگر نے پہلی دفعہ زبان کھولی۔ اس کا لہجہ بے حد پروقار تھا۔

"اوہ تو یہ بات ہے"...... سفیر نے طنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"ان چاروں کے علاوہ سب کو گولی مار دو"...... سفیر نے اپنے آدمیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ یہ دھوکہ ہے۔ آپ ایک ذمہ دار آفیسر ہیں"...... فوہاگ اس کا حکم سن کر چیخ پڑا۔

"فوہاگ صاحب۔ یہ وعدہ وفائی ہو رہی ہے۔ آپ نے کیا کہا تھا کہ آپ کسی اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں ایک دوسرے کا تعارف کرا رہے ہیں"...... عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں فوہاگ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس سے پہلے کہ فوہاگ کوئی جواب دیتا۔ اچانک ہال میں مشین گنوں کے قہقہوں کے ساتھ چیخوں کا طوفان امڈ آیا اور چند ہی لمحوں میں فوہاگ کے باقی تین ساتھیوں اور موریا کے تینوں ساتھیوں کی لاشیں ستونوں سے بندھی رہ گئیں۔ فوہاگ نے غصے سے دانت بھینچ لئے تھے۔ البتہ موریا کے چہرے پر اطمینان تھا جیسے اسے اپنے ساتھیوں کی موت کا ذرہ برابر بھی افسوس نہ ہوا ہو۔ البتہ عمران، ٹائیگر کی حاضر دماغی کی دل ہی دل میں داد دے رہا تھا۔ جس نے اپنے آپ کو سیکرٹ سروس کے متعلق ظاہر کر کے اپنے آپ کو بچا لیا تھا۔

"تمہیں اس کے نتائج بھگتنے پڑیں گے"...... فوہاگ نے غصے سے

چیختے ہوئے کہا۔

"مسٹر فوہاگ۔ آپ بے حد جذباتی ہیں۔ آپ سب ہمارے ملک کے دشمن ہیں۔ آپ کی زندگی ہمارے لئے ضرر رساں ہے۔ پھر آپ ناجائز طور پر سفارت خانے میں داخل ہوئے ہیں۔ آخر ہم آپ پر کیوں رحم کریں۔ زیادہ آدمیوں کی موجودگی ہمارے لئے ضرر رساں ثابت ہو سکتی ہے۔ اب آپ چار آدمی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"...... سفیر نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"آپ لوگ آخر کیا چاہتے ہیں۔ صاف صاف بات کریں"۔ موریا نے پہلی بار زبان کھولی۔ اس کے لہجے میں اطمینان تھا۔ سفیر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ چند لمحے بغور اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے شی چنگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شی چنگ۔ یہ عورت بے حد مطمئن ہے۔ ضرور اس کی کوئی خاص وجہ ہو گی۔ ہو سکتا ہے اس کی تلاشی نہ لی گئی ہو اور اس کے پاس کوئی خاص چیز ہو۔ تم ایسا کرو اس کا لباس اتار دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم مار کھا جائیں"...... شی چنگ سفیر کی بات سنتے ہی تیزی سے اٹھا اور پھر لپک کر موریا کے پاس آیا۔

"ٹھہرو۔ میرے پاس صرف لاکٹ ہے اور کچھ نہیں ہے"۔ موریا نے چیخ کر کہا تو شی چنگ نے اس کے گلے میں موجود لاکٹ کھینچ لیا۔

"سر میرے خیال میں اس لاکٹ میں ٹرانسمیٹر موجود ہو گا"۔ شی

چنگ نے کہا۔

"ہونہہ۔ اسے ٹرانسمیٹر آپریٹر کے پاس بھجوا دو۔ وہ خود ہی اسے ناکارہ کر دے گا"...... سفیر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور شی چنگ لاکٹ کو لئے ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"ہاں تو دوستو۔ سب سے پہلے تو یہ بتلاؤ۔ کہ سیکارو پوائنٹ پر ہمارے ملک کے انجینئروں کو کس نے قتل کرایا تھا اور فارم میں چیانگ اور اس کے ساتھیوں کی موت کا باعث کون تھا"...... سفیر نے مسکراتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم خواہ مخواہ اپنے ساتھ ہمارا بھی وقت ضائع کر رہے ہو۔ میں اب تک بہت برداشت کرتا رہا ہوں۔ مگر جس طرح تم نے ایک عورت کی توہین کی ہے اب معاملہ میری برداشت سے باہر ہو گیا ہے اس لئے تم اب اپنے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں سفیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے۔ تم چار چوہے ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہو"۔ سفیر نے فخریہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ بتلاؤ فائنل رپورٹ تمہارے پاس پہنچ چکی ہے یا نہیں"۔ عمران نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"پہنچ چکی ہے"...... سفیر نے بڑے فخریہ انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سفیر کے جواب پر موریا اور فوہاگ دونوں نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ ان کا اب تک تو یہی خیال تھا کہ

فائل رپورٹ شاید عمران کے پاس ہوگی۔ وہ تو سفارت خانے صرف اس لئے چڑھ دوڑے تھے کہ شاید کوئی کام کی چیز ہاتھ لگ جائے اور ان دونوں کے یوں چونک کر دیکھنے پر عمران نے مسکرا کر آنکھ مار دی۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ جو چاہو کر لو۔ میں نے ہاں کرا لی ہے۔

"دیکھو مسٹر سفیر اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ تم یہ فائل سفارت خانے سے باہر لے جانے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو یہ تمہاری بھول ہے۔ تمہارا سفارت خانہ اس وقت ہمارے آدمیوں نے گھیرا ہوا ہے۔ اگر ہم زیادہ دیر اندر رہے تو ہمارے آدمی سفارت خانے پر دھاوا بول دیں گے"...... فوہاگ نے سفیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم بے وقوف ہو۔ سفارت خانے پر حملہ ہوتے ہی میرے صرف ایک بٹن دبانے پر یہاں چند ہی لمحوں میں ملٹری کی ایک پوری بریگیڈ پہنچ جائے گی۔ اس لئے اس بات کو ذہن سے نکال دو اور اب میں تم سے گفتگو کر کے وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ تمہیں قتل کر کے میں اپنے آدمیوں کے قتل کا انتقام لے لوں گا۔ چنانچہ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... سفیر نے اچانک اپنا فیصلہ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا۔ اچانک سفیر کرسی سے اٹھا اور اس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھا دیا اس کے ہاتھ اوپر اٹھاتے ہی ہال میں موجود بیس مشین گنوں کا رخ ان چاروں کی طرف ہو گیا۔

"ٹھہرو۔ ٹھہرو"...... فوہاگ اور موریا دونوں چیخ پڑے۔ مگر سفیر شاید قطعی فیصلہ کر چکا تھا۔ اس لئے اس نے جواب دینے کی بجائے اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے نیچے کر لیا اور دوسرے لمحے ہال مشین گنوں کے قہقہوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں عمران کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ ایکسٹو کا حکم تھا کہ عمران کو ہر قیمت پر تلاش کیا جائے۔ اس لئے پوری ٹیم اسی چکر میں تھی۔ انہوں نے ہر وہ ممکن جگہ دیکھ ڈالی تھی جہاں عمران کی موجودگی کا بعید ترین امکان بھی ہو سکتا تھا۔ مگر عمران تو گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے عمران کا وجود اس دنیا میں کبھی رہا ہی نہ ہو۔ ان دونوں نے تو شہر کا کونہ کونہ چھان مارا تھا مگر عمران تو ایک طرف رہا اس کی خوشبو بھی ان کی ناک میں کہیں نہیں آئی۔ اب رات ہو چکی تھی اور دونوں یہی سوچ رہے تھے کہ ایکسٹو کو کیا جواب دیں گے۔ صفدر کار کے سٹیئرنگ پر بیٹھا ایکسٹو کے غصے کے تصور میں غرق تھا اور کیپٹن شکیل وہ الفاظ سوچ رہا تھا جن کے ذریعے وہ ایکسٹو کے غصے کو ٹال سکے مگر ایسے کوئی الفاظ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ بہرحال

ناکامی کا لفظ تو بنیادی تھا اور یہی وہ لفظ تھا جسے ایکسٹو کسی قیمت پر سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا تھا۔ اسی سوچ میں غرق کار میں سوار صفدر اور شکیل جب حکومت سانیا کے سفارت خانے کے قریب سے گزرے تو ایک موڑ مڑتے ہی اچانک صفدر نے چونک کر پوری قوت سے بریک لگائے اور کیپٹن شکیل کا سر ونڈ سکرین سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ صفدر نے بریک لگانے کے ساتھ ہی بڑی پھرتی سے کار کے ہیڈ لیمپ بجھا دیئے۔

"کیا بات ہے"...... کیپٹن شکیل نے اپنے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے قدرے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شکیل۔ وہ سامنے موڑ پر سفارت خانے کی دیوار کے شمالی کونے کی طرف میں نے ایک آدمی کو بھاگ کر جاتے ہوئے دیکھا ہے"۔ اسی لمحے وہ دونوں ایک بار پھر چونک پڑے۔ جب ایک سائے نے چھلانگ لگائی دیوار پر نظر آیا اور پھر غائب ہو گیا۔

"اب میں نے بھی واضح طور پر دیکھا ہے مگر اس سے ہمارا کیا تعلق۔ ہو گا کوئی"...... کیپٹن شکیل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ تمام دن کی آوارہ گردی سے تھکا ہوا تھا اس لئے نہیں چاہتا تھا کہ کسی خواہ مخواہ کے بکھیڑے میں پھنسے۔

"شکیل مجھے یقین ہے کہ یہ عمران تھا"...... صفدر نے اعتماد سے پر لہجے میں کہا۔

"کیا کہا عمران۔ یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا"...... اب تو کیپٹن

شکیل بھی چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"میں نے عمران کے ساتھ بہت عرصہ گزارا ہے۔ یہ پھرتی اور یہ انداز صرف عمران ہی کا ہو سکتا ہے اور پھر یہ حکومت سانتیا کا سفارت خانہ ہے۔ ہمارے موجودہ کیس سے اس ملک کا بنیادی تعلق ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اندر جانے والا عمران کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا"...... صفدر نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات میری عقل میں آ رہی ہے۔ ہمیں چیک ضرور کر لینا چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"وہ دیکھو ایک اور"...... صفدر نے چونک کر کہا اور کیپٹن شکیل نے بھی دیکھا کہ ایک اور سایہ تیزی سے بھاگتا ہوا سڑک کے پار گیا اور پھر چھلانگ لگا کر دیوار پر چڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ بھی غائب ہو گیا۔

"اب تو واقعی معاملہ سیریس ہو گیا ہے"...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے کار وہیں ایک سائیڈ میں کھڑی کر دی۔ وہ دونوں کار سے اتر آئے اور وہیں رک کر حالات کا جائزہ لینے لگے۔ ابھی انہیں وہاں رکے چند ہی لمحات ہوئے تھے کہ سفارت خانے کی چھت پر سے ایک تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور سیٹی کے بعد خاموشی چھا گئی۔ سیٹی کی آواز سن کر وہ دونوں چونک کر ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔

"میرا خیال ہے عمران اور اس کا ساتھی چیک کر لئے گئے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے اور اگر واقعی یہی بات ہے تو اس کا مطلب ہے سفارت خانے والے پہلے سے ان کی آمد کے منتظر تھے"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"کیوں نہ ایکسٹو کو اطلاع کر دی جائے تاکہ باقاعدہ منظم پلان کے تحت ہم سفارت خانے میں داخل ہو جائیں"...... کیپٹن شکیل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں فی الحال یہ مناسب نہیں ہے۔ ابھی ہمیں قطعی یقین نہیں ہے کہ جانے والا واقعی عمران تھا۔ ہو سکتا ہے کہ معاملہ کوئی اور ہو اور پھر سفارت خانے میں اگر چھاپہ ناکام ہو جائے تو ایکسٹو کو خاصی شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ اس لئے بہتر ہے کہ پہلے ہم اندر داخل ہو کر صورت حال کا جائزہ لیں اور اگر کوئی ایسی صورت حال نظر آ جائے جس میں ایکسٹو کی مداخلت ضروری ہو تو پھر ایکسٹو کو کال کیا جائے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر چلو اندر چلتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے مضبوط لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں تم یہیں ٹھہرو۔ میں اندر جاتا ہوں۔ ریسٹ واچ ٹرانسمیٹر آن رکھنا۔ میں صورت حال بتلاتا بھی رہوں گا اور مزید ہدایات بھی دیتا رہوں گا۔ تم یہیں ٹھہر کر مجھے کور کرنا"...... صفدر نے کہا۔

"جیسے تم مناسب سمجھو"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا کیونکہ بہرحال اسے صفدر کا کہا ماننا پڑتا تھا۔ صفدر اس سے سینئر جو تھا۔

چنانچہ بات ہوتے ہی صفدر دیوار کی اوٹ لیتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ سفارت خانے کی دیوار کی جڑ میں پہنچ گیا۔ چند لمحوں تک وہ وہیں دبکا رہا۔ پھر اس نے چند قدم ہٹ کر چھلانگ لگائی۔ دوسرے لمحے وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دیوار کے اوپر پہنچ گیا اور پھر چند لمحوں تک دیوار پر لیٹا وہ آہٹ لیتا رہا۔ پھر لٹک کر نیچے اتر گیا۔ دیوار کی جڑ میں اور جھاڑیوں کے درمیان وہ دبک کر بیٹھ گیا۔ اس کی تیز نظریں بلبوں کی مدھم روشنی میں اردگرد کے ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں۔ مگر اس طرف اسے کوئی پہریدار نظر نہیں آ رہا تھا۔ البتہ عمارت کے گیٹ کے قریب اسے دو مسلح پہریدار ٹہلتے ہوئے صاف نظر آ رہے تھے۔ ابھی وہ باڑھ کے پیچھے دبکا ہوا حالات کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک اس کی کلائی پر ہلکی سی چبھن سی ہوئی جس پر اس نے ٹرانسمیٹر واچ پہن رکھی تھی۔ اس نے چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا اور پھر اس کا ونڈ بٹن کھینچ کر کان سے لگا دیا۔

"صفدر۔ ایک لڑکی اور تین آدمی دیوار کود کر اندر آنے والے ہیں۔ ہوشیار رہنا"...... گھڑی میں سے کیپٹن شکیل کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا"...... صفدر نے دبی سی آواز میں جواب دیا اور چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اس نے دیوار کے مختلف حصوں سے چار افراد کو بڑی احتیاط سے اندر کودتے دیکھا۔ ان میں سے ایک لڑکی تھی جو اس سے تقریباً دس فٹ دور دیوار سے کودی تھی۔ کودنے کے بعد

پہلے تو وہ سب جھاڑیوں میں دبکے رہے۔ پھر لڑکی کے ہاتھ کے اشارے پر سب زمین پر رینگتے ہوئے اس کھڑکی کی طرف بڑھنے لگے۔ جو عمارت کی پشت پر تھی۔ سب سے آگے آگے وہ لڑکی تھی۔ وہ کسی سانپ کی سی تیزی رفتاری سے رینگتی ہوئی کھڑکی کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے پیچھے وہ تینوں آدمی تھے وہ بے حد چوکنا اور محتاط معلوم ہو رہے تھے۔ کھڑکی کے قریب پہنچ کر لڑکی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے کھڑکی کو آہستہ سے دبایا اور اس کے دباتے ہی کھڑکی کھلتی چلی گئی۔ لڑکی نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ کھڑکی کے اندر کود گئی۔ اس کے پیچھے وہ تینوں آدمی بھی کھڑکی کراس کر گئے۔ صفدر جھاڑیوں کے پیچھے دبکا ہوا خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ پھر جیسے ہی آخری آدمی اندر کودا۔ چھت پر سے ایک تیز سیٹی کی آواز گونجی۔ سیٹی بجتے ہی صفدر کو کھڑکی کے اندر روشنی نظر آ گئی۔ چند لمحوں تک اندر کچھ آوازیں آتی رہیں جیسے کسی کے درمیان جھڑپ ہو رہی ہو اور روشنی ایک دفعہ پھر معدوم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی کھڑکی ایک بار پھر بند کر دی گئی۔ صفدر سمجھ گیا کہ سفارت خانے والے بے حد چوکنے ہیں اور یہ کھڑکی کھول کر انہوں نے باقاعدہ جال نکھار رکھا ہے۔ اب وہ سمجھ گیا کہ عمران اور اس کا ساتھی بھی اسی طرح کھڑکی کے راستے اندر داخل ہوئے ہوں گے۔ اسی لئے پہلی سیٹی بجی تھی۔ چنانچہ اب اس نے عمارت کے اندر داخل ہونے کے لئے کوئی اور ذریعہ سوچنا شروع کر دیا اور پھر اسے وہ ذریعہ بھی سمجھ میں آ گیا۔ چنانچہ اس

نے جھاڑیوں کے پیچھے ہی جنوبی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ وہ حتیٰ الامکان احتیاط برت رہا تھا کیونکہ اس کے خیال میں پراسرار آنکھیں پوری کوٹھی کا جائزہ ضرور لے رہی تھیں۔ رینگتے رینگتے وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے گٹر لائن عمارت کے اندر جا رہی تھی۔ اس نے گٹر کا ڈھکنا پوری قوت سے اوپر اٹھایا اور پھر اسے بڑی احتیاط سے گھاس پر رکھ دیا اور خود گٹر کے دہانے میں اترتا چلا گیا۔ گٹر میں بہت تھوڑا پانی موجود تھا۔ اس لئے وہ دیوار کی جڑ میں پیر جماتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جیب سے پنسل ٹارچ نکال لی تھی کافی دور تک جانے کے بعد ایک موڑ مڑتے ہی وہ ٹھٹک کر رک گیا کیونکہ آگے گٹر لوہے کی مضبوط جالی سے بند تھا۔ اس نے لوہے کی جالی کو ہاتھ لگا کر دیکھا مگر جالی بے حد مضبوط تھی اور آسانی سے ٹوٹ بھی نہیں سکتی تھی۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ واپس چلا جائے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ سفارت خانے والے ضرورت سے زیادہ محتاط ہیں۔ اسی لئے گٹر میں جالی لگی ہوئی ہے ورنہ عام طور پر گٹر میں ایسی جالیاں کوئی نہیں لگاتا۔ وہ کافی دیر تک وہیں کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ٹارچ کی روشنی میں اس جگہ کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ جہاں جالی دیوار کے ساتھ فٹ تھی۔ جالی بے حد مضبوطی کے ساتھ دیوار میں فٹ تھی۔ پہلے تو صفدر کے چہرے پر مایوسی کے آثار نمایاں ہوتے گئے۔ مگر ایک جگہ جیسے ہی ٹارچ کی روشنی پڑی۔ صفدر چونک پڑا۔ وہاں جالی اتنی مضبوط نہیں تھی۔ صفدر نے ٹارچ بند کر کے

جیب میں ڈال لی اور پھر جالی کے سوراخوں میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ڈالیں اور پھر اس نے دونوں پیر جالی کی جڑ میں ٹکائے اور پوری قوت سے اسے کھینچنا شروع کر دیا۔ وہ بار بار جھٹکے دیتا رہا۔ مگر جالی کچھ ضرورت سے زیادہ مضبوط تھی۔ مگر صفدر کو معلوم تھا کہ اگر جالی اکھڑی تو یہیں سے اکھڑے گی۔ ورنہ اسے واپس جانا پڑے گا۔ چنانچہ اس نے جدوجہد ترک نہ کی۔ تقریباً پانچ چھ منٹ کی کوشش کے بعد جب اس نے دانت بھینچ کر ایک زوردار جھٹکا لگایا تو وہ گٹر کے پانی میں گرتے گرتے بچا کیونکہ اس جھٹکے سے جالی اس جگہ سے اکھڑ گئی تھی۔ صفدر نے اپنے آپ کو سنبھالا اور قدموں کو دوبارہ مضبوط کر کے اس نے اکھڑی ہوئی جگہ پر پھر زور لگانا شروع کر دیا۔ تھوڑی سی محنت کے بعد وہ اتنا خلا بنانے میں کامیاب ہو گیا جس میں سے وہ سمٹ کر دوسری طرف جا سکے۔ اس نے ٹارچ جیب سے نکالی اور پھر جالی کراس کر کے دوسری طرف آ گیا۔ ابھی اس نے چند ہی قدم آگے بڑھائے تھے کہ اس کی کلائی پر ایک بار پھر چبھن ہوئی۔ اس نے گھڑی کان سے لگا دی۔

"صفدر۔ چار آدمی اور دیوار کود کر اندر داخل ہو رہے ہیں۔ تم کس پوزیشن میں ہو"...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"شکیل معاملہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سیریس ہے۔ سفارت خانے میں آنے والوں کے لئے جال بچھے ہوئے ہیں۔ یہ چاروں بھی پکڑے جائیں گے۔ میں گٹر کے ذریعے اندر داخل ہونے والا ہوں۔

فی الحال تو محفوظ ہوں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"پھر میں وہیں ٹھہروں یا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ابھی تم وہیں ٹھہرو۔ میں مناسب وقت پر تمہیں ہدایات دوں گا۔ ابھی مجھے کسی ٹھکانے تک پہنچنے دو"...... صفدر نے جواب دیا۔

"او کے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور پھر صفدر آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک جگہ جا کر وہ رک گیا۔ اب وہ اپنے اندازے کے مطابق عمارت کے عین نیچے موجود تھا۔ جس جگہ وہ رکا تھا۔ وہاں سے گٹر کی ایک اور شاخ شمالی سمت چلی گئی تھی۔ صفدر سامنے جانے کی بجائے ادھر مڑ گیا اور پھر اسے ایک جگہ گٹر کا دہانہ نظر آ گیا۔ دہانے کے ساتھ ہی سیڑھیاں اوپر چڑھ رہی تھیں۔ وہ تیزی سے یڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ پھر اس نے جیسے ہی دہانے کے اوپر رکھے ہوئے ڈھکن پر روشنی ڈالی۔ وہ چونک پڑا۔ ڈھکن کے ساتھ کھلنے اور بند ہونے کے لیے آٹو میٹک سسٹم موجود تھا۔ سسٹم دیکھ وہ سمجھ گیا کہ یہ دہانہ مخصوص کمرے میں موجود ہے اور شاید یہاں سے لاشیں گٹر میں پھینکی جاتی ہوں گی۔ اس نے ڈھکن کے ساتھ کان لگا دیئے اور کافی دیر تک دوسری طرف سے کسی آواز کا منتظر تھا۔ مگر دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ کمرہ خالی ہو گا۔ اس کا اطمینان کرنے کے بعد اس نے ٹارچ کی پشت سے ڈھکن کے ایک کونے کو دبایا۔ جگہ دبتے ہی ایک پتلی سی سلاخ باہر نکل آئی۔ صفدر نے اس تار کا سرا سسٹم کی دو سلاخوں کے جوڑ میں ڈالا اور پھر پھرتی سے وہاں موجود

ایک چھوٹا سا پیچ کھولنا شروع کر دیا۔ پیچ کھل کر نیچے گٹر میں گر پڑا اور جوڑ کھل گیا۔ جوڑ کھول کر اس نے ڈھکن کو اوپر اٹھایا۔ سسٹم ختم ہونے کی وجہ سے ڈھکن اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اس نے بڑے اطمینان سے ڈھکن ایک طرف رکھا اور پھر اپنا سر باہر نکالا۔ وہ واقعی ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود تھا۔ کمرہ خالی تھا۔ صفدر باہر نکل آیا کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا پھر صفدر کی نظریں اوپر روشندان پر پڑیں۔ جہاں سے روشنی چھن چھن کر ادھر آ رہی تھی۔ کمرے کی چھت کافی نیچی تھی۔ اس لئے اس نے ادھر ادھر دیکھا اور کمرے میں موجود ایک لوہے کے پلنگ کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی نظر آ گئی۔ اس نے کرسی اٹھا کر روشندان کے نیچے رکھی اور پھر اس پر چڑھ گیا۔ اب وہ بڑی آسانی سے روشندان کی دوسری طرف جھانک سکتا تھا۔ اس نے بڑی احتیاط سے روشندان سے دوسری طرف جھانکا اور پھر وہ چونک پڑا کیونکہ دوسری طرف ایک بڑا ہال تھا۔ ہال میں ستونوں کے ساتھ عمران کے ساتھ ایک اور آدمی اور وہ لڑکی اور تین آدمی بندھے ہوئے تھے۔ ایک طرف کرسیوں پر ایک معمر شخص اور تین نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ صفدر نے روشندان کو ہلکا سا دبایا اور چھوٹی سی درز بنا لی۔ اب وہ آسانی سے دوسری طرف سے آنے والی آوازیں بھی سن سکتا تھا۔ جیسے ہی اس نے درز کھولی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور مسلح آدمی چار آدمیوں کو لے کر اندر داخل ہوئے اور انہیں بھی ستونوں سے باندھ دیا گیا اور ایک نوجوان نے ان کا میک اپ

صاف کرنا شروع کر دیئے۔ صفدر کے خیال کے مطابق پوزیشن بے حد سیریس تھی۔ اب چونکہ اسے عمران کی وہاں موجودگی کا مکمل یقین ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے ایکسٹو کو اس کی فوری اطلاع دینی مناسب سمجھی۔ چنانچہ وہ کرسی سے نیچے اترا اور پھر گٹر کے دہانے میں سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس نے ڈھکن اٹھا کر دوبارہ سوراخ پر رکھ دیا۔ گھڑی کے ونڈ بٹن کھینچ کر اس نے سوئیاں گھما کر مختلف ہندسوں پر فٹ کیں اور ونڈ بٹن کو ہلکا سا دبایا۔ دوسرے لمحے بارہ کا ہندسہ جلنے بجھنے لگا۔ پھر اس نے گھڑی کو کان سے لگایا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ صفدر نے پوری تفصیل سے تمام حالات ایکسٹو کو بتلا دیئے۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ اصل فائل عمران کے پاس موجود نہیں ہے۔ بلکہ اسی سفارت خانہ میں ہے۔ تبھی عمران سمیت تمام پارٹیاں وہاں حملہ آور ہوئی ہیں۔ اوور"...... ایکسٹو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں سر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اوور"...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں پانچ منٹ کے اندر اندر تمام ممبروں کو لے کر سفارت خانے آ رہا ہوں۔ ہم چونکہ قانونی طریقے سے سفارت خانے میں داخل ہو کر فائل حاصل نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا پڑے گا جو عمران وغیرہ نے کیا ہے۔ اوور"۔ ایکسٹو نے جواب دیا

"سر سفارت خانے والے بے حد چوکنے ہیں۔ اسی لئے آپ بھی سفارت خانے میں داخلے کا وہی راستہ اختیار کریں جو میں نے کیا ہے۔ اس طرح ہم بڑے محفوظ طریقے سے اندر داخل ہو جائیں گے۔ اوور"...... صفدر نے تجویز پیش کی۔

"ٹھیک ہے تم کیپٹن شکیل کو الرٹ کر دو، اسے وہیں مل لیں گے اور اسی راستے سے اندر داخل ہو جائیں گے۔ اوور"...... ایکسٹو نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ اوور"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... ایکسٹو نے جواب دیا اور رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے کیپٹن شکیل سے رابطہ قائم کیا اور اسے ایکسٹو کی ہدایات پہنچا دیں۔ اس سے فارغ ہو کر وہ دوبارہ کمرے میں آیا اور کرسی پر چڑھ کر اندر ہال کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے روشندان دبا کر دوبارہ درز بنا لی۔ دوسرے لمحے وہ ہال سے آنے والی آواز سن کر چونک پڑا کیونکہ سب سے آخر میں آنے والوں میں سے ایک آدمی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ اپنی پارٹی کا سربراہ ہے اور اس کا نام فوہاگ ہے۔ پھر اس نے لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے موریا بلوگن عرف ریڈ کیٹ بتلایا اور پھر اس کے بعد اس نے عمران کا نام لیا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھ والے ستون پر بندھے ہوئے آدمی

نے اپنے آپ کو سیکرٹ سروس سے متعلق بتلایا اور صفدر اس کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ شخص قطعی غلط بیانی کر رہا تھا۔ اس کی بات مکمل ہوتے ہی درمیان میں بیٹھے ہوئے معزز شخص نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ان چاروں کے علاوہ باقی سب کو گولی مار دو۔ پھر تھوڑی دیر بعد واقعی اس کے حکم کی تعمیل ہو گئی اور ہال میں موجود باقی نو آدمیوں کو مشین گنوں کی گولیوں سے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد ان کی آپس میں باتیں ہوتی رہیں اور پھر صفدر نے دیکھا کہ ایک نوجوان نے موریا بلوگن کے گلے کا لاکٹ بھی اتار لیا۔ اسی لمحے صفدر چونک پڑا کیونکہ اس کی کلائی پر چبھن ہو رہی تھی۔ اس نے گھڑی کانوں سے لگائی۔ دوسری طرف ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو صفدر۔ کیا پوزیشن ہے۔ ہم سب گٹر میں اتر چکے ہیں۔ اوور"۔ صفدر نے روشندان کی درز بند کی اور سرگوشی میں جواب دیا۔

"آگے بڑھتے چلے آئیں جہاں جالی کے بعد اوپر ڈھکن کھلا ہوا ہو وہاں میں موجود ہوں۔ اوور"...... اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور صفدر دوبارہ اندر کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا اور پھر اس کا ذہن زلزلہ کی زد میں آگیا۔ جب عمران کی بات کے جواب میں اس معزز شخص نے جو یقیناً سفیر تھا، بڑے اطمینان سے بتلایا کہ فائنل رپورٹ اس تک پہنچ چکی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ سب صحیح مقام اور صحیح وقت پر پہنچ گئے۔ اسی لمحے آہٹ ہوئی اور پھر صفدر نے پیچھے مڑ

کر دیکھا تو گٹر کے دہانے میں سے ایکسٹو چہرے پر نقاب لگائے باہر نکل رہا تھا۔ صفدر نے پھرتی سے روشندان کی درز بند کی اور نیچے اتر آیا۔ ایکسٹو کے بعد دہانے میں سے تقریباً تمام ممبر نکل کر کمرے میں آ گئے۔ صفدر نے سرگوشی میں اب تک گزرے ہوئے حالات ایکسٹو کو بتلا دیئے۔

"تم سب یہاں سے نکل کر پھیل جاؤ اور جتنی جلدی ہو سکے۔ اس ہال کی سائیڈ میں موجود کمروں پر قبضہ کر کے روشندانوں پر جم جاؤ۔ میں ہال کے دروازے پر پہنچ رہا ہوں۔ جیسے ہی ہال کے اندر داخل ہوں آپ سب نے روشندانوں سے فائرنگ کر کے ان مسلح آدمیوں کو قتل کر دینا ہے۔ سفیر کو قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی اور آدمی کو"۔ ایکسٹو نے سب کو ہدایات کی اور صفدر کو روشندان کی طرف جانے کا اشارہ کر کے خود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ بند تھا۔ ایکسٹو نے جیب سے ایک تار نکالی اور پھر تار تالے کے سوراخ میں ڈال کر اس نے جیسے ہی اسے زور دیکر دبایا، ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلتا چلا گیا۔ باہر ایک راہداری تھی۔ ایکسٹو باہر نکل آیا اور پھر اس کے پیچھے تقریباً تمام ممبر کمرے سے باہر نکل گئے۔ صفدر ایک بار پھر روشندان میں سے اندر کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے اپنا ریوالور نکال کر اس کی نالی درز میں جما دی اور فائرنگ کے لئے تیار ہو گیا۔

سفیر کے کرسی سے اٹھتے ہی عمران نے گردن موڑ کر ٹائیگر کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا۔ جواب میں ٹائیگر نے اثباتی انداز میں آنکھیں جھپک دیں اور پھر جیسے ہی سفیر نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ عمران کے ہاتھوں نے تیزی سے حرکت کی اور اس کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں نیچے گر پڑیں اسے چونکہ کافی رسیوں کے ساتھ ستون سے باندھا گیا تھا اس لئے جب تک تمام رسیاں نہ کھل جاتیں، وہ ستون سے آزاد نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر وہ اپنی جان بچانے کا منصوبہ پہلے ہی ذہنی طور پر تیار کر چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی سفیر نے اپنا ہاتھ نیچے کیا وہ پھرتی سے ستون کے ساتھ ہی گھوم گیا اور اب وہ ستون کی دوسری طرف تھا۔ ٹائیگر نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ گولیاں چلیں ضرور مگر دونوں بچ گئے۔ مگر گولیوں کی پہلی باڑھ نے فوہاگ اور موریا دونوں کے جسموں کو چاٹ لیا۔ ان کے حلق سے تیز چیخیں

نکلیں اور وہیں ستونوں کے ساتھ ڈھلک گئے۔ اس سے پہلے کہ وہاں موجود مسلح افراد دوسری بار گولیاں چلاتے۔ ہال کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر ایکسٹو نقاب لگائے اندر داخل ہوا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی اچانک مسلح آدمیوں پر چاروں طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر اس سے پہلے کہ سفیر اور اس کے نوجوان ساتھی سنبھلتے۔ ان کے اٹھارہ مسلح آدمی قتل ہو چکے تھے۔ باقی دو کو ایکسٹو نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سے بھون ڈالا۔ اب ہال میں سفیر، اس کے تین ساتھی عمران اور ٹائیگر بچ گئے۔ عمران اور ٹائیگر دونوں اتنی دیر میں جسم پر بندھی ہوئی رسیاں کھول چکے تھے۔ چنانچہ ان دونوں نے جھپٹ کر قریب ہی فرش پر پڑی ہوئی مشین گنیں اٹھا لیں۔

"عمران۔ خبردار اگر تم نے حرکت کی تو تم بھی اسی طرح بھون دیئے جاؤ گے"...... ایکسٹو نے سفیر اور اس کے ساتھیوں کو مشین گن سے کور کرتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے مشین گن جھکا لی۔ ایکسٹو نے سر سے اشارہ کیا اور پھر چند ہی لمحوں بعد سیکرٹ سروس کے تمام ممبر ہال میں پہنچ گئے۔ انہوں نے سفیر اور اس کے ساتھیوں کو کور کر لیا۔

"عمران۔ تم اور یہ دوسرا آدمی مشین گنیں پھینک کر اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو۔ اس وقت تم بھی مجرموں کی صف میں شامل ہو"۔ ایکسٹو نے عمران اور ٹائیگر کو حکم دیتے ہوئے کہا اور عمران نے

مشین گن نیچے پھینکتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے جناب۔ اس معزز لسٹ میں آج میرا بھی نام شامل ہو گیا"...... اس کے ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کی طرف مڑ کر آنکھ سے اشارہ کیا۔ جس جگہ وہ کھڑے ہوئے تھے وہاں سے ہال کا دروازہ قریب ہی تھا۔

"مسٹر سفیر جلدی بتلاؤ کہ وہ رپورٹ کہاں ہے"...... ایکسٹو نے سفیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کون ہو"...... سفیر نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"میں ایکسٹو ہوں۔ سیکرٹ سروس کا چیف"...... ایکسٹو نے جواب دیا

"رپورٹ میرے ملک پہنچ چکی ہے"...... سفیر نے بے حد مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"شٹ اپ۔ صحیح صحیح بتلاؤ"...... ایکسٹو نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ مگر سفیر نے جواب دینے کی بجائے اچانک کرسی کے پائے کو ٹھوکر مار دی اور پھر وہ پلک جھپکنے میں وہ جگہ جہاں سفیر اور اس کے ساتھی موجود تھے کسی تختے کی طرح عمودی طور پر گھوم گئی اور اس سے پہلے کہ ایکسٹو اور اس کے ساتھی سنبھلتے۔ سفیر اپنے ساتھیوں سمیت غائب ہو چکا تھا۔ اسی لمحے عمران نے چھلانگ لگائی اور اچھل کر ہال کے دروازے سے باہر نکل گیا ٹائیگر بھی چونکہ پہلے سے تیار تھا۔ اس لئے عمران کے فوراً بعد ہی وہ بھی ایک ہی چھلانگ میں

کمرے سے باہر نکل گیا۔

"انہیں پکڑو۔ پورے سفارت خانہ پر قبضہ کر لو جلدی"...... ایکسٹو نے پلٹ کر اپنے ساتھیوں سے تیز لہجے میں کہا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے وہ سب بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔ سب سے آخر میں ایکسٹو بھی ہال کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ ان کے باہر جاتے ہی ستون سے بندھے ہوئے فوہاگ نے سر اٹھایا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ گو وہ شدید زخمی تھا مگر اس کے اوسان ابھی تک بحال تھے۔ گولیوں کی وجہ سے جسم پر بندھی ہوئی بعض رسیاں کٹ گئی تھیں اس لئے اس نے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں آسانی سے کھول لی تھیں۔ رسیاں کھلتے ہی وہ اچھل کر سیدھا ہو گیا اور پھر تیزی سے موریا کی طرف بڑھا جو ابھی تک ستون کے ساتھ ڈھلکی ہوئی تھی۔ اس نے قریب آکر موریا کو دیکھا۔ موریا بے ہوش پڑی تھی۔ صرف ایک گولی ران پر لگی ہوئی تھی۔ ایک لمحے کے لئے فوہاگ کے دل میں آیا کہ وہ اسے ہوش میں لے آئے مگر پھر اس نے ارادہ بدل دیا اور فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور ہال کے دروازے کی طرف بھاگنے لگا مگر اسی لمحے وہ تختہ جہاں سفیر اور اس کے ساتھی کھڑے تھے، دوبارہ گھوما۔ فوہاگ تیزی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ تختہ گھومتے ہی سفیر دوبارہ اس کمرے میں آگیا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں ایک بیگ پکڑا ہوا تھا۔ تختہ رکتے ہی سفیر تیزی سے ہال کے ایک کونے کی

طرف بھاگا اور پھر اس نے کونے کے قریب جا کر ایک جگہ دیوار کو زور سے بوٹ کی ٹھوکر ماری۔ دوسرے لمحے دیوار میں ایک دروازہ نظر آنے لگا۔ سفیر نے دروازے کے ہینڈل کو تیزی سے دائیں طرف گھمایا اور دروازہ کھول کر اندر چھلانگ لگا دی۔ اسی لمحے فوہاگ نے بھی چھلانگ لگائی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دروازہ بند ہوتا وہ بھی دروازہ کراس کر گیا۔ سامنے ایک طویل سرنگ تھی اور سفیر ہاتھ میں بیگ پکڑے، تیزی سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ فوہاگ سمجھ گیا کہ اسی بیگ میں وہ اصل رپورٹ موجود ہے۔ چنانچہ اندر جاتے ہی اس نے مشین گن سیدھی کی اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین گن کی نال سے گولیوں کی بوچھاڑ نکلی اور سفیر اوندھے منہ فرش پر گر پڑا اور زیادہ سے زیادہ دو یا تین لمحوں تک تڑپنے کے بعد وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ فوہاگ بھاگ کر اس کے پاس پہنچا اور اس نے سرنگ کے فرش پر پڑا ہوا بیگ اٹھایا اور آگے بھاگ پڑا۔ اتنا وہ سمجھتا تھا کہ اس خفیہ سرنگ کا دوسرا دروازہ کسی محفوظ جگہ پر نکلتا ہوگا۔ گو اسے بھاگنے میں بے حد تکلیف ہو رہی تھی کیونکہ اس کے بازوؤں اور ٹانگوں پر گولیاں لگی ہوئی تھیں۔ مگر گولیوں نے صرف اس کے جسم کا گوشت ہی چھیلا تھا اور رپورٹ کے مقابلے میں زخم زیادہ خطرناک نہیں تھے اسے معلوم تھا کہ ایک بار وہ یہاں سے بچ کر نکل گیا تو زخم تو جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہ ہمت کر کے بھاگتا رہا اور پھر جلد ہی وہ سرنگ کے دوسرے دہانے پر پہنچ گیا

یہاں سامنے ایک سپاٹ دیوار تھی۔ فوہاگ نے سپاٹ دیوار پر تیزی سے ہاتھ پھیرے اور پھر جیسے ہی اس کا ہاتھ ایک ابھری ہوئی جگہ پر پڑا۔ ایک کھٹکا ہوا اور دیوار کسی تختے کی طرح ہٹتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک مشین گن کی نال اس کے سینے پر جم گئی۔

"جلدی کرو۔ مجھے لے چلو مجرم پہنچنے ہی والے ہیں"...... فوہاگ نے سفیر کی آواز بناتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"چلیئے جناب۔ ہیلی کاپٹر تیار ہے۔ آپ نکل چلیں باقی ہم سنبھال لیں گے"...... اس نوجوان نے جس نے فوہاگ کے سینے پر مشین گن رکھی تھی۔ مشین گن ہٹاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"چلو جلدی کرو۔ میں زخمی ہوں۔ ہمیں جلد از جلد ہیلی کاپٹر تک پہنچ جانا چاہیے"...... فوہاگ نے سفیر کے لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ چونکہ وہاں خاصا اندھیرا تھا اس لئے وہ نوجوان اسے پہچان نہیں سکا تھا اور فوہاگ اس موقع سے مکمل فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔

"آیئے جناب"...... اس نوجوان نے سفیر کے زخمی ہونے کا سنتے ہی بوکھلا کر کہا اور پھر فوہاگ اس کے پیچھے چلتا ہوا ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہیں ایک جگہ زور سے پاؤں مارا اور پھر اس نے کمرے کی چھت ایک طرف ہٹتی دیکھی۔ کمرے کی دیوار کے ساتھ ہی لوہے کی سیڑھیاں اوپر دور تک چلی گئی تھیں۔ کمرے کی چھت ہٹتے ہی فوہاگ کو محسوس ہوا کہ وہ ایک گہرے کنوئیں کی سطح میں کھڑا ہوا ہے۔ کنوئیں کی اوپر سطح سے آسمان پر

چمکتے ہوئے ستارے صاف نظر آرہے تھے۔ فوہاگ نے بیگ ایک ہاتھ میں پکڑا اور تیزی سے اوپر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ جب وہ چھت والی جگہ کراس کر گیا تو نیچے چھت برابر ہو گئی۔ فوہاگ نے ایک لمحے کے لئے نیچے دیکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی اسے اب جسمانی تکلیف بھی نہیں محسوس ہو رہی تھی۔ تکلیف کے ازالے کے لئے اتنا اطمینان ہی کافی تھا کہ وہ سب کو پیچھے چھوڑ کر اصل رپورٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ وہ ہیلی کاپٹر تک پہنچ جائے پھر اسے کوئی نہیں پکڑ سکتا تھا۔ یہی سوچتا ہوا وہ انتہائی تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا تھا۔

عمران جیسے ہی ہال سے باہر نکلا وہ تیزی سے دائیں سمت گھوم گیا۔ اس کے پیروں میں بجلیاں بھری ہوئی تھیں۔ راہداری تھوڑی دور جا کر مڑ گئی۔ عمران جیسے ہی مڑا اسے دو آدمی ایک دروازے سے نکلتے ہوئے نظر آئے۔ وہ دونوں بہت تیزی میں تھے۔ عمران انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ وہ دونوں وہی ہیں جو سفر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے گن سیدھی کی اور دوسرے لمحے اس میں سے ایک اچھل کر فرش پر گر گیا۔ مشین گن سے نکلنے والی گولیوں نے اسے رقص کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پھر جیسے ہی عمران نے دوسرے کی طرف نال کا رخ کیا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر گھبراتے ہوئے کہا۔

"مت مارو۔ مجھے مت مارو"...... اس کے لہجے میں بے پناہ خوف تھا۔ عمران نے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہاتھ روک لیا۔

"چلو اندر"...... عمران نے اسے ڈانٹ کر کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر

دوڑتا ہوا وہاں آگیا۔

"سفیر بیگ لے کر ہیلی کاپٹر کی طرف گیا ہے۔ اسے پکڑ لو مجھے مت مارو"...... اس آدمی نے خوف کی شدت سے ہکلاتے ہوئے خود ہی کہہ دیا۔ وہ چونکہ فیلڈ کا آدمی نہیں تھا اس لئے موت کے خوف سے اس نے سب کچھ فوراً اگل دیا۔ عمران کو اسی لمحے راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ عمران سمجھ گیا کہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہوں گے۔

"ٹائیگر انہیں یہیں روکو۔ بعد میں بے شک گرفتار ہو جانا"۔ عمران نے ٹائیگر کو ہدایت کی اور پھر اس آدمی کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے کمرے میں گھستا چلا گیا۔ ٹائیگر نے موڑ کے قریب کھڑے ہو کر مشین گن کا رخ راہداری کے ایک کونے کی طرف کر کے فائر کھول دیا۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز رک گئی اور گولیوں کی بوچھاڑ ادھر سے بھی ہوئی۔

"جلدی بتلاؤ۔ ہیلی کاپٹر کدھر ہے"...... عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"چھت پر"...... نوجوان نے کانپتے ہوئے کہا۔ اس کا تمام جسم شدت سے لرز رہا تھا۔

"چھت پر جانے کے لئے اس کمرے کی طرف سے کوئی راستہ ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ آؤ مگر مجھے مارنا مت"...... نوجوان نے اثبات میں سر

ہلاتے ہوئے کہا۔

"چلو اگر تم نے جلد از جلد مجھے پہنچا دیا تو تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ جلدی کرو"...... عمران نے اس کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ نوجوان ایک اور دروازے کی طرف بڑھ گیا اور اس نے دروازہ کھولا۔ یہاں بھی ایک راہداری تھی۔ نوجوان تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ یہ چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام ایک اور کمرے میں ہوا۔ نوجوان نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور پھر دروازہ کے ساتھ لگے ہوئے دو تین بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔ کمرہ کسی لفٹ کی طرح تیزی سے اوپر چڑھنا شروع ہو گیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد کمرہ ایک جھٹکے سے رک گیا۔ نوجوان نے بٹن دبا کر دروازہ کھول دیا اور عمران کو باہر جانے کے لئے کہا مگر عمران ایسے ہتھکنڈوں میں بھلا کب پھنسنے والا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ چھت پر مسلح افراد موجود ہوں گے۔ جیسے ہی وہ باہر نکلے گا اس پر گولیاں چلائی جائیں گی اس لئے اس نے جواب دینے کی بجائے نوجوان کا بازو پکڑا اور پھر ایک زور دار جھٹکا دے کر دروازے سے باہر نکال دیا۔ جیسے ہی وہ باہر نکلا اسی لمحے دو آدمیوں نے اسے جکڑ لیا۔ وہ شاید اسے زندہ پکڑنا چاہتے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی وہ اس پر جھپٹے عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور وہ تینوں اچھل کر نیچے گر گئے۔ عمران اچھل کر باہر آیا اور پھر اس نے دو اور آدمیوں کو اپنی طرف جھپٹتے ہوئے دیکھا۔ عمران نے ان کے سنبھلنے سے پہلے ہی ٹریگر دبا دیا اور وہ دونوں بھی

اچھل کر فرش پر گرے اور مشین گن سے نکلنے والی گولیوں کی بوچھاڑ نے ان کے جسموں میں بے شمار سوراخ کر دیئے تھے۔ عمران ان سے فارغ ہو کر آگے بڑھا تو اس نے چھت کے درمیان میں ایک چھوٹے سے ہیلی کاپٹر کو کھڑے دیکھا۔ عمران جیسے ہی ہیلی کاپٹر کی طرف لپکا اچانک زائیں کی آواز کے ساتھ ایک گولی اس کے کان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ عمران جھپٹ کر اس کمرے کی دیوار سے چمٹ گیا۔ گولی چلانے والا اس کے شمالی سمت کونے میں موجود تھا۔ اب صورت حال یہ بن گئی تھی کہ اگر عمران اسے ختم کرنے کے لئے آگے ہوتا تو وہ اس کی گولی کی زد میں آتا تھا اور آگے نہ بڑھتا تو وہ اسے نشانہ نہ بنا سکتا تھا۔ عمران ابھی اس مسئلے کا حل سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے ہیلی کاپٹر کی مخالف سمت چھت میں بنے ہوئے ایک چوڑے سے سوراخ میں سے ایک آدمی کو بیگ سمیت باہر آتے دیکھا۔ عمران کو صرف اس کی ٹانگیں نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے مشین گن کا رخ اس کی ٹانگوں کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا مگر اسی لمحے وہ شخص اچھل کر ہیلی کاپٹر کے پیڈ پر چڑھ گیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ اس کے پیروں کے نیچے سے نکلتی چلی گئی۔ اسی لمحے کونے والا شخص اچانک دیوار کے کونے سے نکل کر اس پر جھپٹ پڑا۔ وہ شاید اس دوران دیوار کی دوسری طرف کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھ آیا تھا۔ جیسے ہی وہ عمران پر جھپٹا عمران نے پھرتی سے مشین گن کی نالی اس کے پیٹ میں گھسیڑ دی مگر وہ شخص انتہائی پھرتی سے پہلو بچا گیا اور جواب میں

اس کی زوردار لات عمران کے پہلو پر پڑی۔ عمران نے جسم کو جھٹکا دے کر خود کو اس کی لات کی ضرب سے بچا لیا اور پھر مشین گن کو زور سے گھمایا۔ سٹین گن کی نالی اس آدمی کے چہرے پر پوری قوت سے پڑی اور وہ لڑکھڑا کر دو فٹ دور ہٹ گیا۔ اب عمران کے پاس کافی وقت تھا۔ اس نے ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ نے اس نوجوان کو پھر زمین سے اٹھنے ہی نہ دیا۔ اس سے فارغ ہو کر عمران جیسے ہی ہیلی کاپٹر کی طرف متوجہ ہوا اس نے دیکھا کہ ہیلی کاپٹر کے پنکھے پوری رفتار سے چلنے شروع ہو گئے تھے اور اب ہیلی کاپٹر زمین سے اٹھنے ہی والا تھا۔ جس جگہ عمران موجود تھا وہاں سے ہیلی کاپٹر کا فاصلہ تقریباً دس گز تھا۔ چونکہ ہیلی کاپٹر کی دم اس طرف تھی اس لئے اس پر گولیاں چلانا بھی فضول تھا۔ عمران نے مشین گن نیچے پھینکی اور ہیلی کاپٹر کی طرف تیزی سے دوڑ پڑا۔ ابھی اس نے چار پانچ قدم ہی اٹھائے تھے کہ ہیلی کاپٹر جھٹکے سے فضا میں بلند ہو گیا اور پھر جب وہ اس جگہ پہنچا تو ہیلی کاپٹر اتنا اونچا ہو چکا تھا کہ اس کے ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ مگر عمران نے اپنے جسم کو زور سے فضا میں اچھالا اور پھر اس کے دونوں ہاتھ ہیلی کاپٹر کے پیڈ پر جم گئے۔ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ عمران کے دونوں ہاتھ ہیلی کاپٹر کے پیڈ پر جمے ہوئے تھے اور وہ فضا میں لٹک رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر لمحہ بہ لمحہ اونچا ہوتا چلا جا رہا تھا۔ ہوا کا دباؤ اتنا بڑھ گیا تھا کہ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی زوردار آندھی کے جھکڑوں میں

پھنس گیا ہو۔ عمران نے اپنے جسم کو زور سے جھلایا اور پھر اس کے دونوں پیر دوسرے پیڈ پر جم گئے اور پھر عمران نے قلابازی کھائی اور پھر وہ ہیلی کاپٹر اور پیڈ کی باڈی کے درمیان میں جم کر بیٹھ گیا۔ یہاں ہوا کا دباؤ قدرے کم تھا۔ عمران نے پیروں کو مضبوطی سے جمایا اور پھر ایک ہاتھ سائیڈ کے دروازے کی طرف بڑھایا۔ ہینڈل پر ہاتھ پڑتے ہی اس نے دروازہ ایک جھٹکے سے کھول دیا اور پھر بجلی کی سی پھرتی سے اس نے دوسرا ہاتھ کھلے ہوئے دروازے کے کنارے پر جما دیا مگر جیسے ہی اس نے اپنا جسم ہیلی کاپٹر کے اندر پہنچانا چاہا اندر سے کسی نے زور سے دھکا دیا اور ہینڈل عمران کے ہاتھ سے چھوٹ گیا مگر عمران کا ایک ہاتھ مضبوطی سے کنارے کو تھامے رہا۔ اب وہ صرف اسی ہاتھ کے بل فضا میں لٹک رہا تھا۔ پھر اندر سے کسی نے اس کے ہاتھ کی کلائی پر زوردار ضرب لگائی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کلائی ٹوٹ گئی ہو۔ ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ نے کنارہ چھوڑ دیا اور عمران سینکڑوں فٹ کی بلندی سے نیچے گرنے لگا۔ اب ایسا کوئی سہارا باقی نہیں تھا جسے پکڑ کر وہ اپنی جان بچا سکتا۔

موریا کو عین اسی لمحے ہوش آیا جب اس نے فوہاگ کو سفیر کے پیچھے دروازہ کراس کرتے ہوئے دیکھا۔ موریا سیدھی ہوئی وہ ہاتھوں کی رسیاں تو پہلے ہی کھول چکی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں اتنی لچک تھی کہ وہ انہیں بڑی آسانی سے اکٹھا کر کے چھوٹے سے حلقے میں سے گزار سکتی تھی۔ دراصل سفیر نے اسے اتنا موقع ہی نہیں دیا تھا کہ وہ اپنی رسیاں کھول لیتی۔ گولی نے اس کے گوشت کو پھاڑ دیا تھا۔ فوری تکلیف کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ اس نے بڑی پھرتی سے جسم پر لپٹی ہوئی رسیاں کھولیں اور پھر اچھل کر آگے بڑھی۔ وہ ایک پیر سے لنگڑا رہی تھی۔ مگر اس کے انداز میں پھر بھی پھرتی تھی۔ اس نے فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے دروازے کو پکڑ کر ادھر ادھر گھمایا۔ جیسے ہی ہینڈل دائیں جانب گھوما، دروازہ کھل گیا اور موریا اندر داخل ہو گئی۔ سامنے ایک طویل سی سرنگ تھی۔ پھر اس نے

آدھے راستے میں سفیر کو مردہ فرش پر پڑا ہوا دیکھا۔ وہ سمجھ گئی کہ فوہاگ اس کے ہاتھ سے بیگ چھین کر بھاگ نکلا ہو گا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ جلد ہی وہ سرنگ کے اختتام پر پہنچ گئی۔ مگر سرنگ کے اختتام پر ایک سپاٹ دیوار سی تھی۔ ابھی موریا اس سے تھوڑی ہی دور تھی کہ دیوار کسی تختے کی طرح ہٹتی چلی گئی اور ایک مسلح نوجوان پھرتی سے اس خلا میں سے نکلا۔ موریا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن کا رخ اس طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور وہ نوجوان مردہ چھپکلی کی طرح پٹ سے زمین پر گرا۔ گولیوں نے اس کے جسم کو مکھیوں کے چھتے میں تبدیل کر دیا تھا۔ موریا اسے پھلانگتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر وہ اس کمرے میں پہنچ گئی اس نے دیکھا کے لوہے کی سیڑھیاں چھت کی طرف جا رہی تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ سیڑھیاں چھت کراس کر کے اوپر چلی گئی ہوں گی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جس سے وہ چھت کو اپنی جگہ سے ہٹا سکے۔ اس نے تیزی سے دیواروں کو مشین گن کے بٹ سے ٹھونکنا شروع کر دیا۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ دیوار کو ٹھونکتی ہوئی جب وہ ایک کونے میں پہنچی تو اس کے پیر کو ٹھوکر سی لگی۔ یہ جگہ زمین سے ابھری ہوئی تھی۔ ابھری ہوئی جگہ کا احساس ہوتے ہی اس نے زور سے اس جگہ پیر مارا اور دوسرے لمحے چھت ایک طرف ہٹ گئی۔ اس نے دیکھا کہ یہ ایک کنواں سا تھا اور پھر اس نے ایک آدمی کو بیگ پکڑے آخری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے دیکھا۔ اس نے مشین گن

سیدھی کی اور نشانہ لے کر ٹریگر دبانے ہی والی تھی کہ وہ شخص اچھل کر سوراخ سے باہر نکل گیا۔ موریا سمجھ گئی کہ یہ فوہاگ ہو گا۔ اس نے مشین گن کو کاندھے سے لٹکایا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں چڑھنی شروع کر دیں وہ فوہاگ کے ہاتھ سے بیگ ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اصل رپورٹ اسی بیگ میں ہو گی۔ چنانچہ وہ ایک کی بجائے دو دو سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی اوپر چڑھتی چلی گئی۔ ابھی وہ درمیان میں ہی تھی کہ اسے اوپر گولیاں چلنے اور پھر کسی انجن کے چلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے اور زیادہ تیزی سے چڑھنا شروع کر دیا۔ جب وہ اس کنوئیں کے دہانے پر پہنچی تو اس نے دیکھا کہ دور ایک ہیلی کاپٹر اڑتا چلا جا رہا ہے اور ایک آدمی اس کے پیڈ سے لٹکا ہوا ہے۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس آدمی نے قلابازی کھائی اور پھر اس کی ٹانگیں دوسرے پیڈ سے اٹک گئیں۔ موریا کے دماغ پر ایک لمحے کے لئے مایوسی چھا گئی مگر دوسرے لمحے ایک خیال آتے ہی وہ تیز دوڑتی ہوئی چھت کے کنارے پر پہنچی۔ اسے یقین تھا کہ ہیلی کاپٹر فوہاگ چلا رہا ہو گا اور دوسرا آدمی شاید سفارت خانے کا کوئی پہریدار ہو گا۔ چونکہ وہ فوہاگ کے ساتھ کافی عرصے تک سیکرٹری رہ چکی تھی اس لئے اس کو یہ بھی معلوم تھا کے فوہاگ ہیلی کاپٹر کو لے کر کہاں جائے گا۔ جہاں تک دوسرے آدمی کا تعلق تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ آدمی زیادہ دیر تک پیڈ پر اپنی گرفت قائم نہیں رکھ سکے گا۔ عمارت کی پشت کی طرف کنارے سے اس نے جھانکا اور پھر اسے پانی

کا ایک پائپ چھت سے نیچے جاتا ہوا نظر آ گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر اس طرف کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ عمارت کے سامنے والے رخ کی طرف اب بھی گولیاں چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور پھر پولیس گاڑیوں کے سائرن بھی اس کے کانوں میں پہنچ گئے۔ وہ تیزی سے پائپ سے پھسلتی ہوئی چند لمحوں میں زمین تک پہنچ گئی۔ وہ پولیس کے وہاں پہنچنے سے قبل عمارت سے باہر نکل جانا چاہتی تھی۔ زمین پر پہنچتے ہی وہ دیوار کے قریب گئی اور اس نے جسم کو کسی بازی گر کی طرح قلابازی کھلائی اور دیوار پر چڑھ جانے میں کامیاب ہو گئی۔ دیوار کچھ زیادہ بلند نہیں تھی اس لئے دیوار پر چڑھتے ہی وہ دوسری طرف کود گئی۔ اس طرف ایک چھوٹی سڑک تھی۔ وہ سڑک پر بھاگتی چلی گئی اور پھر سفارت خانے کے شمال میں پہنچ کر وہ ایک اور سڑک پر مڑ گئی۔ اس نے آتے ہوئے اپنی کار اسی سڑک پر کھڑی کی تھی اسے یقین تھا کہ کار اب تک وہاں موجود ہو گی اور پھر اس نے کار کو وہاں موجود دیکھ ہی لیا۔ کار کے قریب پہنچتے ہی اس نے پھرتی سے کار کا دروازہ کھولا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی دوسرے لمحے کار سٹارٹ ہو گئی اور ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھ گئی مین روڈ آتے ہی اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور ڈیش بورڈ کا خانہ کھل گیا اب وہاں ایک ڈائل اور چند بٹن نظر آ رہے تھے۔ موریا نے ایک بٹن دبایا اور ڈائل پر ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو۔ ریڈ کیٹ سپیکنگ۔ اوور"...... موریا نے میں کہا۔

"یس میڈم۔ گوگل سپیکنگ فرام دس اینڈ۔ اوور"...... دوسری طرف سے گوگل کی آواز سنائی دی۔

"گوگل۔ فوہاگ رپورٹ لے کر نکل جانے کامیاب ہو گیا ہے۔ ہمارے گروپ کے تمام آدمی مارے جا چکے ہیں۔ فوہاگ ہیلی کاپٹر پر سوار ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہیلی کاپٹر کو ریڈ مینشن کی عمارت میں لے جائے گا۔ ریڈ مینشن کی عمارت ہمارے ہیڈ کوارٹر کے بالکل قریب موجود ہے۔ اس لئے تم فوراً اپنے تمام آدمیوں سمیت ریڈ مینشن پر دھاوا بول دو میں کار پر وہیں پہنچ رہی ہوں۔ میرے پہنچنے تک ریڈ مینشن کی عمارت پر تمہارا قبضہ ہو جانا چاہئے۔ اوور"۔ موریا نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر میڈم۔ اوور"۔ دوسری طرف سے گوگل کی آواز سنائی دی۔

"جلدی کرو ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ اگر فوہاگ مجھ سے پہلے وہاں پہنچ جائے تو بے شک گولی مار دینا۔ اوور اینڈ آل"...... موریا نے کہا اور بٹن دبا کر سلسلہ ختم کر دیا۔ کال سے فارغ ہو کر موریا نے ایکسیلیٹر پر مکمل دباؤ ڈالا اور کار پوری تیزی رفتاری سے سڑک پر دوڑنے لگی۔ موریا دانت بھینچے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ پر لگا کر ریڈ مینشن کی عمارت تک پہنچ جائے۔ بہرحال اسے یقین تھا کہ اس کے آدمی جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے اور پھر فوہاگ وہاں سے بچ کر نہیں نکل سکے گا۔

سیکرٹ سروس کے ممبران ہال سے نکل کر تمام عمارت میں پھیل گئے اور پھر زبردست جدوجہد اور کئی مسلح پہرے داروں کے قتل کے بعد سفارت خانے پر ان کا مکمل قبضہ ہو گیا ٹائیگر کو بھی ایکسٹو کے حکم سے گرفتار کر لیا گیا۔ مگر پوری عمارت میں عمران اور سفیر کا کوئی پتہ نہیں چلا اور اس وقت ان کی حیرت دوچند ہو گئی۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ فوہاگ اور موریا بھی غائب ہیں۔ پھر خفیہ سرنگ کا بھی پتہ چل گیا جہاں سفیر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ کنواں جس میں لوہے کی سیڑھیاں موجود تھیں اور پھر چھت پر موجود لاشوں کی موجودگی اور ہیلی کاپٹر کے غائب ہونے کا بھی علم ہو گیا۔ جیسے ہی ایکسٹو کو ہیلی کاپٹر کی گمشدگی کا پتہ چلا وہ سمجھ گیا کہ عمران اور مجرم اسی ہیلی کاپٹر میں فرار ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ اس نے سفارت خانے کے ٹیلی فون پر بحیثیت ایکسٹو فضائیہ کے تمام

اسٹیشنوں کو احکامات جاری کر دیئے کہ اس ہیلی کاپٹر کو چیک کیا جائے اور جہاں وہ اترے اس کی فوری اطلاع کی جائے۔ اتنی دیر میں پولیس بھی وہاں پہنچ گئی اور بلیک زیرو نے سفارت خانے کو پولیس کی نگرانی میں دینے کے بعد تمام ممبران کو حکم دیا کہ وہ دانش منزل پہنچ جائیں۔ ان سب کو مسلح اور چوکنا رہنا چاہئے۔ ایک منٹ کے نوٹس پر انہیں کہیں بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ ایکسٹو نے سر سلطان کو بھی سفارت خانے کی صورت حال سے آگاہ کر دیا اور پھر سر سلطان اور دیگر اعلیٰ حکام بھی پہنچ گئے۔ ایکسٹو سر سلطان سمیت دانش منزل آ گئے۔ دانش منزل پہنچنے کے بعد پہلی بار سر سلطان نے انتہائی سخت لہجے میں بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"طاہر میرا خیال تھا کہ عمران کے ساتھ اتنے عرصے کام کرنے کے بعد تمہیں عقل آ چکی ہو گی۔ مگر آج میرا خیال غلط ثابت ہوا ہے۔ تمہیں اس طرح سفارت خانے پر حملہ کرنے سے پہلے کم از کم سوچنا چاہئے تھا کہ یہ سفارت خانے کا معاملہ ہے۔ ہمیں باقاعدہ طور پر حکومت سانیا کو اس کی جواب دہی کرنا پڑے گی"...... بلیک زیرو کچھ دیر تو خاموش رہا۔ پھر اس نے صفدر کے بتلائے ہوئے تمام حالات بتلا دیئے۔ جب سر سلطان کو معلوم ہوا کہ اگر ایکسٹو بروقت کاروائی نہ کرتا تو عمران کی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ تب ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

"اب اس رپورٹ کا کیا ہو گا"...... سر سلطان نے کہا اور پھر

بلیک زیرو نے انہیں بتلا دیا کہ اس نے فضائیہ کو اس ہیلی کاپٹر کی چیکنگ کے احکامات دے دیئے ہیں۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر کہیں لینڈ ہوا اسے اطلاع مل جائے گی اور وہ اپنی پوری ٹیم سمیت وہاں پہنچ جائے گا۔ ابھی وہ بات کر ہی رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں راڈار اسٹیشن انچارج نمبر تین بول رہا ہوں۔ ایک نوسٹر ہیلی کاپٹر ہم نے چیک کیا ہے۔ وہ اس وقت دارالحکومت کے سیکٹر نمبر تین پر پرواز کر رہا ہے اور شاید وہ اسی سیکٹر کی کسی عمارت پر اترے گا"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز نے جواب دیا۔

"سیکٹر نمبر تین، جو جمال پورہ کالونی سے لالہ زار کالونی پر مشتمل ہے"...... بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے کہا۔

"یس سر وہی"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او کے۔ اسے چیک کیا جائے اور اب مجھے ٹرانسمیٹر فریکوئنسی نمبر فور تھری سائیکل ون پر اطلاع دی جائے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"او کے سر"...... جواب ملا اور بلیک زیرو نے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے بعد اس نے میز پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا اور مخصوص لہجے میں کہنے لگا۔

"ہیلو ممبران۔ فوراً کاروں پر سوار ہو کر جمال پورہ کالونی پہنچ جاؤ

وہاں وہ ہیلی کاپٹر پرواز کر رہا ہے۔ اگر تمہارے پہنچنے تک وہ پرواز کر رہا ہو تو جس عمارت میں اترے وہاں ریڈ کر دو اور اگر وہ پہلے لینڈ کر چکا ہو تو پھر سب وہیں رہو۔ میں خود پہنچ کر تم سے رابطہ کر لوں گا"...... بلیک زیرو نے انہیں احکام دے کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اچھا سر۔ اب مجھے اجازت۔ ایسا نہ ہو کہ رپورٹ وہاں سے بھی نکل جائے"...... بلیک زیرو نے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں جاؤ اور جیسے ہی رپورٹ تمہارے قبضے میں آئے اسے لے کر میرے پاس آنا۔ میں دفتر میں تمہارا انتظار کروں گا"۔ سر سلطان نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد بلیک زیرو اٹھا اور پھر وہ بھی اپنی مخصوص کار میں دانش منزل سے جمال پورہ کالونی کی طرف چل پڑا۔ اس بار اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ہر قیمت پر رپورٹ حاصل کر لے گا تاکہ سر سلطان کو اپنی کارکردگی سے متاثر کر سکے۔

کلائی پر ضرب لگنے کے بعد عمران کا ہاتھ ہیلی کاپٹر کے دروازے کے کنارے سے چھوٹ گیا۔ ایک لمحے کے لئے تو اسے یوں لگا جیسے اس کا جسم فضا میں بے سہارا ہو گیا ہو۔ جیسے اس کا جسم جھٹکا کھا کر نیچے گرنے لگا اس نے اپنے حواس درست رکھتے ہوئے دونوں پیروں سے پیڈ کو پلاس کی طرح جکڑ لیا اور دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے اس کا جسم نیچے گرنے سے رک گیا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ ہیلی کاپٹر فضا میں اڑتا جا رہا تھا اور عمران اس کے پیڈ سے سر کے بل لٹکا ہوا تھا۔ اگر عمران کے اوسان ایک لمحے کے لئے بھی خطا ہو جاتے تو اسے دنیا کی کوئی طاقت موت کے منہ سے نہیں بچا سکتی تھی۔ وہ چند لمحوں تک تو فضا میں الٹا لٹکا رہا۔ پھر اس نے بڑی مضبوطی سے اپنے جسم کو جھکولا دیا اور اس کے ہاتھ دوسرے پیڈ کے گرد جم گئے اور اس نے پیڈ کے گرد موجود پیروں کو ہٹا لیا۔ اب وہ دوسرے پیڈ کو پکڑے

ہوئے سیدھا لٹکا ہوا تھا۔ پھر اس نے پیر بھی اسی پیڈ کے گرد لپیٹ لئے اور پھر وہ پیڈ پر چڑھ کر لیٹ گیا۔ اب اس نے ہیلی کاپٹر کے اندر جانے کا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اندر موجود سفیر کہیں اس پر گولی ہی نہ چلا دے۔ اس نے سوچا کہ آخر وہ ہیلی کاپٹر کو کسی جگہ لینڈ تو کرے گا ہی۔ وہیں وہ اس سے نپٹ لے گا اور پھر اب اندر موجود سفیر بھی اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا ہو گا کہ وہ کہیں نیچے گر چکا ہو گا اس لئے وہ اطمینان سے کسی جگہ لینڈ کرے گا۔ چنانچہ وہ پیڈ سے چمٹا ہوا بڑے اطمینان سے لیٹا رہا۔ ہیلی کاپٹر کافی دیر تک دارالحکومت کے مختلف حصوں پر پرواز کرتا رہا۔ چونکہ ہیلی کاپٹر کافی اونچائی پر تھا اس لئے دارالحکومت پر کافی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر نیچے اترتا چلا آیا اور دارالحکومت کی روشنیاں نظر آنے لگ گئیں۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر کافی نیچے آ گیا اور پھر اسے نیچے ایک جگہ دو تین بار مخصوص روشنی جلتی نظر آ گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ ہیلی کاپٹر کو لینڈ کرنے کے لئے اشارہ دیا جا رہا تھا اس لئے وہ بھی پیڈ سے کودنے کے لئے تیار ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا اور پھر وہ ایک وسیع عمارت کے احاطے میں اترتا چلا گیا۔ ابھی ہیلی کاپٹر زمین سے چند گز اونچا ہی تھا کہ عمران نے ایک طرف چھلانگ لگا دی مگر اس سے پہلے کہ وہ زمین پر سے اٹھتا، دو تین آدمی اس پر جھپٹ پڑے۔ عمران نے کچھ زیادہ جدوجہد اس لئے نہ کی کیونکہ اسے صورت حال کا علم نہیں تھا کہ اس وقت بلڈنگ میں کتنے افراد موجود ہیں۔

اس نے سوچا کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی تعداد زیادہ ہو اور وہ مار کھا جائے۔ وہ صورت حال دیکھ کر قدم اٹھانے کا قائل تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسے اچھی طرح جکڑ لیا اور اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ اس کے بازوؤں کو پیچھے باندھ دیا گیا۔ ہیلی کاپٹر رک چکا تھا اور پھر اس کا دروازہ کھلا اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس میں سے سفیر کی بجائے فوہاگ باہر نکلا۔ فوہاگ جب آگے بڑھا تو وہ عمران کو وہاں دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔

"یہ یہاں کیسے پہنچ گیا"...... فوہاگ نے ان آدمیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا جو اسے گھیرے کھڑے تھے۔

"سر۔ آپ کے ہیلی کاپٹر کے پیڈ سے اس نے چھلانگ لگائی تھی۔ ہم نے اسے پکڑ لیا ہے"...... ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ یہ ہیلی کاپٹر سے نیچے گرا نہیں تھا"۔ فوہاگ نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"اسے اندر لے آؤ"...... فوہاگ نے اپنے آدمیوں کو مخاطب ہو کر کہا۔ عمران جو اب تک بالکل ہی خاموش تھا خود ہی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگ گیا۔ اس کے ناخن اس دوران باقاعدہ کام کر رہے تھے اور پھر جیسے ہی وہ عمارت کے برآمدے میں پہنچے تو وہ ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیوں سے نجات پا چکا تھا۔ اس دوران وہ یہ بھی چیک کر چکا تھا کہ عمارت کے اس رخ پر صرف دہی چار مسلح آدمی ہیں۔ پھر جیسے ہی وہ برآمدے کی سیڑھیاں چڑھنے لگے اچانک عمارت کی دیواروں

سے ان پر فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر تقریباً بیس کے قریب سائے دیواروں سے کود کر اندر آ گئے۔ فوہاگ اور عمران کے پیچھے آنے والے افراد نے فوراً ہی بیٹھ کر پوزیشن لے لی اور پھر اس سے پہلے کہ فوہاگ چونک کر کچھ کاروائی کرتا۔ عمران نے جھپٹا مارا اور اس کے ہاتھ سے بیگ چھین کر عمارت کے اندر بھاگ گیا۔

"ٹھہرو۔ عمران ٹھہرو"...... فوہاگ چیخ کر اس کے پیچھے بھاگا۔ مگر عمران ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی تیزی سے دوسرے کمرے میں داخل ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ فوہاگ اس کے پیچھے دوسرے کمرے میں آتا۔ وہ اس کمرے کے بیرونی دروازے سے باہر نکل آیا وہ ایک بار پھر برآمدے میں پہنچ چکا تھا۔ عمران بڑی پھرتی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ اسی لمحے کسی نے عمارت کے گرد لگے ہوئے بلبوں کو فائر کر کے بجھا دیا اور اب عمارت میں گہری تاریکی چھا گئی۔ عمران نے اس تاریکی سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور پھر تیزی سے چھلانگ لگا کر لان کی باڑ کے پیچھے چھپ گیا۔ اس نے گو بے حد رسک لیا تھا کیونکہ فائرنگ کا تبادلہ مسلسل ہو رہا تھا مگر پھر بھی وہ صحیح سلامت باڑ کے پیچھے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ عمران بیگ سمیت گیٹ کی طرف رینگتا چلا گیا۔ کیونکہ اس کے نظریئے کے مطابق اس وقت گیٹ ہی سب سے زیادہ محفوظ جگہ تھی۔ نفسیاتی طور پر حملہ آور گیٹ کی بجائے دیواروں سے کود کر اندر آنے کو ترجیح دیتے تھے۔ ابھی عمران گیٹ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک دیواروں سے پہلے والے

حملہ آوروں پر فائرنگ شروع ہو گئی اور کچھ سائے مشین گنوں سے مسلح اندر کود آئے۔ عمران انہیں دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ وہ انہیں پہچان چکا تھا کہ نئے آنے والے سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں۔ اسی لمحے گیٹ ایک دھکے سے کھل گیا اور پھر ایک بلٹ پروف کار اندر داخل ہوئی۔ عمران دھیرے سے مسکرا دیا کیونکہ وہ ایکسٹو کی مخصوص کار کو پہچان چکا تھا۔ کار وہیں گیٹ کے قریب ہی رک گئی۔ سیکرٹ سروس کے ممبران نے جلد ہی عمارت پر قبضہ کر لیا اور پھر وہاں خاموشی چھا گئی اسی لمحے کار کا دروازہ کھلا اور بلیک زیرو ایکسٹو کے نقاب میں نیچے اترا اور پھر وہ بڑے باوقار انداز میں قدم بڑھاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ عمران نے سوچا کہ اب گیٹ سے باہر نکل جانا چاہئے مگر دوسرے ہی لمحے وہ ٹھٹھک گیا کیونکہ اس نے گیٹ سے باہر پولیس کے آدمیوں کی جھلک دیکھ لی تھی۔ بلیک زیرو شاید مکمل انتظام کے ساتھ آیا تھا۔ تاکہ عمارت میں سے کوئی فرد بچ کر نکل نہ سکے۔ پولیس نے یقیناً عمارت کے گرد گھیرا ڈالا ہوا ہو گا۔ چنانچہ عمران کا بیگ سمیت وہاں سے بچ نکل کر جانا مشکل ہو گیا تھا اور اگر وہ کوشش بھی کرے گا تو سب اس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک اور ترکیب آ گئی وہ تیزی سے سرکتا ہوا کار کے قریب آیا اور پھر ڈگی کے نیچے چھپ کر اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی تار نکالی اور اس کا سرا ڈگی کے تالے میں ڈال کر اس نے تار کو مخصوص انداز میں گھمایا۔ ہلکی سی کلک کی آواز کے

ساتھ تالا کھل گیا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کسی کو وہاں متوجہ نہ پا کر اس نے بڑی خاموشی سے ڈگی کا ڈھکن اٹھایا اور دوسرے لمحے بیگ سمیت ڈگی میں رینگ گیا۔ اب وہ ہر طرح سے محفوظ ہو چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایکسٹو کی کار کی طرف کسی کا خیال بھی نہیں جائے گا۔

عمران کے بھاگتے ہی فوہاگ اس کے پیچھے لپکا مگر کئی کمرے دیکھنے کے باوجود عمران اسے نظر نہ آیا۔ وہ تو گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو چکا تھا۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ عمارت میں زیادہ افراد موجود نہیں ہیں اور حملہ آور یقیناً عمارت پر قبضہ کر لیں گے۔ اس لئے اب اس نے سوچا کہ کسی طرح وہاں سے فرار ہو جائے بعد میں وہ عمران کو ڈھونڈ کر رپورٹ حاصل کر لے گا۔ اگر یہاں پھنس گیا تو پھر حملہ آور اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس لئے وہ عمارت کے پچھلے دروازے سے نکل کر پشتی دیوار کی طرف بھاگا۔ مگر اس سے پہلے کہ بیرونی دیوار کے قریب پہنچتا اچانک دیوار سے فائرنگ ہوئی اور فوہاگ اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ اس کے حلق سے تیز چیخ نکل گئی اور چند لمحوں تک تڑپنے کے بعد وہ بے حس و حرکت ہو گیا اس بار گولیوں نے اس کا سینہ چھلنی کر دیا تھا۔ اس کے نیچے گرتے ہی دیوار

سے کود کر تین سائے اندر داخل ہوئے۔ ان میں سب سے آگے موریا تھی۔

"تم یہیں ٹھہرو اور کسی کو اس طرف سے نکلنے نہ دینا"۔ موریا نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی وہیں دبک گئے اور موریا تیزی سے بھاگتی ہوئی اس دروازے کی طرف بھاگی جس سے فوہاگ نکل کر آیا تھا۔ جیسے ہی وہ دروازے میں داخل ہوئی اچانک اس نے عمارت سے باہر اور پچھلی طرف مشین گن کی فائرنگ کی آوازیں سنیں وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک کر رک گئی کیونکہ یہ نئی فائرنگ یقیناً کسی نئے حملہ آوروں کی تھی مگر اسے فوہاگ کی تلاش تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس عمارت کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانہ ہے اور فوہاگ یقیناً وہیں موجود ہو گا۔ اب اسے کیا معلوم کہ جسے وہ راستے میں گولی مار کر آ رہی ہے وہی فوہاگ ہے۔ جلد ہی وہ خفیہ تہہ خانے میں پہنچ گئی مگر تہہ خانہ خالی تھا۔ تہہ خانے کو خالی دیکھ کر وہ بوکھلا گئی۔

"فوہاگ کہاں جا سکتا ہے"...... اس نے سوچا اور سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر آنے لگی۔ اس نے سیڑھیوں کے اختتام پر ایک سیڑھی کی جڑ میں لگا ہوا چھوٹا سا بٹن دبا دیا اور چھت کا وہ حصہ کسی تختے کی طرح ایک طرف سرکتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی اچھل کر وہ باہر نکلی، اچانک چٹ کی آواز آئی اور کمرہ روشن ہو گیا۔ دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گئی کیونکہ تقریباً چار مشین گنوں کا رخ اس کی طرف

تھا اور کمرے کے دروازے پر ایک نقاب پوش مشین گن اٹھائے ہوئے کھڑا تھا۔

"ہینڈز اپ"...... ان میں سے ایک نوجوان نے مشین گن کا رخ اس طرف کرتے ہوئے کہا اور موریا نے طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے۔

"یہ کون ہے صفدر"...... نقاب پوش نے بھرائے ہوئے لہجے میں اس نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ جس نے اسے ہاتھ اٹھانے کے لئے کہا تھا۔

"یہ موریا عرف ریڈ کیٹ ہے جناب"...... صفدر نے جواب دیا۔

"ہونہہ"...... نقاب پوش نے ہنکارا بھرا۔ اتنے میں ایک اور نوجوان اندر داخل ہوا۔

"تمام عمارت خالی ہے جناب۔ عمران کا کہیں پتہ نہیں چلا۔ باہر پولیس کہہ رہی ہے کہ کوئی شخص کسی بھی طرف سے عمارت سے باہر نہیں نکلا"...... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تو پھر عمران کہاں گیا"۔ ایکسٹو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"صفدر تم جاؤ اور عمارت میں موجود لاشوں کو چیک کرو۔ کہیں عمران کسی جگہ مردہ نہ پڑا ہو۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو ضرور یہاں سے نکلنے کی کوشش کرتا"...... ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں صفدر سے کہا اور صفدر کے ساتھ وہاں موجود باقی ممبران کے دل بھی دھک سے رہ

گئے۔ عمران کی موت کا سن کر ہی انہیں جذباتی طور پر دھچکا لگا تھا۔ صفدر پھرتی سے باہر نکل گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے پیچھے تنویر اور صدیقی نے ایک لاش کو اٹھایا ہوا تھا۔

"سر عمران کا کہیں پتہ نہیں چلا۔ البتہ یہ ایک اور پارٹی کا ممبر فوہاگ عمارت کی پچھلی طرف مردہ پڑا ہوا تھا۔ اس کی لاش لے آیا ہوں"...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ موریا نے فوہاگ کی لاش دیکھ کر منہ پھیر لیا وہ سمجھ گئی کہ جسے وہ قتل کر کے آئی تھی وہ فوہاگ ہی تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اس لڑکی اور لاش کو ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ پولیس کو کوٹھی کا چارج دے کر تم سب دانش منزل پہنچ جاؤ۔ میں عمران کے سلسلہ میں تمہیں نئی ہدایات دوں گا۔ اب عمران کو ہر قیمت پر زندہ یا مردہ گرفتار ہونا چاہئے"...... ایکسٹو نے کہا اور پھر وہ مڑ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا اپنی کار کے پاس پہنچا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار گیٹ سے باہر نکل آئی۔ گو اس نے اپنے ممبران کے سامنے بڑی برداشت کا مظاہرہ کیا تھا۔ مگر اندرونی طور پر وہ بے حد مضطرب تھا۔ عمران اسے ہر دفعہ چکما دے کر نکل جاتا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ اب جا کر سر سلطان کے سامنے استعفیٰ پیش کر دے۔ اس پوسٹ کو عمران کے علاوہ اور کوئی شخص نہیں سنبھال سکتا۔ عمران کے مقابلے میں اس کی صلاحیتیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ دفتر پہنچ کر جیسے ہی اس نے چپڑاسی سے کہا

سر سلطان سے ملنے کے لئے کہا۔ سر سلطان نے اسے فوراً اندر بلا لیا۔ اس وقت تک وہ نقاب اتار چکا تھا۔

"کیا ہوا طاہر رپورٹ مل گئی"...... سر سلطان نے پریشان سے لہجے میں پوچھا۔

"میں اپنی ناکامی تسلیم کرتا ہوں اور میں استعفیٰ دینے کے لئے ہی آیا ہوں۔ عمران ایک بار پھر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے اور رپورٹ اسی کے پاس ہے"...... طاہر نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"آخر ہوا کیا"...... سر سلطان نے سپاٹ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے تمام تفصیل بتلائی کہ کس طرح اس نے اپنے ممبران سمیت اس عمارت پر حملہ کیا، جہاں ہیلی کاپٹر اترا تھا۔ وہاں ایک غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹ لڑکی موریا بلوگن زندہ ہتھے چڑھی ہے۔ ایک اور پارٹی کا سربراہ فوہاگ کی لاش ملی ہے۔ عمران پھر بھی غائب ہے اور نہ ہی وہ رپورٹ ملی ہے۔

"اس کا مطلب ہے تمہیں عمران کی بات ماننی پڑے گی"۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا اللہ بھلا کرے اگر آپ میری بات مان لیتے تو ہمارے بلیک زیرو کو اتنی تکلیف بھی نہ اٹھانی پڑتی"...... اچانک عمران کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو اچھل پڑا۔ عمران ہاتھ میں بیگ پکڑے ہوئے بڑے اطمینان سے چلتا ہوا سر سلطان کے قریب آیا۔ اس نے صفنگ میز پر رکھا اور پھر بڑے اطمینان سے اس کے تالے کھول کر اس

نے بیگ کا ڈھکن اٹھایا اور اس کے اندر رکھی ہوئی فائل نکال کر سر سلطان کے سامنے رکھ دی۔ سر سلطان نے ایک نظر فائل کو دیکھا اور پھر مسکرا دیئے۔ انہوں نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ اسی لمحے ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔

"ہاشم۔ یہ رپورٹ ریکارڈ روم میں پہنچا کر رسید لے آؤ"۔ سر سلطان نے رپورٹ آنے والے کے سپرد کرتے ہوئے کہا اور نوجوان مؤدبانہ انداز میں سر جھکا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ بلیک زیرو بڑی حیرت سے سر سلطان اور عمران کی شکلیں دیکھ رہا تھا۔ سر سلطان نے عمران کی آمد پر کسی حیرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان کے رویے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عمران نے ان کی مرضی کے مطابق کام کیا ہو۔

"طاہر حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ دراصل عمران نے اس فائل کو حاصل کرنے کے لئے ایک گہرا پلان مرتب کیا تھا"۔ سر سلطان نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر سر۔ اس پلان کو مجھ سے چھپانے کی کیا ضرورت تھی"۔ بلیک زیرو نے قدرے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم سے نہ چھپاتے تو پلان ہی نہ بنتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی مجھے کچھ تو بتلایئے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"دراصل بات یہ تھی کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ حکومت سانیا

ہماری حکومت کو بلیک میل کرنا چاہتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹ فوہاگ بھی یہ رپورٹ حاصل کرنے کے لئے آیا ہے تو میں نے سر سلطان سے مشورہ کر کے ایک پلان بنایا۔ وہ یہ کہ میں سیکرٹ سروس سے ہٹ کر اس غیر ملکی ایجنٹ کی امداد کر کے وہ رپورٹ حاصل کر لوں اور جب رپورٹ میرے ہاتھ میں آجائے تو میں غیر ملکی ایجنٹ کو ختم کر کے رپورٹ سر سلطان کے حوالے کر دوں اس طرح حکومت سانیا کو ہماری حکومت سے کوئی شکایت پیدا نہ ہو سکے گی اور وہ یہی سمجھتی رہے گی کہ رپورٹ غیر ملکی ایجنٹ لے اڑے ہیں۔ مگر اس کے لئے ضروری تھا کہ سیکرٹ سروس باقاعدہ پورے زور و شور سے اس رپورٹ کو بچانے کے لئے حکومت سانیا کے لئے انجینیروں اور ان کی پارٹی کی حمایت کرے اگر تمہیں اصل پلان بتلا دیا جاتا تو تم اتنی مستعدی سے کام نہ کرتے۔ بہرحال میں باقاعدہ طور پر علیحدہ ہو گیا اور تمہیں آمادہ کرنے کے لئے میں سر سلطان سے الجھ پڑا۔ نتیجے میں تم ایکسٹو بن گئے اور میں مجرم۔ میں نے فوہاگ کے ساتھ مل کر فارم سے رپورٹ اڑانے کی کوشش کی۔ اس وقت تک ہماری کارکردگی سے حکومت سانیا کو یقین ہو چکا تھا کہ واقعی غیر ملکی ایجنٹ رپورٹ کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ ان کے حکام نے ہمیں ڈاج دینے کا پروگرام بنایا۔ فارم میں اصل رپورٹ ہی نہ بھیجی گئی اس طرح ہم تینوں یعنی میں فوہاگ اور اس کی ساتھی موریا بلوگن جو دراصل

ایک علیحدہ گروپ کی سرغنہ تھی۔ آپس ہی میں الجھ کر رہ گئے۔ موریا بلوگن نے ایک اور قدم بھی اٹھایا کہ رپورٹ حاصل ہوتے ہی سیکارویوانتت کے انجینیروں کو بھی قتل کرا دیا تاکہ حکومت سانیا ان انجینیروں کی معرفت دوسری رپورٹ نہ بنوا سکے مگر اصل رپورٹ اسے بھی نہ ملی۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ اصل رپورٹ سفارت خانے پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ میں ٹائیگر کو لے کر وہاں پہنچ گیا مگر سفارت خانے والے پہلے ہی چوکنا تھے اس لئے ہم گرفتار کر لئے گئے۔ ادھر موریا اور فوہاگ کا گروپ بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس طرح ہم تینوں وہاں گرفتار کر لئے گئے۔ وہ ہمیں قتل کرنے ہی والے تھے کہ سیکرٹ سروس بھی وہاں پہنچ گئی۔ ادھر سفیر وہ رپورٹ والا بیگ لے کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے نکل جانا چاہتا تھا کہ فوہاگ اسے قتل کر کے اور رپورٹ لے کر اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے فرار ہو گیا اور میں بھی اسی کے ہیلی کاپٹر سے چمٹا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ وہاں بھی موریا کا گروپ حملہ آور ہوا اور میں فوہاگ کے ہاتھ سے بیگ چھین لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اتنی دیر میں سیکرٹ سروس بھی وہاں پہنچ گئی۔ مگر بیگ میں حاصل کر چکا تھا۔ چنانچہ سب کو بے نیل و مرام لوٹنا پڑا"۔ عمران نے کہا۔

"مگر آپ وہاں سے غائب کیسے ہو گئے تھے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں تمہاری کار کی ڈگی میں چھپ گیا تھا۔ چنانچہ اب تمہارے ساتھ یہاں پہنچ گیا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

اور بلیک زیرو بے چارے پر خفت کے آثار ابھر آئے۔

"بہرحال ظاہر اس کیس میں میں نے یہ دیکھا۔ کہ تم اب بے حد پختہ ہو چکے ہو۔ تم ہر جگہ بروقت پہنچے ہو اور صحیح پہنچے ہو"...... عمران نے بلیک زیرو کو حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مگر پھر بھی ناکام ہی رہا"...... بلیک زیرو نے خجالت آمیز لہجے میں کہا۔

"وہ تو رہنا ہی تھا۔ تمہارا مقابلہ جو شیطان سے تھا"۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر میں شیطان ہوں تو آپ یقیناً سر شیطان کہلانے کے حقدار ہیں"۔ عمران نے کہا اور سر سلطان قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ بلیک زیرو بھی اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مگر اس پلان کا کیا فائدہ ہوا جناب۔ اب جب بھی ہم تیل نکالیں گے حکومت سانیا سب کچھ سمجھ جائے گی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں بلیک زیرو ہم کچھ عرصہ خاموش رہیں گے۔ پھر کسی دوست ملک سے فرضی معاہدہ کر کے تیل نکالنا شروع کر دیں گے۔ اس طرح حکومت سانیا ہمیں کچھ نہ کہہ سکے گی اور ہمیں رائلٹی بھی بچ جائے گی جو ہمیں حکومت سانیا کو دینی پڑتی"...... عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال حکومت سانیا کو بلیک میلنگ بے حد مہنگی پڑی۔ زیادہ کا لالچ کرتے کرتے وہ پہلی رائلٹی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں لالچ کی سزا تو ملنی ہی چاہئے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اچھا سر۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے"...... بلیک زیرو نے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم بدستور ایکسٹو ہو۔ عمران کا استعفیٰ میں منظور کر چکا ہوں"۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر چاہو تو تم مجھے گرفتار بھی کر سکتے ہو۔ مگر ایک کام کرنا میری گرفتاری کے لئے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو نہ بھیجنا"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں سر۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ کے لئے بھلا میں یہ جرأت کیسے کر سکتا ہوں اور پھر اس کیس میں مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ ابھی مجھے آپ سے بہت کچھ سیکھنا پڑے گا"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ مٹھائی کا سکوپ بن گیا۔ یہ سن لو بغیر مٹھائی کھائے تو میں تمہیں کچھ نہیں سکھاؤں گا"...... عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"مٹھائی میں منگوا لیتا ہوں"۔ سر سلطان نے خوش دلی سے کہا۔

"پھر آج سے میرا ادب کیا کریں گے۔ مٹھائی کھاتے ہی میں آپ کا استاد بن جاؤں گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجہ بناتے ہوئے کہا اور سر سلطان ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"اچھا جناب۔ مجھے اجازت دیجئے۔ وہاں ممبران میرا انتظار کر رہے

ہوں گے۔ وہ بیچارے عمران کے متعلق بے حد تشویش میں مبتلا ہیں میں انہیں جا کر خوشخبری سناتا ہوں کہ میں نے عمران کو معاف کر دیا ہے"...... بلیک زیرو نے اجازت طلب لہجے میں کہا۔

"پھر لگے ہاتھوں جولیا سے میری شادی کی بات بھی پکی کر لینا"۔ عمران نے کہا۔

"جولیا کی بجائے اس لڑکی موریا بلوگن سے بات نہ کر لوں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ ایسا نہ کرنا ورنہ مجھے رپورٹ ریکارڈ روم سے چرا کر منہ دکھائی کے طور پر پیش کرنی پڑے گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم جاؤ طاہر اور اپنے مسٹر عمران کو سمجھا کر فارغ کرو اور اس لڑکی کو سپرنٹنڈنٹ فیاض کے سپرد کر دو۔ ابھی میں نے حکومت سانیا کو ان کے سفارت خانے کے متعلق وضاحت کرنی ہے"...... سر سلطان نے کہا اور بلیک زیرو سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"وضاحت کیا کرنی ہے بس اتنا کہہ دیجئے کہ نیا سفیر بھیج دیں اور جیلے کی لاش وصول کر لیں۔ چھٹی ہوئی"...... عمران نے جواب دیا اور سر سلطان مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ختم شد

عمران سیریز میں فور سٹارز سلسلے کا نیا اور منفرد ناول

مکروہ جرم

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

جعلی اور نقلی ادویات جس سے ہزاروں لاکھوں بے گناہ مریض تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتے ہیں۔

جعلی اور نقلی ادویات جو ایسا مکروہ جرم ہے جسے کوئی بھی معاشرہ کسی صورت بھی قبول نہیں کر سکتا۔

جعلی اور نقلی ادویات جس کے خلاف فور سٹارز اپنی پوری قوت سے میدان میں نکل آئے۔

جعلی اور نقلی ادویات جس کا جال پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا اور کھلے عام جعلی اور نقلی ادویات فروخت کی جا رہی تھیں۔

مکروہ جرم جس کا پھیلاؤ دیکھ کر عمران اور فور سٹارز بھی حیران رہ گئے۔ کیا یہ سب کچھ حکومتی سرپرستی میں ہو رہا تھا؟

ایسے مجرم جو بظاہر انتہائی معزز تھے لیکن دراصل وہ مکروہ اور انتہائی قابل نفرت مجرم تھے

وہ لمحہ جب سب سے بڑے مجرم کے خلاف قدرت کا قانون مکافات عمل حرکت میں آ گیا۔ پھر کیا ہوا؟ انتہائی حیرت انگیز اور عبرت ناک نتیجہ

- وہ لمحہ جب فور سٹارز نے سوپر فیاض کو بھی ان مکروہ مجرموں کے ساتھ اغوا کر لیا اور پھر موت کے بے رحم پنجے سوپر فیاض کی طرف بڑھنے لگے۔
- کیا سوپر فیاض بھی اس جرم میں شریک تھا۔ کیا وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ یا؟
- سماجی برائی کے اس قابل نفرت جال کو فور سٹارز نے کس طرح توڑا۔ توڑ بھی سکے ——— یا ——— نہیں؟
- انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہو گیا۔



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک منفرد اور انتہائی دلچسپ کہانی

مکمل ناول

سنیک کلرز

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ماسٹر کلرز

سنیک کلرز

ایک نئی تنظیم جس کا چیف جوانا تھا اور اس کے ممبرز میں جوزف اور ٹائیگر شامل تھے۔ انتہائی دلچسپ سچویشن۔

سنیک کلرز

جس نے ایک مقامی کلب میں قتل عام کر دیا اور پاکیشیا کی پوری سرکاری مشینری اس قتل عام پر بوکھلا اٹھی۔

سنیک کلرز

جنہیں پولیس اور حکومت نے دہشت گرد قرار دے دیا اور پھر جوزف، جوانا اور ٹائیگر کی فوری گرفتاری کے احکامات صادر کر دیے گئے۔

عمران

جس نے جوانا، ٹائیگر اور جوزف کو پھانسی سے بچانے کے لئے سرتوڑ کوشش کیں۔ لیکن ———

★ وہ لمحہ جب سیکرٹ سروس کے چیف کو مجبوراً سنیک کلرز کو سرکاری تنظیم قرار دینے کا نوٹیفکیشن جاری کرنا پڑا۔ انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز سچویشن۔

★ وہ لمحہ جب عمران بھی جوانا کی سربراہی میں سنیک کلرز کے لئے کام کرنے پر مجبور ہو گیا۔ کیوں اور کیسے ———؟

جوانا

جس نے ایک بار پھر ماسٹر کلرز کے جوانا کا روپ دھار لیا اور پھر ہر طرف موت کے بھیانک سائے پھیلتے چلے گئے۔

وہ لمحہ جب جوانا اور ٹائیگر کو دن دہاڑے سڑک پر گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ کیا یہ دونوں ہلاک ہو گئے ——— یا ———؟

سنیک کلرز

جنہوں نے پاکیشیا کے دارالحکومت میں بے تحاشا قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ ان کا اصل مقصد کیا تھا ———؟

